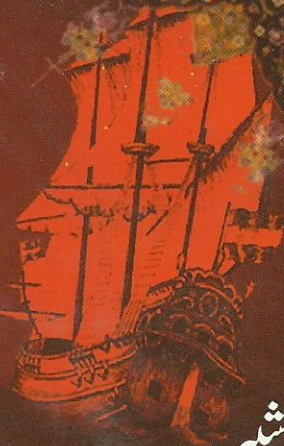


تحلیاتِ حسینؑ

الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد
وآله الطيبين الطاهرين

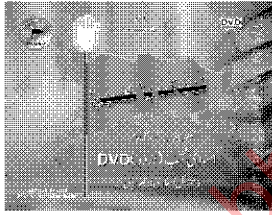


تحریر
حجت الاسلام مولانا میرزا محمد جواد شبیر

ان الحسین
مصبح الہدیٰ و یضئہ النجاء

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: Rana Jabir Abbas



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl

sabelesakina@gmail.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

<http://fb.com/ranajabirabbas>

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

تجلیات حسین

(حسینی دائرۃ المعارف کی روشنی میں)

تحریر

محبت الاسلام مولانا میرزا محمد جواد شبیر

ناشر

ادارہ منہاج الحسین لاہور - پاکستان

ISBN: 978-969-9027-23-9

jabir.abbas@yahoo.com

جلد حقوق بحق مولف و حسینی سفر آف رسرچ لندن محفوظ میں

تعارف کتاب

نام کتاب: تجلیات حسین
 اقتباسات: از حسینی دائرۃ المعارف، مولفہ آیت اللہ محمد صادق کرباسی
 مولف: حجت الاسلام والمسلمین مولانا میرزا محمد جواد شمیر
 پیشکش: حسینی سفر آف رسرچ لندن، برطانیہ
 طبع: اول
 تاریخ اشاعت: ۲۰۱۳ء
 ناشر: ادارہ منہاج الحسین لاہور - پاکستان

0092-423-5300430	فون:
0092-423-5300432	فکس:
minhajulhussain@hotmail.com	ایمیل:
www.minhaj-ulhussain.org	سایت:

۳۰۱ شاہ راہ علی بن ابی طالب ایچ ۳، فیز ۲، محمد علی جوہر ٹاؤن، لاہور، پاکستان۔

jabir.abbas@yahoo.com

تجلیاتِ حسین

(حسینی دائرۃ المعارف کی روشنی میں)

تحریر

محبت الاسلام مولانا میرزا محمد جواد شبیر

ناشر

ادارہ منہاج الحسین لاہور - پاکستان

jabir.abbas@yahoo.com



jabir.abbas@yahoo.com

إِنَّ الْخُسَيْنَ

مَصْنَبًا هُدًى

وَسَفِينَةً نَجَاةٍ

وَإِمَامًا خَيْرٍ وَيَمْنٍ وَعِزٍّ وَفَخْرٍ

وَبَخْرٍ عِلْمٍ وَذُخْرِ

بیشک حسین ہدایت کا چراغ، نجات کی کشتی اور وہ امام ہیں کہ جو صاحب خیر و برکت،
صاحب عزت و فخر اور دریائے علم و سرمایہ ہیں (عمون اخبار الرضا جلد ۱ ص ۶۲)۔

jabir.abbas@yahoo.com

آئینہ کتاب

۳۳	حسینی دائرۃ المعارف کے مولف
۳۷	تجلیات حسین کے مولف
۳۹	مرض ماشر
۴۳	ابدائے کلام
۴۹	تفسیر و تامل و مصداق کا معیار (حسین کریم قرآن عظیم کی روشنی میں)
۵۱	لفظ قرآن کی تعریف
۵۱	مشکر نکات
۵۲	آسانی کتابیں
۵۳	ہامیت قرآن
۵۳	اعجاز قرآن
۵۴	تفسیر و تامل و مصداق کی تعریف
۵۵	تفسیر و تامل قرآن کا معیار
۵۶	تفسیر قرآن کا طریقہ
۵۶	تفسیر القرآن بالقرآن
۵۶	تفسیر القرآن بالحدیث
۵۶	تفسیر کی اقسام
۵۷	قرآن مجید پر اعراب گذاری

﴿ تجلیات حسین ﴾

۵۷	قرآن مجید سے اشتقاق یافتہ علوم
۵۸	امام حسین (ع) اور آسمانی کتابیں
۵۸	امام حسین (ع) اور قرآن مجید
۶۱	احادیث کے بھہری علوم (امام حسین علیہ السلام سنت کی روشنی میں)
۶۳	امام حسین (ع) سنت کی روشنی میں
۶۳	علوم حدیث
۶۵	علم درایت
۶۵	نص کا قوی و سالم ہونا
۶۶	اصنافِ نقل
۶۶	اثر
۶۶	حدیث
۶۶	خبر
۶۶	روایت
۶۶	سنت
۶۶	اصنافِ روایت
۶۷	روایت متواترہ
۶۷	روایت آماد
۶۷	روایت مرسل
۶۷	روایت سند
۶۸	حدیث مستفیض

تجلیات حسین

۶۸	حدیث مشہور
۶۸	حدیث صحیح
۶۸	حدیث حسن
۶۹	حدیث موثق
۶۹	حدیث قوی
۶۹	حدیث ضعیف
۶۹	حدیث مصرح
۶۹	حدیث مضمر
۷۰	علم رہال
۷۰	حدیث کے نقل کرنے کی اہلیت
۷۱	جرح و تعدیل
۷۱	الفاظ تعدیل
۷۱	الفاظ جرح
۷۲	علم تاویل
۷۲	ایک حدیث کے متعدد طرق
۷۳	علم تصنیف
۷۴	کتاب
۷۴	اصل
۷۴	نوادیر
۷۴	مصنف

۷۴	کتاب کی نسبت مولف کی طرف
۷۵	کتاب کی حجت
۷۵	علم تاریخ حدیث
۷۵	علم روایت کی ابتداء
۷۶	علم رجال کی ابتداء
۷۷	علم تاصیل کی ابتداء
۷۷	علم تصنیف کی ابتداء
۷۷	علم تاریخ حدیث کی ابتداء
۷۷	علم روایت کی ابتداء
۷۸	علم روایت
۷۸	آداب روایت
۷۸	مروی عنہ
۸۲	سیرت امام حسین علیہ السلام (حصہ اول)
۸۵	سیرت
۸۶	عوامل نشوونما
۸۶	وراثت
۸۷	تربیت
۸۹	خاندان، اجتماع
۸۹	امام حسین مختلف ادوار میں
۹۱	امام حسین علیہ السلام قبل از ولادت

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۹۱۔ امام حسین سنہ ۴ھ میں
- ۹۲۔ امام حسین سنہ ۵ھ میں
- ۹۳۔ امام حسین سنہ ۶ھ میں
- ۹۳۔ امام حسین سنہ ۷ھ ہجری میں
- ۹۹۔ سیرت امام حسین علیہ السلام (حصہ دوم)
- ۱۰۰۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۷ھ میں
- ۱۰۱۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۸ھ ہجری میں
- ۱۰۲۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۹ھ ہجری میں
- ۱۰۲۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۱۰ھ ہجری میں
- ۱۰۶۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۱۱ھ میں
- ۱۱۷۔ اصحاب امام حسین علیہ السلام (کربلاء کے ۷۲ ہاشمی شہداء، حصہ اول)
- ۱۱۸۔ کربلاء میں ہاشمی شہداء
- ۱۱۸۔ ابو طالب اور انکی آل
- ۱۲۰۔ طالب بن ابو طالب
- ۱۲۰۔ عقیل بن ابو طالب
- ۱۲۲۔ لڑکیوں کے نام
- ۱۲۲۔ فرزندوں کے نام
- ۱۲۳۔ جعفر بن ابو طالب
- ۱۲۳۔ علی بن ابیطالب
- ۱۲۵۔ امام حسن علیہ السلام کی اولاد

تجلیاتِ حسین

- ۱۲۶ امام حسین علیہ السلام کی اولاد
- ۱۲۶ حضرت عباس کی اولاد
- ۱۲۶ عبد اللہ بن جعفر الطیار و زینب کبریٰ کی اولاد
- ۱۲۶ محمد ابن عقیل و زینب صفری کے فرزند
- ۱۲۶ مسلم ابن عقیل اور رقیہ الکبریٰ کے فرزند
- ۱۲۶ عبد الرحمن بن عقیل و خدیجہ کے فرزند
- ۱۲۶ عبد اللہ الاکبر بن عقیل اور ام ہانی کے فرزند
- ۱۲۶ ابراہیم بن حسین بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۲۶ ابراہیم بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۲۶ ابراہیم بن مسلم بن عقیل بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۲۸ لوکر بن حسن بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۲۸ لوکر بن حسین بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۲۹ لوکر بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۲۹ لوسعید بن عقیل بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۲۹ احمد بن حسن بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۳۰ احمد بن محمد بن عقیل بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۳۰ احمد بن مسلم بن عقیل بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۳۳ اصحاب امام حسین علیہ السلام (کربلاء کے ۲ ہاشمی شہداء، حصہ دوم)
- ۱۳۵ بشر بن حسن بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۳۵ جعفر الاصغر بن علی بن ایطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی

- جعفر الاکبر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۱
- جعفر الاکبر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۶
- جعفر بن محمد بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۷
- جعفر بن مسلم بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۷
- حسن ثنی بن حسن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۸
- مکرم بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۸
- ن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۸
- حمزہ بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۹
- خالد بن جعفر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۹
- خالد بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۹
- زید بن حسن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۹
- زید بن حسین بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۳۹
- سعد بن عبد الرحمان بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۰
- سعید بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۰
- عباس الاصغر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۰
- عباس الاکبر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۱
- عبد الرحمان الاکبر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۲
- عبد الرحمان بن مسلم بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۳
- عبد اللہ بن مغیرہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۳
- عبد اللہ الاصغر بن حسن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۳

- عبد اللہ الاصغر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۴
- عبد اللہ الاصغر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۴
- عبد اللہ الاکبر بن حسن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۴
- عبد اللہ الاکبر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۴
- عبد اللہ الاکبر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۵
- عبد اللہ الاوسط بن حسن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۵
- عبد اللہ بن حسین بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۵
- عبد اللہ بن عکرم بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۶
- عبد اللہ بن عباس الاکبر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۶
- عبد اللہ بن مسلم بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۶
- عبید اللہ بن عباس الاکبر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۸
- عبید اللہ ابن عبد اللہ الاکبر بن جعفر بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۹
- عبید اللہ بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۹
- عبید اللہ بن مسلم بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۴۹
- عقیق بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۵۰
- عثمان بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۵۰
- عقیل بن عبد الرحمن الاکبر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۵۰
- عقیل بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۵۰
- عقیل بن محمد بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۵۱
- علی اصغر بن حسین بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۵۱

- ۱۵۱۔ علی اصغر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۱۔ علی اکبر بن حسین بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۲۔ علی بن حسین بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۲۔ علی بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۳۔ عمر الاصغر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۳۔ عمر الاطوف بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۳۔ حسن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۳۔ حسین بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۵۔ محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۵۔ محمد بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۶۔ عون بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۶۔ عون بن مسلم بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۵۹۔ اصحاب امام حسین طہیم السلام (کربلاء کے ۷۲ ہاشمی شہداء، حصہ سوم)
- ۱۶۱۔ فضل بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۶۱۔ قاسم بن حسن بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۶۲۔ قاسم بن عباس بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۶۳۔ قاسم بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۶۳۔ قاسم بن محمد اکبر بن جعفر بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۶۳۔ محمد بن ابوسعید الاول بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی
- ۱۶۳۔ محمد الاصغر بن جعفر بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی

تجلیات حسین

- محمد الاصغر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۳
- محمد الاصغر بن مسلم بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۵
- محمد الاکبر بن مسلم بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۵
- محمد الاوسط بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶
- محمد بن حسن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۶
- محمد بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۶
- محمد بن عباس الاکبر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۶
- محمد بن عبد اللہ الاکبر بن جعفر بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۶
- محمد بن عبد اللہ الاکبر بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۶
- محمد الاکبر بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۶
- محمد الباقر بن علی بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۸
- محمد بن عمرو بن حسن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۸
- مسلم بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۸
- مسلم بن مسلم بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۰
- معین بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۰
- موسیٰ بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۱۶۱
- پہلا جدول ۱۶۲
- دوسرا جدول ۱۶۵
- تیسرا جدول ۱۶۶
- چوتھا جدول ۱۶۶

﴿ تجلیات حسین ﴾

۱۷۸	پانچواں جدول
۱۷۸	چھٹا جدول
۱۸۳	امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین، حصہ اول)
۱۸۳	بلوغ
۱۸۵	ماقص العقل، ماقص الحکوظ، ماقص الایمان
۱۸۷	حجاب
۱۸۹	ام اسحاق بنت طلحہ التمیمیہ
۱۹۰	امامہ بنت ابی العاص العبدشمیہ
۱۹۰	ام بشیر فاطمہ بنت ابی مسعود الخزرجیہ اور ام حبیب بنت عباد الشعلبیہ
۱۹۱	ام الحسن بنت الحسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
۱۹۱	ام الحسین بنت الحسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
۱۹۱	ام خدیجہ
۱۹۱	ام سعید بنت عروہ الشقیعیہ
۱۹۲	ام شعیب الخزومیہ
۱۹۲	ام فاطمہ
۱۹۳	ام کلثوم صغریٰ بنت عبد اللہ بن جعفر الطیار بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
۱۹۳	ام کلثوم کبریٰ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
۱۹۳	ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
۱۹۳	امام حسن کی ازواج اور انکی اولاد
۱۹۳	۱۔ فاطمہ بنت عقبہ الخزرجیہ

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۲۔ ام کلثوم بنت فضل الهاشمیہ ۱۹۵
- ۳۔ جعدہ بنت الاشعث الکندیہ ۱۹۵
- ۴۔ خولہ بنت منظور الفراریہ ۱۹۵
- ۵۔ ام اسحاق بنت طلحہ التیمیہ ۱۹۵
- ۶۔ عائشہ بنت خلیفہ الہخمریہ ۱۹۵
- ۷۔ حفصہ بنت عبد الرحمن التیمیہ ۱۹۵
- ۸۔ ہند بن سہیل العامریہ ۱۹۶
- امام حسن علیہ السلام کی کنیزیں اور ان سے آپ کی اولاد ۱۹۶
- ام وہب بنت وہب نصرانی ۱۹۷
- برۃ (بفتح الباء و بفتح الزاء المشددة) ۱۹۸
- ام احمد ۱۹۸
- ام الحسن بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ۱۹۸
- ام القاسم ۱۹۹
- ام محمد ۱۹۹
- حمریہ بنت مسعود الخزرجیہ ۱۹۹
- جمانہ بنت ابی طالب الهاشمیہ ۲۰۰
- حمیہ ۲۰۰
- حننیہ (ح مضموم، نون مکسور، ی مفتوح و مشد) ۲۰۰
- حمیدہ بنت مسلم بن عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ۲۰۱
- ندیمہ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ۲۰۱

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۲۰۲ ----- فلید
- ۲۰۲ ----- خوصاء بنت عمرو الحسانیہ
- ۲۰۳ ----- خوصاء بنت حفصہ بن ثقیف بن رمیعہ بن عثمان الوائلیہ
- ۲۰۳ ----- رباب بنت امریہ القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن عظیم الکندیہ
- ۲۰۵ ----- رقیہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
- ۲۰۶ ----- رقیہ صفری بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
- ۲۰۶ ----- رملۃ الکبریٰ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
- ۲۰۶ ----- رملہ الرومیہ
- ۲۰۶ ----- روضہ خادمہ رسول اللہ
- ۲۰۶ ----- زینب بنت الحسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
- ۲۰۸ ----- زینب صفری بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
- ۲۰۸ ----- زینب کبریٰ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
- ۲۱۶ ----- کربلا میں خواہنیں کا کردار (امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواہنیں، حصہ دوم)
- ۲۲۰ ----- عورت پر مرد کی ولایت
- ۲۲۱ ----- تعدد زوجات
- ۲۲۳ ----- مسئلہ طلاق
- ۲۲۵ ----- سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
- ۲۲۶ ----- سلافہ (سین مضموم)
- ۲۲۸ ----- سلی ام الرافع
- ۲۲۹ ----- شاہ زمان بنت یزید ثالث ابن شریار بن ابروہ بن ہرمز بن اوشیر وان الساسانی

- صافیہ زنجیہ ----- ۲۳۰
- صفیہ بنت علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۳۰
- صباء بنت عباد بن ربیعہ الثقلیہ ----- ۲۳۰
- عاتکہ بنت زید العدویہ ----- ۲۳۱
- عاتکہ بنت مسلم بن حقیل بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۳۱
- غزالہ ----- ۲۳۱
- فانثہ بنت علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۳۲
- فاطمہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۳۲
- فاطمہ صفری بنت الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۳۲
- کربلا میں خواتین کا کردار (امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین، حصہ سوم) ----- ۲۳۶
- فاطمہ صفری بنت علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۳۰
- فاطمہ بنت عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن ہدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج الانصاریہ ----- ۲۴۱
- فاطمہ الکبریٰ بنت الحسین بن علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۴۲
- فاطمہ وسطیٰ بنت الحسین بن علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ ----- ۲۴۶
- فضہ نوبیہ ----- ۲۴۸
- فحیمہ (اسم مصغر) کنیز امام حسین علیہ السلام ----- ۲۵۶
- قفیہ (اسم مصغر) بنت حلقمہ بن عبد اللہ بن ابی قیس الحبشیہ ----- ۲۵۶
- قمرام وحب بنت عبد النزیہ (نمر بن قاسط) العدنانیہ ----- ۲۵۶
- کبشہ (کاف مفتوح، باء ساکن، شین مفتوح) ام سلیمان ----- ۲۵۸

- 25

﴿ تجلیاتِ صین ﴾

نیند کا فلسفہ

۲۷۷

سونے کے اوقات

۲۷۷

۱۔ عیلولہ

۲۷۸

۲۔ فیلولہ

۲۷۸

۳۔ قیلولہ

۲۷۸

۴۔ حیلولہ

۲۷۹

۵۔ غیلولہ

۲۷۹

نیند کے مراحل

۲۷۹

۱۔ تمسیدی مرحلہ

۲۷۹

۲۔ ہلکی نیند

۲۷۹

۳۔ متوسط نیند

۲۷۹

۴۔ گہری نیند

۲۸۰

۵۔ گہری سے گہری تر نیند

۲۸۰

کس پہلو سویا جائے

۲۸۰

خواب کی تعریف

۲۸۱

خواب قرآن کی رو سے

۲۸۲

خواب احادیث کی رو سے

۲۸۳

خواب کی ابتداء

۲۸۵

بچے اور جموٹے خواب

۲۸۶

خواب کی حقیقت

۲۸۷

﴿ تجلیات حسین ﴾

- خواب کے بیان کیا جانے؟ ----- ۲۸۸
- پہلا باب (وہ خواب کہ جو امام حسین علیہ السلام نے دیکھے) ----- ۲۸۹
- ۱۔ بروز جمعہ، ۲۷ رجب سنہ ۶۰ھ کی شام ----- ۲۸۹
- ۲۔ بروز اتوار، ۲۹ رجب المرجب سنہ ۶۰ھ کی صبح ----- ۲۸۹
- ۳۔ بروز اتوار، ۲۹ رجب المرجب سنہ ۶۰ھ کی شام ----- ۲۹۰
- ۴۔ ۸ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بمقام مکہ، شب منگل ----- ۲۹۱
- ۵۔ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ، شب ہفتہ ----- ۲۹۱
- ۶۔ ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بمقام طیبیہ، بروز ہفتہ ----- ۲۹۲
- ۷۔ ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بمقام بطن العقب، بروز منگل بوقت شام ----- ۲۹۲
- ۸۔ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ، بروز جمعہ بوقت ظہر ----- ۲۹۳
- ۹۔ ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ، بروز پیر بوقت صبح ----- ۲۹۳
- ۱۰۔ ۹ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعرات، بوقت عصر، بمقام کربلاء معلی ----- ۲۹۳
- ۱۱۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بوقت صبح، بمقام کربلاء معلی ----- ۲۹۴
- ۱۲۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بوقت صبح، بمقام کربلاء معلی ----- ۲۹۵
- دوسرا باب (وہ خواب کہ جو امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ میں آپ کے متعلق دیکھے گئے) ----- ۲۹۶
- ۱۔ ماہ صفر سنہ ۶۲ھ ----- ۲۹۶
- ۲۔ ماہ صفر سنہ ۶۳ھ ----- ۲۹۶
- ۳۔ دس بھری ----- ۲۹۶
- ۴۔ تقریباً سنہ ۱۱ھ ----- ۲۹۷
- ۵۔ ۷ شوال سنہ ۶۱ھ ----- ۲۹۷

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

- ۶۔ ۹ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بوقت شام بمقام کربلا ۲۹۹
- تیسرا باب (وہ خواب کہ جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کے متعلق دیکھے گئے) ۲۹۹
- ۱۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بمقام مدینہ ۲۹۹
- ۲۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بمقام مدینہ ۳۰۰
- ۳۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بمقام کربلاء ۳۰۰
- ۴۔ گیارہ محرم سنہ ۶۱ھ کی شب ۳۰۲
- ۵۔ تقریباً ۱۲ محرم سنہ ۶۱ھ ۳۰۳
- ۶۔ بعد از ۱۳ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ ۳۰۴
- ۷۔ ۱۴ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ ۳۰۵
- ۸۔ ۶ صفر کی شب سنہ ۶۱ھ ۳۰۵
- ۹۔ ۷ صفر سنہ ۶۱ھ ۳۰۶
- ۱۰۔ شب ۲۹ جمادی الاول سنہ ۶۵ھ ۳۰۶
- ۱۱۔ قبل از سنہ ۹۵ھ ۳۰۷
- ۱۲۔ سنہ ۲۳۷ھ ۳۰۷
- قانون اور زندگی (امام حسین اور شریعت اسلامی، جلد اول) ۳۱۱
- تشریح اور مشرع ۳۱۳
- تشریح (قانونگذاری) کی تاریخ ۳۱۳
- شریعت آدم ۳۱۳
- شریعت نوح ۳۱۳
- شریعت ابراہیم (شریعت حنیفیہ) ۳۱۴

- ۳۱۵ ----- شریعت موسیٰ (شریعت یہودیہ)
- ۳۱۶ ----- شریعت عیسیٰ (شریعت نصرانیہ)
- ۳۱۶ ----- شریعت اسلام (شریعت محمدیہ)
- ۳۱۷ ----- شریعت اسلام کی تاریخ اور اس کی پیشرفت
- ۳۱۷ ----- تشریح کے مصادر
- ۳۱۸ ----- مدرسہ حدیث اور مدرسہ رائے
- ۳۲۳ ----- حقیقی اسلام اور مختلف فرقے (امام حسین اور شریعت اسلامی، جلد دوم)
- ۳۲۵ ----- فرقہ امامیہ
- ۳۲۵ ----- فرقہ زیدیہ
- ۳۲۶ ----- فرقہ اباضیہ
- ۳۲۶ ----- فرقہ حنفیہ
- ۳۲۷ ----- فرقہ مالکیہ
- ۳۲۷ ----- فرقہ شافعیہ
- ۳۲۸ ----- فرقہ حنبلیہ
- ۳۲۸ ----- فقہاء کی مرجعیت
- ۳۲۹ ----- فقہیہ کی ولایت
- ۳۲۹ ----- ولایت اور اسکی اقسام
- ۳۳۰ ----- ولایت تکوینیہ ذاتیہ
- ۳۳۰ ----- ولایت تکوینیہ تکریمیہ
- ۳۳۰ ----- ولایت تشریعیہ ذاتیہ

ولایت تشریعی تکریمیہ

۳۳۰

ولایت مطلقہ

۳۳۱

ولایت مقیدہ

۳۳۱

ولایت عامہ

۳۳۱

ولایت خاصہ

۳۳۱

ولایت فقہیہ اور ولایت شوری

۳۳۲

تشریح اسلام کی پیشرفت

۳۳۲

مہینہ منورہ

۳۳۲

دینی مراکز اور تعلیمی درسگاہوں کی تاریخ (امام حسینؑ اور شریعت اسلامی، جلد سوم)

۳۳۳

مہینہ منورہ

۳۳۸

مکہ مکرمہ

۳۳۹

کوفہ

۳۳۹

کربلاء معلیٰ

۳۴۰

بغداد (کاظمیہ مشرف)

۳۴۰

نجف اشرف

۳۴۱

سامراء المشرف

۳۴۲

شام

۳۴۲

مطب

۳۴۳

طرابلس

۳۴۳

تبل عامل

۳۴۳

۳۴۴	ایران
۳۴۴	شہری
۳۴۵	قم المقدسہ
۳۴۹	اجتہاد کا پس منظر: ایک طلی حوالہ (امام حسین اور شریعت اسلامی، جلد چارم)
۳۵۱	علماء کے لئے مروجہ القاب
۳۵۲	فقیہ
۳۵۲	علامہ
۳۵۲	حجت
۳۵۲	عالم
۳۵۳	فاضل
۳۵۳	امام
۳۵۳	آیت اللہ
۳۵۳	ابواب فقہ کی ایجاد
۳۵۵	کتاب طہارت

jabir.abbas@yahoo.com



حسینی دائرۃ المعارف کے مولف

اسم:

آیت اللہ شیخ محمد صادق محمد الکرباسی

نسب:

آپ کا نسب مالک بن حارث اشتر نخعی پر منتهی ہوتا ہے کہ جن کی پاک نسل سے بے شمار فقہاء و علماء وجود میں آئے۔

تاریخ و مقام ولادت:

۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۶ھ بمطابق ۲۰-۱۰-۱۹۳۶م، کربلاء معلیٰ۔

تعلیم و تحصیلات:

آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے حوزه علمیہ کربلاء معلیٰ، نجف اشرف، طہران، قم المقدسہ میں مراجع عظام سے کسب فیض فرمایا یہاں تک کے مختلف مراجع کرام نے آپ کو اجازت اجتہاد سے نوازا، آپ کے اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

تجلیات حسین

شیخ محمد کرباسی (شیخ کرباسی کے والد محترم)، شیخ محمد شاہرودی، شیخ یوسف بیارجمندی، سید محمد شیرازی، سید ابو القاسم انصاری، سید روح اللہ ضعیفی، سید احمد خوانساری، سید ابوالحسن رفیعی، شیخ محمد باقر آشتیانی، سید محمد رضا گلپاگانانی، محمد کاظم شریعتیاری، شیخ مرتضیٰ الحائری، شیخ باقر آملی، شیخ محمد حسین الکرباسی۔

تاسیسات:

آیت اللہ کرباسی نے تدریس و تالیف و تحقیق کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک میں تقریباً ۴۰ ادارے قائم کئے، جن میں عراق، ایران، لبنان، شام، اور انگلستان شامل ہیں، آپ نے سنہ ۱۹۷۵ء میں شہر دمشق میں حوزه علمیہ زینبیہ کی تاسیس میں بنیادی کردار ادا کیا اور اس عظیم علمی مرکز کی ترقی میں بلند پایہ اقدامات انجام دیے۔

تالیفات:

حسینی دائرۃ المعارف کے مولف نے مختلف عنوانات و مضامین پر کتابیں تالیف کیں، جن میں مندرجہ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

- ۱۔ حسینی دائرۃ المعارف ۵۰ جلدیں۔
- ۲۔ شرایع (احکام شریعت) ۱۰۰۰ جلدیں۔
- ۳۔ مختلف ممالک میں اسلام کی پیشرفت، ۷ جلدیں۔
- ۴۔ تفسیر قرآن مجید، ۳۰ جلدیں۔
- ۵۔ علم عروض (جس میں ۲۱۰ محروں پر گفتگو کی گئی ہے)۔
- ۶۔ دیوان شعر (جس میں مولف کے اشعار جمع ہیں)، ۱۴ جلدیں۔
- ۷۔ مختلف مقالات و محلات اور مباحث کہ جو انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔

تجلیاتِ حسین

آپ کی ان خدمات کے پیش نظر اردن سے تالیف شدہ معجم الادباء الاسلامیین المعاصرین اور الموسوعة الکبریٰ للشعراء العرب میں آپ کی قدردانی کی گئی، اور شام، لبنان، فرانس اور امریکہ جیسے ممالک کی یونیورسٹیز نے آپ کو پارڈاکٹریٹ سرٹیفکیٹ سے نوازا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

﴿ تجلیات سین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



تجلیات حسین کے مولف

اسم:

میرزا محمد جواد شبیر بن مرزا محبتی احمد بن مرزا محمد رضا بن مرزا علی جواد بن مرزا غلام سجاد اشرف بن مرزا حسین علی خان ظفر بن مرزا نعم الدین علی خان بسا در بن مرزا البو تراب عین الملک بن مرزا علی بیگ علی نواز خان بن مرزا واصلان بیگ خان۔۔۔ ابن مالک اشتر نخعی۔

تاریخ و مقام ولادت:

۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۲۰۱ھ، بمطابق ۲۵-۱۱-۱۹۸۰ عیسوی، حیدر آباد دکن، ہندوستان۔

تحصیلات:

مولف میرزا محمد جواد سنہ ۱۹۹۳ء کو (۱۲ سال کی عمر میں) علوم دینیہ کے حصول کے لئے حیدر آباد سے گھبرکہ کرمانگہ تشریف لے گئے، جہاں آپ نے سنہ ۱۹۹۳ء سے سنہ ۱۹۹۶ء تک مدرسۃ الصادقین (قاف مفتوح) میں مقدماتی علوم حاصل کئے، جس کے بعد سطوح اعلیٰ کی تعلیم کے لئے سنہ ۱۹۹۶ء کے اواخر میں حوزہ علمیہ قم المقدسہ مسافرت کی۔ سنہ ۲۰۰۰ء میں تحصیلات سے فراغت کے بعد آپ لندن برطانیہ مستقل طور پر تشریف لائے کہ جہاں آپ نے دینی مراکز میں تبلیغی خدمات انجام دیں، اور اسی مقصد کے پیش نظر کویت، امریکہ، جرمنی کے مختلف شہروں میں علوم آل محمد کی نشر و ترویج کا فریضہ ادا کیا۔

تالیفات و تراجم:

مولانا نے تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ تالیف و تراجم میں بھی اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ کے مطبوعہ تراجم میں کتاب 'کھٹکوا سلیقہ'، 'اچلی تعارف'، 'حصینی دائرۃ المعارف' اور کتب میں کتاب بڑا (تجلیات حسین) اور 'اردو ادب پر نقوش کربلاء' شامل ہیں، 'رسالہ حقوق'، 'امر بالمعروف و نہی عن المنکر' اور 'محبت علی کردار و آخرت کی شانیں آپ کی دو کتب میں کہ جو انشاء اللہ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں گی۔

موصوف نے اس کے علاوہ حصینی دائرۃ المعارف کے شعبہ اردو کے لئے قرن ۱۰ ہجری سے سنہ ۱۳ ہجری تک پانچ جلدوں پر مشتمل اردو شعرا نے کرام کے نایاب کلام کی جمع آوری کی ہے کہ جو اپنی نوعیت میں ایک بے نظیر ندمت ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (الہی آمین)۔

مرکز حصینی لندن

عرضِ نامشر

پہرہ سو سال سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شخصیت و شہادت کا اثر تاریخ اسلام پر ایسے چھایا ہوا ہے کہ جہاں جہاں اسلام کا بول بالا ہے وہاں وہاں مسلمانوں کی زبانوں پر ذکرِ حسین اور آپ کی یاد تروتازہ ہے۔

یہ وہ حسین علیہ السلام ہیں کہ جنہوں نے اسلام کی بقاء کے لئے ایک ہی دن میں فجر سے عصر تک اپنے سارے کنبے کو قربان کر دیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ اگر میری شہادت سے اسلام باقی رہتا ہے تو مجھے میرے اکبر و اسغفر، عون و محمد، قاسم و عباس اور تمام بنی ہاشم و اصحاب کی شہادت گوارا ہے۔

بیشک اسلام کی بقاء کے لئے حسین نے خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا، اسی لئے اس خدمتِ عظمیٰ کے بدلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ عظمت عطا کی کہ جیسے ہی کسی کی زبان پر لفظ شہید آتا ہے تو تمام ابنیاء و اوصیاء و ائمہ میں سب سے پہلے حضرت ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی قربانی ذہن میں آتی ہے، اسی لئے آپ کو سید الشہداء (شہداء کے سردار) کہا گیا ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ الحسین کی شہادت میں وہ اثر ہے کہ جن کے ذریعہ قیامت تک آنے والے مومنین کے دل رنجیدہ اور ان کی آنکھیں اشکبار ہیں، یہ وہ حسین ہیں کہ جن کے صدقے میں ہر دور کا حق و باطل پہچانا جاتا ہے، امام حسین علیہ السلام حق و باطل کی کوئی بھی میں اور آپ کی محبت رکھنے والے آپ ہی کی سیرت مبارکہ کی پیروی کرتے ہوئے حق و باطل کی شناخت حاصل کرتے ہیں۔

عظمتِ حسین کے پیش نظر تمام ادوار میں مولفین و مؤرخین، علماء و خطباء، اور تمام دنیا کے دانشوروں نے آپ کی شخصیت پر مختلف زاویوں سے تحقیقی کام انجام دیئے ہیں، آپ کی عظمت سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم دانشوروں نے بھی آپ کی قربانی و شہادت کو سراہا ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

گرچہ تاریخ اسلام میں ہر شخص نے اپنی بضاعت کے اعتبار سے آپ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی ہے لیکن جو تحقیقی سلسلہ آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے بیسویں صدی میں شروع کیا اس کی مثال پوری تاریخ اسلام میں نہیں ملتی، چونکہ محقق کرہاسی نے شخصیت امام حسین علیہ السلام پر ہر زاویہ سے روشنی ڈالی ہے، جس کے نتیجے میں ۵۰ سے زیادہ جلدیں وجود میں آئیں کہ جنہیں حسینی دائرۃ المعارف کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

کتاب ہذا (تجلیات حسین) میں محبت الاسلام مولانا میرزا محمد جواد شبیر نے حسینی دائرۃ المعارف کی ۱۵ کتلوں کا خلاصہ پیش کیا ہے کہ جو اپنی نوعیت میں ایک منفرد تحقیق ہے، جن کتلوں کا خلاصہ ہوا ہے ان کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ الحسین الکریم فی القرآن العظیم (الجزء الاول)، حسین کریم قرآن عظیم کی روشنی میں (جلد اول)۔ ۲۔ الحسین فی السیر (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سنت کی روشنی میں (جلد اول)۔ ۳۔ السیرۃ الحسینیہ (الجزء الاول)، سیرت امام حسین علیہ السلام (جلد اول)۔ ۴۔ السیرۃ الحسینیہ (الجزء الثانی)، سیرت امام حسین علیہ السلام (جلد دوم)۔ ۵۔ معجم انصار الحسین (العامیون)، (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد اول)۔ ۶۔ معجم انصار الحسین (العامیون)، (الجزء الثانی)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد دوم)۔ ۷۔ معجم انصار الحسین (العامیون)، (الجزء الثالث)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد سوم)۔ ۸۔ معجم انصار الحسین (النساء)، (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد اول)۔ ۹۔ معجم انصار الحسین (النساء)، (الجزء الثانی)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد دوم)۔ ۱۰۔ معجم انصار الحسین (النساء)، (الجزء الثالث)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد سوم)۔ ۱۱۔ الروایا مشاہدات و تأویل (الجزء الاول)، خواب، مشاہدے اور تعبیر (جلد اول)۔ ۱۲۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الاول)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد اول)۔ ۱۳۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الثانی)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد دوم)۔ ۱۴۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الثالث)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد سوم)۔ ۱۵۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الرابع)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد چارم)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

ہمیں پورا یقین ہے کہ کتاب تجلیات حسین کی صورت میں مولف کی یہ کاوش حسینی دائرۃ المعارف اور بالخصوص عظمت امام حسین علیہ السلام کے ادراک کے لئے بہترین وسیلہ قرار پائے گی۔
اس علمی کاوش کو عوام و خواص کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت ادارہ مناج الحسین کو حاصل ہوئی ہے، اس کی نشر و اشاعت کے لئے غیر مومنین سے ہر قسم کے تعاون کی ضرورت ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت

ادارہ مناج الحسین لاہور پاکستان

jabir.abbas@yahoo.com

تجلیات سین

jabir.abbas@yahoo.com

اجملائے کلام

ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جو عالمین کا رب، رحمان و رحیم اور مالک روز جزا ہے۔ اور درود و سلام ہو محمد اور ان کی آل پر جو عالمین کے برگزیدہ ہیں۔

الما بعد

مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ حقیر کو یہ سعادت نصیب کی کہ میں اپنے معزز قارئین کی خدمت میں یہ کتاب یعنی 'تجلیات حسین' پیش کر سکوں کہ جس میں حسینی دائرۃ المعارف مولفہ آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی کی ۵ کتابوں کا تعارف و خلاصہ موجود ہے۔

حسینی دائرۃ المعارف ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہے کہ جس کی ۸۶ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، اگرچہ حق تو یہ تھا کہ ان تمام کتابوں کا اردو اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، لیکن چونکہ یہ ایک طویل عمل ہے لہذا میں نے ترجیح دی کہ تمام کتابوں کے ترجمہ کے بجائے ان میں سے ہر ایک کا خلاصہ پیش کروں۔ حال حاضر تک مجھے جن ۵ کتابوں کے خلاصہ کی توفیق حاصل ہوئی ان کے اسماء کچھ اس ترتیب سے ہیں:

- ۱۔ الحسین الکرم فی القرآن العظیم (الجزء الاول)۔ حسین کریم قرآن عظیم کی روشنی میں (جلد اول)۔ ۲۔ الحسین فی السیر (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سنت کی روشنی میں (جلد اول)۔ ۳۔ السیرۃ الحسینیۃ (الجزء الاول)، سیرت امام حسین علیہ السلام (جلد اول)۔ ۴۔ السیرۃ الحسینیۃ (الجزء الثانی)، سیرت امام حسین علیہ السلام (جلد دوم)۔ ۵۔ معجم انصار الحسین (الحاشیون)، (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد اول)۔ ۶۔ معجم

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

انصار الحسین (الہاشمیون)، (الجزء الثانی)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد دوم)۔ ۷۔ معجم انصار الحسین (الہاشمیون)، (الجزء الثالث)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد سوم)۔ ۸۔ معجم انصار الحسین (النساء)، (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد اول)۔ ۹۔ معجم انصار الحسین (النساء)، (الجزء الثانی)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد دوم)۔ ۱۰۔ معجم انصار الحسین (النساء)، (الجزء الثالث)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد سوم)۔ ۱۱۔ الرؤیا مشاہدات و تأویل (الجزء الاول)، خواب، مشاہدے اور تعبیر (جلد اول)۔ ۱۲۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الاول)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد اول)۔ ۱۳۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الثانی)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد دوم)۔ ۱۴۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الثالث)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد سوم)۔ ۱۵۔ الحسین و التشریع الاسلامی (الجزء الرابع)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد چہارم)۔

کتاب ہذا (تجلیاتِ حسین) میں مذکورہ تمام کتب میں سے ہر ایک کی تلخیص کو ایک خاص عنوان دیا گیا ہے جو کہ اصل کتاب کے نام سے مختلف ہے، ہر تحریر میں کتاب کے موضوع کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے چند مقدماتی نکات کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے بعد اصل کتاب کا خلاصہ ہے، چونکہ حسینی دائرۃ المعارف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی کی تحقیق پر مبنی ہے اور کتاب ہذا (تجلیاتِ حسین) میں اسی موضوع کے اقتباسات پائے جاتے ہیں، لہذا اگر مومنین کرام کو حسینی دائرۃ المعارف کے مصنف یا تجلیاتِ حسین کے مولف کی کسی بھی رائے سے اختلاف ہو تو اس صورت میں وہ اسے محض ایک اجتہادی نظریہ فرض کرتے ہوئے اس موضوع میں دیگر علمائے کرام کی حسب تقیید پیروی فرمائیں۔

حسینی دائرۃ المعارف کی ان پندرہ کتب کے علاوہ دو اور کتابیں بنام المدخل الی الشعر الاردوی (اردو اشعار کا مقدمہ و تفسیر) اور دیوان الشعر الاردوی (اردو اشعار کا دیوان، جلد اول) کا بھی خلاصہ ہو چکا ہے لیکن ان دونوں کے موضوع کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اسے ایک مستقل کتاب کی شکل دی ہے کہ جس کا نام 'اردو ادب پر نقوشِ کربلاء' ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قارئین کرام کا ایمان دوپنڈاں ہوگا اور انہیں حضور کی وہ حدیث ضرور یاد آئے گی کہ جس میں آپؐ نے فرمایا: **إِنَّ الْخُسَيْنَ مِصْنَبَاحَ هَذِي وَ سَفِينَةُ نَجَاةٍ، وَ إِمَامٌ خَيْرٌ وَ يَحْيَى وَ عِزٌّ وَ فَخْرٌ، وَ يَخْزِ جَلْمٌ وَ ذُخْرٌ، يَشْكُ حُسَيْنٌ بِدَايَةِ كَاظِمٍ، نَجَاتٌ كِي كَشْتِي** اور وہ امام ہیں کہ جو صاحب خیر و برکت، صاحب عزت و فخر اور دریائے علم و سرمایہ میں (میں اخبار الرضا جلد ۱ ص ۶۲)۔

آخر میں میں حضرت حق سے دعاگو ہوں کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے میرے اور میرے والدین و متعلقین کی مغفرت کا سبب قرار دے (الہی آمین)۔

ملتقى دعا

میرزا محمد جواد شبیر

۲۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۳۳ھ

۳ اپریل ۲۰۱۳ء

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'حسین کریم قرآن عظیم کی روشنی میں' تین سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد (جو ۱۶۶ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۱ء میں نکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۵ء کو زیور النبی سے آراستہ ہوئی۔ قارئین کرام! اس کتاب میں موجود مطالب کی تکمیل کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیات سین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

تفسیر و تاویل و مصداق کا معیار

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بشر کی ہدایت کے لئے حضرت آدمؑ کو البشر کو معلم کی حیثیت سے اس سرزمین پر بھیجا تاکہ بشریت کی ابتدا تعلیم و تعلم پر استوار ہو، اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے حجت قائم ہو جائے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ایک وقت اس سرزمین پر بشر تو موجود تھا مگر ہدایت کرنے والا ہادی نہ تھا، گرچہ اللہ نے انسان کو عقل جیسی نعمت سے بھی نوازا جو کہ انسان کے لئے باطنی راہنما ہے لیکن قاعدہ لطف کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے حضرت امدت نے علم اور دین کے اکمال کے لئے ایک نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مبعوث فرمایا، تاکہ نسل کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہدایت کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہے، یہاں تک کہ خاتم الانبیاء تشریف لائے جن کے ہر قول، فعل اور تقریر کی اللہ تعالیٰ نے و ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى کہہ کر ضمانت لی، یعنی پیغمبر اسلام کی ہر فکر، ہر قول، ہر فعل اور ہر سکوت وحی الہی سے مطابقت رکھتا ہے۔

محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گزشتہ تمام پیغمبروں سے زیادہ دین اسلام کی تبلیغ میں مشقت اٹھائی، اس قدر رسولؐ پر مظالم ڈھائے گئے کہ آنحضرتؐ اپنے ہی وطن، مکہ مکرمہ میں غربت کی زندگی بسر کرنے لگے یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو ہجرت کا حکم دے دیا، دشمنان اسلام سے سالانہ تحمیل جنگ اور مشقتوں کے تحمل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ دین اسلام سرزمین عرب میں پھیلنے لگا اور اس کی آواز سارے جان میں گونج اٹھی۔

رسولؐ اسلام نے ساری زندگی وحی الہی کے مطابق لوگوں کی ہدایت کی اور جہاں مسلمانوں کو احکام و آداب و اخلاق سے مزین فرمایا وہیں ساری زندگی اپنے بعد آنے والے ائمہ کا تعارف کرتے رہے، آنحضرتؐ نے متعدد مقامات پر ولایت علی ابن ابیطالب کا اعلان کیا، جن میں دعوت ذوالعشرہ، شب ہجرت، جنگ تبوک، غدیر خم جیسے مواقع نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔

تجلیاتِ حسین

اسی طرح رسول اسلام نے محافظ اسلام حضرت اباعبدالله الحسین علیہ السلام کو پہنچواتے ہوئے فرمایا:
الحسن و الحسين سيدا شباب اهل الجنة، الحسن و الحسين امامان قلما او قعدا، ان الحسين مصباح هدى
و سفينة نجاة و امام خير و يمن و عز و فخر و بحر علم و نخر، الحسين منى و انا من الحسين۔

رسول اسلام کا یہ کردار عین کردار خدا تھا کیونکہ خود ذاتِ احدیت نے اہلبیت الطہار کا قرآن مجید میں مختلف مقامات پر تعارف کروایا ہے اور متعدد روایتوں کے مطابق ایک چارم قرآن کو اہلبیت کی شان میں نازل فرمایا ہے،
ابن عباس رسول اسلام سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

ان القرآن اربعة ارباع، ربع فلنا اهل البيت خاصة، و ربع فى اعدائنا، و ربع حلال و حرام، و ربع فرائض
و احكام، و لنا كرائم القرآن۔

بیشک قرآن مجید کے چار حصے ہیں، قرآن کا پہلا حصہ ہمارے بارے میں ہے، دوسرا حصہ ہمارے دشمنوں کے بارے
میں ہے، تیسرا حصہ حرام و حلال سے تعلق رکھتا ہے اور چوتھا حصہ فرائض و احکام سے متعلق ہے اور قرآن میں جو بھی
فضیلت ذکر ہوئی ہے وہ ہم اہلبیت سے مخصوص ہے، اسی طرح ابن عباس نقل فرماتے ہیں: ان الله انزل فى علي
كرام القرآن، الله نے قرآن میں درج شدہ تمام فضیلتوں کو علی کی شان میں نازل فرمایا ہے (الحسین الکرم فی قرآن
الکرم: 1/12) لہذا قرآن مجید خدا کی وہ کتاب ہے جو اہلبیت کی معرفت ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا قصیدہ بھی پڑھتی
ہے۔

قرآن و احادیث کی روشنی میں اہلبیت کی ایک فرد یعنی حضرت اباعبدالله الحسین (ع) کو خدا کے نزدیک
خاص مقام حاصل ہے، اور اس کی وجہ وہ قربانی ہے جو آپ نے دین اسلام کو بچانے کے لئے کربلا کے میدان میں
پیش کی تھی، تقرب الہی کے حصول کے لئے امام حسین (ع) ایک بہترین وسیلہ ہیں یہی وجہ ہے کہ علماء عرفان اور
اولیاء الہی سیر و سلوک اور درجات کی بلندی کے لئے امام حسین (ع) کو اپنا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔

اسی اہمیت کے پیش نظر آیت اللہ محمد صادق الکرکاسی نے اپنی حیات کا اکثر حصہ حضرت اباعبدالله الحسین
سے مخصوص فرمادیا ہے اور اس طرح وہ شب و روز کی محنت و کاوش کے بعد حسینی دائرۃ المعارف جیسے نایاب مجموعہ کو
امت مسلمہ کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہوئے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

حسینی دائرۃ المعارف ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہے جن میں سے متعدد اجزاء زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں، اس دائرۃ المعارف کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ مقصد امام حسین علیہ السلام سے مربوط تمام علمی مطالب کو جمع کرنا ہے، مصنف نے اس مقصد کو بامرہ عمل پہنانے کے لئے مختلف عزائمات کے تحت اباعبد اللہ الحسین (ع) کی زندگی پر روشنی ڈالی ہے، مطبوعہ اجزاء میں سے ایک ۱۰ الحسین الکریم فی القرآن العظیم تین سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد (جو کہ ۲۳۸ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۵ء کو چھپ کر منظر عام پر آئی ہے) میں مصنف نے مقاماتی مباحث پر گفتگو کی ہے جس کے بعد قرآن مجید میں امام حسین سے متعلق آیات میں سے بعض آیات کو ذکر کیا گیا ہے، ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب میں موجود مطالب کو مرحلہ وار قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

لفظ قرآن کی تعریف:

قرآن مجید وہ کلام ہے جو ذاتِ امدت کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اور آج ہمارے درمیان بین الہ فیتین موجود ہے، قرآن مجید کو فرقان، کتاب، ذکر، تنزیل بھی کہتے ہیں۔

مشترک نکات:

اگرچہ مسلمانوں کے درمیان بہت سارے اعتقادی مسائل میں اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن قرآن مجید کے متعلق تمام مسلمان مندرجہ ذیل امور پر اتفاق کرتے ہیں:

قرآن کا مقدس ہونا، قرآن کا تحریف سے غلی ہونا

”انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون“ (الحجرات: ۹)۔

قرآن مجید کی ظاہری ترتیب کا قابل قبول ہونا، لغت و مفردات قرآن کا عربی زبان میں ہونا، قرآن مجید کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونا، احکام، عقائد، اخلاق، نحو، صرف، بلاغت حتی دیگر تمام علوم میں قرآن مجید کا مرجعیت اول و آخر ہونا، اور حقیقت میں ترجمہ قرآن کا ایک ہونا۔

آسمانی کتابیں:

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے جہاں انبیاء بھیجے وہاں صحیفے اور کتابیں بھی نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے پاس ہمہ وقت وسیلہ ہدایت ہر صورت میں موجود رہے، شیخ الکرباسی نے اس مقام پر نہایت مدلل انداز میں ان صحیفوں، ان کی تاریخ نزول اور ان میں مضمون کا تذکرہ کیا ہے کہ جن پر یہ کتابیں نازل ہوئی ہیں مثلاً توریت حضرت موسیٰ پر ۶ رمضان کو نازل ہوئی، زبور حضرت داود پر ۱۸ رمضان کو نازل ہوئی، انجیل حضرت عیسیٰ پر ۱۲ رمضان کو نازل ہوئی، قرآن مجید رسول اسلام پر ۲۳ رمضان کو نازل ہوا، ۲۱ صحیفہ ۲۷ رمضان کو حضرت آدم پر نازل ہوئے، ۵۰ صحیفہ حبیب اللہ شیت ابن آدم پر نازل ہوئے، ۲۹ یا ۳۰ صحیفہ حضرت ادریس پر نازل ہوئے، علی الظاہر یہ صحیفے بھی ماہ رمضان میں نازل ہوئے تھے اور ۲۰ صحیفہ حضرت ابراہیم پر ماہ رمضان کی پہلی شب میں نازل ہوئے۔

مذکورہ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر آسمانی کتابیں ماہ مبارک رمضان میں نازل ہوئیں جس سے اس ماہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

ان آسمانی کتابوں میں سے چار کتابوں کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے خداوند عالم فرماتا ہے:

وَعَدَا عَلَيْهِ حَقَّ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ (توبہ: ۱۱۱)۔

وَاتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا (نساء ۱۶۳)، خداوند عالم نے قرآن مجید میں صحف ابراہیم و موسیٰ کا بھی تذکرہ کیا ہے

صَحَفَ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى (اعلى: ۱۹)۔

اور اس مرحلے کے اختتام پر مصنف نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ توریت اور انجیل وہ دو کتابیں ہیں کہ جن میں محمد (ص) کی رسالت پر گواہی موجود ہے، خداوند عالم فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (اعراف: ۱۵۷) و قَالَ اللَّهُ:

وَ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (صف: ۶)۔

ہامیت قرآن:

قرآن مجید اللہ کی وہ کتاب ہے کہ جس میں ہر خشک و تر کا ذکر پایا جاتا ہے، ہمارے درمیان کچھ ایسے بھی مسلمان ہیں جو مغربی انکار سے متاثر ہو کر یہ یقین کر بیٹھے کہ قرآن مجید صرف اخلاقیات و عبادات کی کتاب ہے اور اس کا حکومت و سیاست اور دیگر علوم سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ یہ فکر نص قرآن سے منافات رکھتی ہے خداوند عالم فرماتا ہے ولا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین (انعام ۵۹) کوئی خشک و تر نہیں کہ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں نہ ہوا ہو، لہذا ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن مجید میں اخلاق و آداب، احکام و شریعت، فلسفہ و حکمت، ادب و بلاغت، تاریخ و عبرت، حکومت و سیاست اور دیگر وہ تمام علوم پائے جاتے ہیں کہ جن تک بشریت کی رسانی اس ترقی یافتہ دور میں بھی نہ ہو سکی۔

اعجاز قرآن:

صاحبان بصیرت کے لئے اعجاز قرآن ایک یقینی و بدیہی امر ہے کیونکہ عہد نبوی (ص) سے لیکر آج تک تمام دنیوی علوم میں ترقی واقع ہوئی لیکن قرآن مجید جس صورت میں چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا آج بھی بغیر کسی تبدیلی کے ہمارے درمیان موجود ہے اور ہر دور میں ہر شخص کی علمی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے جو بہت انیق ہے اور ایک باطن ہے جو بے حد عمیق ہے، مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان القرآن ظاہرہ انیق، و باطنہ عمیق، لا تفسی عجائبہ، و لا تنقضي غرائبہ، ولا تكشف الظلمات الا بہ (نوح البلاغہ: خطبہ: ۱۸)۔

بیشک قرآن مجید کا ظاہر مرتب و مزین اور اس کا باطن دقیق و عمیق ہے، نہ اس کے عجائب فنا ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کے علوم کبھی ختم ہونگے، اور قرآن ہی کے ذریعہ ظلمات برطرف ہوتے ہیں، لہذا قرآن کی ایک آیت

﴿ تجلیات حسین ﴾

ہی سے مختلف ادوار میں مختلف معانی افذ کئے جاتے ہیں لیکن اس عمق کو سمجھنے والا یا تو خدا ہے یا پھر وہ لوگ ہیں جو راسخون فی العلم کے مصداق ہیں جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا:

و ما یعلم تلویحہ الا اللہ و الراسخون فی العلم (آل عمران: ۷)۔

تفسیر و تاویل و مصداق کی تعریف:

لغت میں تفسیر کے معنی تبیین، تاویل کے معنی رجوع، مصداق کے معنی مطابقة الکلام مع الواقع (حقیقت سے کلام کا مطابقت کرنا) کے ہیں اور اہل لغت کے نزدیک ان تعریفوں میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا۔ لیکن تفسیر و تاویل کے اصطلاحی معنی میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے اور اس سلسلہ میں دس سے زیادہ نظریات پیش کئے گئے ہیں، بعض مفسرین نے تفسیر و تاویل کی کچھ اس طرح سے تعریف کی ہے:

التفسیر:

هو ما يتعلق بالدواية (تفسیر اسے کہتے ہیں کہ جس کا تعلق روایت سے ہوتا ہے)

الاول:

هو ما يتعلق بالدرایة (تاویل اسے کہتے ہیں کہ جس کا تعلق درایت سے ہوتا ہے)

جبکہ دائرة المعارف الحسینیہ کے مصنف نے جو تعریف پیش کی ہے وہ ہمیں جامع تر نظر آتی ہے:

التفسیر:

هو علم یبحث فیہ عن کلام اللہ تعالیٰ المنزل ضمن الکلام (تفسیر: وہ علم ہے جو کلام خدا کے بارے میں گفتگو کرتا ہے لیکن یہ گفتگو کلام الہی کے ضمن میں ہوتی ہے)

التأویل:

هو ارجاع الكلام و صرفه عن معناه الظاهري الى معنى اخفى منه (تأویل: کلام کے ظاہری معنی کو اس معنی کی طرف موڑ دینا جو کہ باطن کلام میں موجود ہے)۔

تفسیر و تأویل قرآن کا معیار

اہل تشیع کے یہاں ہر تفسیر، تأویل اور مصداق قابل قبول نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کے لئے کچھ معیارات ہیں جن سے اگر وہ مطابقت کریں تو قابل قبول ہونگے ورنہ انکی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔

تفسیر قرآن میں ایک مفسر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان افراد کی عصمت کا قائل ہو کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معصوم بنا کر بھیجا ہے، اور وہ قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے راسخون فی العلم کی احادیث سے استفادہ کرے، اس کے ساتھ ساتھ ایک مفسر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ناسخ و منسوخ، مطلق و مقید، عام و خاص قرآن کو سمجھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

تأویل قرآن، تفسیر قرآن سے زیادہ سخت کام ہے کیونکہ جو شخص تأویل قرآن کا علم رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفسیر قرآن کو بھی سمجھے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کے پاس تفسیر قرآن کا علم ہو وہ تأویل قرآن کو بھی جانے، لہذا تأویل قرآن میں ایک مفسر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر و باطن قرآن کو احادیث و ارشادات ائمہ کی روشنی میں درک کرے۔

مصداق قرآن کا تعین بھی ایک مشکل امر ہے جس میں مفسر کے لئے ضروری ہے وہ آیات کے اشارات کو سمجھے، قرآن مجید میں بعض اوقات خطاب ظاہر انبیاء و صلوات علیہم و آلہم و سلم سے ہوتا لیکن مراد مومنین ہوتے ہیں، اسی طرح دیگر موارد میں کبھی آیات کا مصداق صرف ایک فرد ہوتا ہے تو کبھی مشترک افراد ہوتے ہیں، لہذا مصداق آیت کے تعین سے پہلے احادیث ائمہ کی روشنی میں آیت کے تمام جوانب و اشارات کا درک کرنا ہی ضروری ہے۔

تفسیر قرآن کا طریقہ:

کتاب 'الحسین الکرم فی القرآن العظیم' میں ان دو اہم ذریعوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ جن سے قرآن مجید کی تفسیر کی جاسکتی ہے:

(الف) تفسیر القرآن بالقرآن:

مذاہب عالم کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی بھی امر میں اختلاف کرو تو اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو، اس آیت میں اللہ کی طرف رجوع سے مراد قرآن کی طرف رجوع کرنا ہے لہذا تفسیر قرآن میں مفسر کو پائے کہ وہ پہلے قرآن کو قرآن ہی سے تفسیر کرے اور پھر تشریح و تفاسیل کے لئے احادیث کا سارا لے۔

(ب) تفسیر القرآن بالحدیث:

پیغمبر اسلام و ائمہ اطہار کی احادیث، تفسیر قرآن کا بہترین وسیلہ ہیں، اور حدیث ثقلین (انہی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا مکتب اللہ و عترتی اہل بیتی فلتھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ تفسیر برہان: ۹/۱) کے مطابق قرآن و اہلبیت ایک دوسرے کے ساتھ ہیں لہذا قرآن کو اہلبیت سے اور اہلبیت کو قرآن سے سمجھنا پائے۔

تفسیر کی اقسام:

قرآن مجید چونکہ جامع دستور العمل ہے لہذا اس میں علمی و علمی حوالوں سے تمام پہلوؤں کی معرفت ضروری ہے، اسی لئے تفسیری عمل میں بھی ہر زاویہ نظر کا ملحوظ رکھنا ناگزیر ہے اور اسی بناء پر تفسیر کی مختلف اقسام رائج ہیں، اس سلسلہ میں

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مصنف نے تفسیر کی بارہ اقسام کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ہم یہاں صرف ان اقسام کا تذکرہ کرتے ہیں، تفصیل کے لئے قارئین اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں:

تفسیر لفظی، تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر ائمی، تفسیر لغوی، تفسیر تاویلی، تفسیر بلاغی، تفسیر فلسفی، تفسیر اعتقادی، تفسیر تشریحی، تفسیر علمی، تفسیر موضوعی، تفسیر تاریخی۔

قرآن مجید پر اعراب گذاری:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید پر اعراب گذاری کا کام حضرت امام حسین کے پدر بزرگوار باب مدینہ العلم مولا امیر المومنین (ع) نے اپنے شاگرد ابو الاسود الدہلی سے کروایا اور اعراب گذاری کے تمام قوانین انہیں تعلیم فرمائے، اس حقیقت کو تمام ارباب تحقیق نے تسلیم اور ذکر کیا ہے۔

قرآن مجید سے اشتقاق یافتہ علوم:

قرآن مجید کی جامعیت کے تناظر میں یہ حقیقت کسی وضاحت و دلیل کی محتاج نہیں کہ یہ مقدس کتاب علوم و معارف کا سرچشمہ ہے، اس بنا پر اجلی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل علوم یا قرآن مجید میں موجود ہیں یا پھر قرآن کے نزول کی برکت سے وجود میں آئے ہیں:

علم لغت، علم نحی، علم صرف، علم بلاغت، علم منطق، علم تاریخ، علم ادیان، علم قراءات قرآن، علم رسم الخط قرآن، علم تاریخ قرآن، علم آیاء، علم فقہ، علم اصول، علم عقیدہ، علم تجوید، علم اخلاق، علوم نفسیہ، علوم اجتماعیہ، علوم ریاضیہ، علوم طبیعیہ، علوم غیبیہ، علوم تفسیر و تاویل، اور بعض دیگر علوم۔

امام حسین (ع) اور آسمانی کتابیں:

امام حسین کی شخصیت میں وہ جامعیت پائی جاتی ہے کہ جس کی نظیر دوسری شخصیات میں کم دکھائی دیتی ہیں، یوں تو اہلبیت کا ذکر جمیل کلی و جزئی اور صراحت و اشارہ کے ساتھ ہر دین و مذہب کی بنیادی کتب میں موجود ہے اور جہاں تک کتب آسمانی کا تعلق ہے تو اس حوالے سے دائرۃ المعارف کی جلد ۱۰ الحسین الکرم فی القرآن العظیم میں مصنف نے ان تمام آسمانی کتب کا تذکرہ کیا ہے جن میں حضرت امام حسین کا ذکر جمیل موجود ہے، آیت اللہ کرباسی نے اس مقام پر وہ تمام عبارتیں بھی پیش کی ہیں جو تورات و انجیل میں وارد ہوئیں ہیں، بالخصوص ارمیا اور یوحنا کی پیشین گوئیوں کو حوالہ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

امام حسین (ع) اور قرآن مجید:

امام حسین کا تذکرہ جمیل مصداقی حوالہ سے مختلف و متعدد آیات مبارکہ میں کلی و جزئی صورت میں موجود ہے چنانچہ اس حوالے سے مصنف نے سورہ حمد کی چار ان عمومی آیات کو قلم بند فرمایا کہ جن کی تاویل امام حسین (ع) سے کی جاتی ہے پھر مصنف نے سورہ بقرہ کی ان ۱۸ آیات کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے جو بالخصوص امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئیں ہیں، مصنف نے اس مقام پر پیشمار احادیث کو ذکر کیا اور وہ کلمات کہ جن کی تشریح بعد ضروری تھی انہیں حواشی میں قلم بند فرمایا، اور آخر میں ۱۹ عام آیتیں جن کا اطلاق امام حسین (ع) پر ہوتا ہے انہیں بھی اجمال کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر حضرت امام حسین کی حیات طیبہ کے کسی بھی پہلو پر نظر کی جائے تو ان کی عملی زندگی قرآن مجید کا عکس و پر تو ہی نہیں بلکہ ان کا وجود بولتا قرآن نظر آتا ہے، ضرورت اس امر کی ہے قرآن فہمی اور حسین فہمی کا حقیقی معیار ملحوظ رکھتے ہوئے عالمانہ و محققانہ انداز میں فکری توانائیاں بروئے کار لائی جائیں تاکہ قرآن اور جس کے گھر میں قرآن اترا ہے ان کی صحیح معرفت حاصل ہو سکے۔



کتاب 'امام حسین علیہ السلام سنت کی روشنی میں' بارہ سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد (۵۵۹ ج) صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۱۹۸۷ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۸ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تمخیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

امانت کے جوہری علوم

بشر کی ہدایت ایک ایسا اہم موضوع ہے جس کے لئے خداوند عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھیجا، اور ان میں سے بہتیروں پر آسمانی کتابوں کو نازل فرمایا، تمام انبیاء انسانوں کے درمیان معصوم بشر کی حیثیت سے تشریف لائے، تاکہ خود خطا و نسیان و سمو سے محفوظ رہ کر دوسروں کا تزکیہ کر سکیں۔

ذاتِ امانت نے انبیاء کو آسمانی کتاب کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ کتاب کے مطابق عمل کر کے یہ بتا دیں کہ کونسا عمل کس طرح بجا لایا جائے، اور جب بشر ہونے کی حیثیت سے وہ تمام واجبات کو انجام دے سکتے ہیں تو خدا کا کوئی بھی حکم تکلیف والا یطابق نہیں ہوگا۔

امتِ مسلمہ کی ہدایت کا پہلا ذریعہ قرآن اور دوسرا اہلبیت اطہار ہیں، لہذا ہر مسلمان کو قرآن پڑھ کر یہ دیکھنا ہے کہ اہلبیت نے قرآنی احکامات پر کس طرح عمل کیا ہے، ایک دور ایسا بھی تھا کہ جب قرآن مجید کے ساتھ ساتھ ساتھ لوگوں کو معصوم تک رسائی بھی موصول تھی، اس دور میں جب کسی بھی قسم کا اختلاف ہوتا تو مسلمان، مفسر قرآن کی طرف رجوع کیا کرتے تھے، قرآن مجید کے سب سے پہلے مفسر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جن پر قرآن مجید نازل ہوا، اس دور میں اگر اصحاب کے درمیان کسی بھی قسم کا اختلاف ہوتا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اختلاف کو برطرف کیا کرتے تھے، چونکہ قرآن کی روشنی میں آنحضرت عصمت کے درجہ پر فائز تھے لہذا ان کے کسی بھی قول و فعل و سکوت کی مخالفت کرنا ایمان میں اخلال کے مساوی تھا۔

جب آنحضرت اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے بعد دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں اور تاکید فرمائی کہ جب تک تم ان کے ساتھ رہو گے تو تمہارے درمیان نہ کسی قسم کا اختلاف ہوگا اور نہ ہی تم کسی اختلاف کی بنا پر گمراہ ہو گے، اور وہ دو چیزیں قرآن و اہلبیت ہیں، رسول اسلام نے فرمایا:

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتہم بہما لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض (تفسیر برہان: ۹/۱)۔

یہ وہ حدیث ہے جو تمام مسلمانوں کے درمیان قابل قبول ہے اور ہر ایک نے اپنی معتبر کتاب میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اس حدیث شریف سے بہت سارے مفید نکات واضح ہوتے ہیں:

- ۱۔ قرآن و اہلبیت ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔
 - ۲۔ قرآن و اہلبیت میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔
 - ۳۔ اہلبیت کو قرآن سے اور قرآن کو اہلبیت سے سمجھانا پائے چونکہ یہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔
 - ۴۔ جو خصوصیات قرآن مجید کی ہیں وہی خصوصیات اہلبیت میں بھی موجود ہیں۔
 - ۵۔ جو فضائل قرآن مجید کے ہیں وہی فضائل اہلبیت کے ہیں، بطور مثال اگر قرآن رجب و ظار و باطل سے دور ہے تو اہلبیت بھی رجب و ظار و باطل سے دور ہیں۔
 - ۶۔ جس کے ساتھ انسان زیادہ وقت گزارتا ہے وہ اس کی سب سے زیادہ معرفت بھی رکھتا ہے چونکہ قیامت تک اہلبیت قرآن کے ساتھ ہیں لہذا قرآن کی معرفت سب سے زیادہ انہیں کو ہوگی۔
- گرچہ تاریخ اسلام میں تمام مسلمانوں نے موجودہ قرآن پر اتفاق کیا ہے لیکن جس چیز میں اختلاف ہوا وہ مفسرین قرآن میں حکایت ذکرہ تو اہلبیت کے عنوان سے حدیث ثقلین میں موجود ہے لیکن مصداق کے تعین میں مسلمان ایک دوسرے سے اختلاف کر بیٹھے جبکہ رسول اسلام کی مذکورہ حدیث کی تشریح وہ حدیث کرتی ہے کہ جس میں آنحضرت نے فرمایا علی مع القرآن و القرآن مع علی، یعنی علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے، ان دونوں جملوں (علی مع القرآن و القرآن مع علی، ولن یفترقا) کو اگر ایک ساتھ رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے حدیث ثقلین میں اہلبیت سے مراد علی و آل علی ہیں۔

یہ تاریخ اسلام کی ایک حقیقت ہے کہ ہر دور میں جس طرح رسول اسلام امت مسلمہ کے مسائل کو حل فرمایا کرتے تھے بالکل اسی طرح ائمہ اہلبیت نے بھی امت کی مشکل کشائی فرمائی، ماکان وقت کو جب کبھی کوئی مشکل

مسئلہ درپیش ہوا یا قرآن مجید کی کوئی آیت سمجھ میں نہ آئی تو وہ علی و آل علی کی طرف رجوع کر کے اپنے مسائل کا جواب حاصل کیا کرتے تھے، جس سے ایک صاحب بصیرت کے لئے واضح ہو جاتا ہے کہ اولین مفسر قرآن یعنی رسول اسلام کے قائم مقام خلفاء، یہی ائمہ اہلبیت ہیں، جو رسول اسلام کی طرح امت مسلمہ کی مشککات فی فرمائے میں۔

لہذا اس حدیث ثقلین کی روشنی میں اہل تشیع نے ہر دور میں قرآن مجید کو ائمہ اہلبیت سے سیکھا، جو آنحضرت کے قائم مقام اور انکی طرح عصمت کے حامل ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج تک اہل تشیع امام وقت کے ذریعہ وحی الہی سے منسلک ہیں لیکن جہاں مسلمانوں نے اہلبیت کا دامن چھوڑا وہیں پر وہ اختلاف کا شکار ہوئے اور ان میں مختلف فرقے نمایاں ہو گئے جو ایک دوسرے کی تکفیر کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے، اگر ان اختلافات کی ریشہ یابی کی جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اس اختلاف کی اصل وجہ احادیث رسول میں تحریف یا جعلی احادیث کا گھڑنا ہے جو کہ بعض مفاد پرست حکمرانوں کے کئے پر وجود میں آئیں، اسی لئے اہل تشیع نے احادیث رسول و ائمہ علیہم السلام کی جامع تحقیق کے لئے مختلف علوم کا سارا لیا جن کو علوم حدیث کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ وہ علوم ہیں جن کی کوئی پر ہر حدیث اپنی سند و متن کے ساتھ پرکھی جاتی ہے۔

اسی مقصد کے پیش نظر دائرۃ المعارف نویسی میں ایک معتبر شخصیت علامہ محمد صادق الکرہاسی نے کتاب 'الحسین فی السنۃ' کی پہلی جلد (جو ۵۵۹ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۸ء میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے) میں علوم احادیث کو بڑی تفصیل اور خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا ہے، کتاب 'الحسین فی السنۃ' بارہ سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے جسکی پہلی جلد میں علوم حدیث پر گفتگو کی گئی ہے اور بقیہ جلدوں میں ان تمام احادیث کو تحقیق کے ساتھ پیش کیا جائے گا جو معصومین علیہم السلام سے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ہم اس مقام پر کتاب 'الحسین فی السنۃ' کی پہلی جلد میں موجود مطالب پر اجلی روشنی ڈالتے ہیں۔

امام حسین (ع) سنت کی روشنی میں:

سنت سے مراد قول، فعل، اور تقریر چارہ معصومین علیہم السلام ہے، اور سنت کا اطلاق چار چیزوں پر ہوتا ہے: روایت، حدیث، خبر، اثر، اس جلد میں محدث زمان آیت اللہ محمد صادق الکرہی نے عناصر حدیث (یعنی سند حدیث اور متن حدیث) پر مقدماتی و علوم جوہری کے ذریعہ بحث کی ہے، جن کے ذریعہ سند و متن حدیث کی صحت اور اس کا معصوم سے صادر ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

علوم حدیث:

علوم حدیث کی دو قسمیں ہیں، علوم مقدماتی (علوم عام)، علوم جوہری (علوم خاص)۔

علوم مقدماتی وہ علوم ہیں کہ جن کا حاصل کرنا متن اور معانی حدیث کو درک کرنے کے لئے لازم و ضروری ہے، اور انہی علوم کے ذریعہ سند حدیث کا معتبر یا غیر معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے، اور وہ علوم یہ ہیں:

علم صرف، علم نحوی، علم بلاغت، علم منطق، علم کلام، علم فقہ، علم اصول، علم تاریخ، علم تفسیر، علوم قرآن۔

علوم جوہری وہ علوم ہیں کہ جن کے ذریعہ براہ راست سند اور متن حدیث پر تحقیق کی جاتی ہے اور وہ چھ علوم ہیں:

علم درایت، علم رجال، علم تاصیل، علم تصنیف، علم تاریخ حدیث، علم روایت حدیث۔

کتاب "الحسین فی السنۃ" کی اس پہلی جلد میں مصنف نے علوم جوہری حدیث کی مذکورہ چھ اقسام پر تفصیل کے ساتھ بحث و گفتگو فرمائی ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

علمِ درایت

لغت میں درایت فہم کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں علمِ درایت اس علم کو کہا جاتا ہے کہ جس کے ذریعہ حدیث کی نص کو اور متن و سند کے اعتبار سے اس کے مقبول یا مردود ہونے کو سمجھا جاتا ہے۔

اس تعریف کی بیشتر وضاحت کے لئے آیت اللہ شیخ کرباسی نے ان تمام فروعات پر بحث کی ہے کہ جن کے ذریعہ علمِ درایت کے تمام جواب روشن ہوتے ہیں، مثلاً نص کا قوی و سالم ہونا، اقسامِ حدیث و اصنافِ سند، تعادل و تراخی، حدیث شریف میں استعمال شدہ ادبیات، نص شریف کا حجت ہونا، حدیث کو قرآن و عقل و اجماع کے معیارات پر پرکھنا۔

ہم اس مقام پر بطور نمونہ چند اہم اور بنیادی مطالب کو قارئین کے خدمت پیش کرتے ہیں:

نص کا قوی و سالم ہونا:

کسی بھی حدیث کی صحت و حجیت کے لئے چند امور شرط ہیں:

- ۱۔ حدیث، قرآن مجید اور عقلم سلیم سے معارض و مخالف نہ ہو۔
- ۲۔ حدیث، معصوم کی طرف منسوب ہو۔
- ۳۔ عربیت کے اعتبار سے متن حدیث پر شک و شبہ وارد نہ ہو یعنی اس کی عربی فصیح و بلیغ ہو۔
- ۴۔ حدیث ذوق اور روش عصمت سے خالی نہ ہو۔
- ۵۔ حدیث میں تقیہ کا احتمال نہ ہو۔
- ۶۔ راوی، حدیث کے مراد اور معنی کو فہل کرنے کے بجائے خود الفاظ حدیث کو فہل کرے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اصنافِ نقل:

نقل کے اعتبار سے حدیث کی پانچ اصناف میں اثر، حدیث، خبر، روایت، سنت۔

اثر:

كل كلام تشتملن واتصل خلفا عن سنف، مر وہ کلام کہ جو خلف سے سلف پر منتہی ہوا ہے اثر کہتے ہیں۔

حدیث:

هو الكلام المنقول عن المعصوم، وہ کلام جو معصوم سے نقل ہوا ہو، اس تعریف کے ذریعہ افعال و تقریر معصوم خارج ہو جاتے ہیں۔

خبر:

هو حديث غير المعصوم، غیر معصوم کی حدیث کو خبر کہتے ہیں، اور مجازاً احادیث معصوم کو بھی خبر کہا جاتا ہے۔

روایت:

ہر وہ حدیث کہ جو ناقلمین سے نقل ہوتے ہوئے معصوم پر منتہی ہو اسے روایت کہتے ہیں۔

سنت:

جو چیز قول، فعل اور تقریر معصوم سے صادر ہو اسے سنت کہتے ہیں۔

اصنافِ روایت:

سند کے اعتبار سے روایت کی دو اصناف ہیں، روایت متواترہ اور روایت آماد۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

روایت متواترہ:

وہ روایت کہ جس کے راوی ہر طبقہ روایت میں بہت زیادہ ہوں، جس سے یہ اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ کسی نے بھی اس روایت کو نہ جعل کیا ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا تصرف کیا گیا ہے، اور روایت متواترہ میں اگر تمام راویوں نے یکساں الفاظ نقل کئے ہوں تو اسے تواتر لفظی اور اگر مضمون روایت متواتر ہو (گرچہ الفاظ مختلف ہوں) تو اسے تواتر معنوی کہا جاتا ہے۔

روایت آمادہ:

وہ روایت کہ جو متواترہ نہ ہو اور جس میں شرائط تواتر (یعنی ہر نسل میں راویوں کی کثرت کا ہونا جس سے سند کی صحت پر اطمینان حاصل ہو جائے) نہ پائی جائیں۔
روایت آمادہ کی دو قسمیں ہیں:

روایت مرسل:

وہ روایت کہ جس کے راویوں کا سلسلہ کلی یا جزئی طور پر کامل نہ ہو۔

روایت مسند:

وہ روایت کہ جس کے راویوں کا سلسلہ ہر طبقہ میں مکمل طور پر مذکور ہو۔
حدیث مسند کی کمیت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، حدیث مستفیض اور حدیث مشہور۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

حدیث مستفیض:

اس حدیث کو کہا جاتا ہے کہ جس کے ہر طبقہ میں تین یا تین سے زیادہ راوی موجود ہوں۔

حدیث مشہور:

وہ حدیث کہ جس کے راویوں کے طبقات میں عام طور سے تین یا دو راوی پائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ اس حدیث کو حدیث مشہور کہا جاتا ہے، گرچہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس کے بعض طبقات میں ایک ہی راوی ہوتا ہے۔ راوی کے موثق اور غیر موثق ہونے کے اعتبار سے حدیث مسند کی پانچ قسمیں ہیں، حدیث صحیح، حدیث حسن، حدیث موثق، حدیث قوی، حدیث ضعیف۔

حدیث صحیح:

اس حدیث کو کہا جاتا ہے کہ جس کے تمام راویوں میں حدیث نقل کرنے کی شرائط اعلیٰ معیار پر پائی جاتی ہوں، نقل حدیث کی شرائط میں سے راوی کا شیعہ اثنا عشری اور عادل ہونا بے حد ضروری ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس قابل بھی ہو کہ روایات کو صحیح طرح محفوظ کر سکے۔

حدیث حسن:

وہ حدیث کہ جس کے اکثر راویوں میں شرائط نقل حدیث پائی جاتی ہیں لیکن ان میں سے بعض کی عدالت کی صراحت نہ ہوئی ہو۔

تہلیات حسین

مدیث موثق:

وہ مدیث کہ جس کے تمام راویوں میں شرائط نقل مدیث پائی جاتی ہیں لیکن ان میں سے بعض راوی ایسے ہیں جو شیعہ اثنا عشری تو نہیں لیکن انکے موثق ہونے کو علماء شیعہ نے قبول کیا ہے۔

مدیث قوی:

وہ مدیث کہ جس کے تمام راویوں میں شرائط نقل مدیث پائی جاتی ہیں، لیکن ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن کی نہ مدح ہوئی ہے اور نہ ہی مذمت۔

مدیث ضعیف:

وہ مدیث کے جس کے راوی مجہول، غیر معتبر، غیر موثق ہوں، اور جو مدیث مذکورہ اقسام میں سے نہ ہو اسے مدیث ضعیف کہتے ہیں۔

اگر ضعیف مدیث کے مضمون کو علماء نے قبول کیا ہو تو اسے مقبول، اور اگر رد کر دیا ہو تو اسے مردود کہتے ہیں۔
سند مدیث کے اعتبار سے مدیث مسند کی دو قسمیں ہیں، مدیث مصرح، مدیث مضمر۔

مدیث مصرح:

وہ مدیث کہ جس میں راوی نے صراحت کے ساتھ معصوم کا نام بیان کیا ہو۔

مدیث مضمر:

وہ مدیث کہ جس میں راوی نے صراحت کے ساتھ امام کا نام نہ لیا ہو بلکہ ضمیر کے ذریعہ معصوم کی طرف اشارہ کرے،
مثلاً کہے: سمعته یقول۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

علمِ رہال

علمِ رہال وہ علم ہے کہ جس میں راویوں کے ان حالات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے کہ جن کی بنیاد پر ان کی نقل کردہ حدیث مقبول یا مردود قرار پاتی ہے، چاہے روایت کرنے والے مرد ہوں یا عورت، لہذا اس علم کو علمِ رہال مجازاً کہا جاتا ہے جس سے مراد وہ مرد اور عورتیں ہیں کہ جن کی شخصیت کامل ہو، اس علم کے ذیل میں محقق شیخ الکرباسی نے مندرجہ ذیل عنوانات پر بحث فرمائی ہے:

راوی کا تعین، وثاقت کے اعتبار سے راوی کے حالات، راوی کے اعتقادات، راویوں کے درمیان راوی کی حیثیت، ان افراد کا تعین جن سے راوی نے روایت کو نقل کیا ہے، حدیث نقل کرنے کی اہلیت، جرح و تعدیل، مدح و قدح میں وقت، جرح و تعدیل کے اصول۔

حدیث کے نقل کرنے کی اہلیت:

حدیث کا نقل کرنا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس کے ذریعہ احکام، عقائد، اخلاق اور تاریخ کو نقل کیا جاتا ہے، اگر کسی مقام پر کمی یا زیادتی ہو جائے تو پوری تاریخ پر اس کا اثر باقی رہ جاتا ہے لہذا راوی کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا پورا ہونا ضروری ہے:

(الف) راوی عاقل ہو۔

(ب) راوی رشید ہو یعنی اس میں فکری پختگی اور بیداری پائی جائے۔

(ج) راوی، روایت کے نقل کرنے میں امین ہو۔

(د) راوی کے لئے روایت کا لکھنا یا اسے حفظ کرنا ممکن ہو۔

تجلیاتِ سین

جرح و تعدیل:

علمِ رہال میں جرح و تعدیل ایک اہم موضوع ہے جس کی بنیاد پر یا تو راوی کو عادل جان کر اس کی روایات کو قبول یا پھر اسے فاسق قرار دیکر اس کی روایت کو رد کر دیا جاتا ہے لہذا اگر از لحاظ صفات، راوی کی مدح کی جائے تو اسے تعدیل اور اگر مذمت کی جائے تو اسے تخریج کہتے ہیں، جرح و تعدیل غیبت نہیں بلکہ ایک مشروع عمل ہے جس کی مشروعیت آیہ ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا (حجرات: ۶) سے ثابت ہوتی ہے، خداوند عالم فرماتا ہے اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تم اس خبر کی تحقیق کر لو لہذا اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں راوی کے کاذب یا صادق ہونے کی تحقیق کرنا جائز ہی نہیں بلکہ ایک وجہی امر ہے۔

علمِ رہال میں مروجہ الفاظ جرح و تعدیل کو ہم یہاں اجمال کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

الفاظِ تعدیل:

صل، ثقہ، عین، مثبت، سدید، حجت، وجہ، جلیل، معتمد، مستقیم، صدوق، مقدم، سلیم، خیر، عظیم القدر، لا باس بہ، مسکون الیہ، من اصحابنا، من خواص الامام، حسن الطریقہ، نقی الحدیث، صحیح الحدیث۔

الفاظِ جرح:

کذاب، غال، لاخیر فیہ، ضعیف یا ضعیف الحدیث، فاسد المذہب، مستم فی دینہ، مضطرب یا مضطرب الامر، مختلط، لا یتلفت الیہ، غمزطیہ، لا یعہا بہ، یضع الحدیث یا وضع الحدیث، لم یکن بالمرضی، یتماہل فی روایتہ عن غیر اللہ، یعرف و ینکر، امرہ ملتہب، لا یعتمد علیہ، متروک فی نفہ یا متروک الحدیث، مرتفع القول، حدیث لیس بالنقی، فی حدیث بعض الشیء، مجہول۔

تجلیاتِ حسین

علم تاصیل

علم تاصیل حدیث وہ علم ہے کہ جس کے ذریعہ صدور حدیث کے اسباب و عوامل کو کشف کیا جاتا ہے، اس باب میں درج ذیل امور پر روشنی ڈالی گئی ہے:

ایک حدیث کے مختلف طرق سے وارد ہونے کے اسباب، حدیث میں تحریف کے اسباب، بدعت اور اس کی اقسام، غلو و نصب، صدور حدیث کے اسباب، صدور حدیث کا وقت اور مکان، وہ افراد کہ جن کو احادیث لکھوائی گئیں، اس بات کا انکشاف کہ آیا حدیث مکمل طور پر نقل کی گئی ہے یا ناقص، یا پھر صرف معنی حدیث کو بیان کیا گیا ہے۔

ایک حدیث کے متعدد طرق:

احادیث معصومین علیہم السلام میں بہت ساری حدیثیں ایسی ہیں کہ جو مختلف راویوں سے مختلف مواقع میں وارد ہوئی ہیں جن کا کبھی صرف مضمون ایک ہوتا تو کبھی الفاظ بھی ایک جیسے ہوتے ہیں، اگر مضمون و الفاظ ایک ہوں اور حدیث مختلف طرق سے نقل ہوئی ہو تو اسکی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:

۱۔ معصوم نے اس روایت کو کسی عمومی مقام پر ارشاد فرمایا جس کی وجہ سے اس روایت کو مختلف اصحاب نے نقل کیا۔

۲۔ حدیث کا موضوع معصوم علیہ السلام کی خدمت میں اہم تھا لہذا امام نے اس حدیث کو مختلف مقامات پر بیان فرمایا۔

۳۔ بعض اوقات اعادہ کی نیت سے احادیث کو بار بار بیان کیا جاتا ہے جیسے حدیث کساء کو برکت اور دیگر فوائد کے پیش نظر دہرایا جاتا ہے۔

لیکن اگر ایک ہی مضمون، مختلف الفاظ میں مختلف راویوں سے نقل ہو تو اس کی بھی تین وجوہات ہیں:

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

۱۔ ہو سکتا ہے کہ ضرورت و مالات کے پیش نظر راوی نے مضمون روایت کو مختصر طور پر یا صرف معنی حدیث کو بیان کیا ہو۔

۲۔ اگر روایت کے طولانی ہونے یا کسی اور وجہ سے راوی کے لئے اس کا تحریر یا حفظ کرنا ممکن نہ ہو تو اس مقام پر راویان حدیث مضمون اور معنی روایت کو نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے ایک ہی مضمون مختلف راویوں سے مختلف الفاظ میں بیان ہوتا ہے۔

۳۔ بعض اوقات سائل کی استعداد اور سوال کو مد نظر رکھتے ہوئے معصومین علیہم السلام ایک ہی روایت کو مختلف الفاظ میں مختلف مقامات پر بیان فرماتے تھے جس کی وجہ سے ایک ہی مضمون مختلف الفاظ میں وارد ہوتا ہے۔

علم تصنیف

علم تصنیف کے ذریعہ کتبِ احادیث کے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اس علم کے ذیل میں مندرجہ ذیل عنوانات کو پیش کیا گیا ہے:

کتاب کی نسبت مولف کی طرف، کتاب کی حجت، تصنیف شدہ کتاب کی روایات کی سند پر بحث، حدیث کی کتاب کو اصول تصنیف پر پرکھنا، کتاب کے مختلف نسخوں یا پھر اس میں تحریف پر تحقیق و بررسی کرنا۔

اس مقام پر سب سے پہلے مصنف نے اس بات کی طرف قارئین کی توجہ کو مبذول فرمایا کہ کتبِ احادیث کے لئے استعمال کئے جانے والے الفاظ چار ہیں، بعض کتب حدیث کو کتاب بعض کو اصل، اور بعض دیگر کو نوادر یا مصنف (مفتی نون) کہا جاتا ہے، جن کے معنی ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اور علوم حدیث میں ان کے فرق کو جاننا بھی بے حد ضروری ہے، چونکہ علم رجال میں جب کسی صحابی کی شخصیت پر تحقیق کی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ مٹلازید کے پاس نوادر تھے، اور حسن کے پاس اصل تھی، لہذا ہم اس مقام پر اجمال کے ساتھ ان کی تعریف پیش کرتے ہیں:

تجلیات حسین

کتاب:

اس کا اطلاق تمام قسم کی کتب احادیث پر ہوتا ہے لہذا اصل، نوادر اور مصنف کو بھی کتاب کہا جاتا ہے۔

اصل:

اس حدیث کی کتاب کو اصل کہا جاتا ہے کہ جس میں بغیر کسی واسطہ کے روایت کو نقل کیا گیا ہو، یعنی راوی خود معصوم سے حدیث کو سن کر اسے کتابی شکل دے دے۔

نوادر:

اس حدیث کی کتاب کو کہا جاتا ہے کہ جس میں مختلف موضوعات پر احادیث جمع ہوئی ہوں، اور جن میں احادیث کی از حیث موضوع تقسیم بندی نہ کی گئی ہو۔

مصنف:

اس حدیث کی کتاب کو کہتے ہیں جس میں برخلاف نوادر تمام احادیث، موضوع بندی کے ساتھ پیش کئے جائیں۔

کتاب کی نسبت مولف کی طرف:

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ تمام کتب احادیث کو ان کے مصنف یا مولف کی وجہ سے معتبر قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ ان میں سے ہر ایک حدیث پر پیمانہ بین اور تحقیق کرنا ضروری ہے تاکہ ان کی حجیت کا ہمیں یقین حاصل ہو جائے، لہذا مصنف محترم نے اس مقام پر ان تمام کتب شیعہ کا تذکرہ کیا ہے جن کی روایتیں سند و متن کے اعتبار سے حجیت رکھتی ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

کتاب کی حیثیت:

کسی بھی کتاب کو موثق قرار دینے کے لئے چند امور شرط ہیں:

۱۔ مولف کا موثق اور معتبر ہونا۔

۲۔ کتاب میں تالیف کے زمانہ کا لکھا جانا، تاکہ بعد میں اگر مولف گمراہ ہو جائے تو معلوم ہو کہ کتاب گمراہی سے پہلے لکھی گئی ہے۔

۳۔ توثیق کرنے والا کتاب کی مدح یا مذمت میں دقیق ہو، اور ساری کتاب کو دقت کے ساتھ پڑھ کر اپنی رائے کا اظہار کرے۔

علم تاریخ حدیث

یہ وہ علم ہے کہ جس میں حدیث کے وجود میں آنے کے وقت اور اس کی پیشرفت پر گفتگو کی جاتی ہے، لہذا علامہ شیخ الکرباسی نے اس عنوان کے تحت، علم درایت، علم رجال، علم روایت، علم تاصیل، علم تاریخ تصنیف اور علم تاریخ حدیث کی ابتدا اور ان علوم پر لکھی جانے والی کتب کو بیان کیا ہے۔

علم درایت کی اجزاء:

اس علم کی ابتدا رسول اسلام وائمہ علیہم السلام سے ہوئی اور علی الظاہر اس علم پر سب سے پہلے ابان ابن تغلب (جو امام سجاد، امام باقر اور امام صادق علیہم السلام کے صحابی تھے) نے کتاب لکھی جس کا نام "کتاب الاصول فی الروایۃ علی مذهب الشیعۃ" تھا۔

تجلیات حسین

علم رجال کی اہمیت:

بیشک علم رجال کے موجد رسول اسلام اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں، مسلم ابن ابی حنیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے حدیث شریف سننے کی خواہش کی، امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ابان بن تغلب کو بلاؤ کیونکہ انہوں نے مجھ سے بہت ساری احادیث کو سنا ہے لہذا ان کی مجھ سے منسوب کردہ روایت کو تم نقل کرو۔

اس حدیث شریف سے واضح ہو جاتا ہے کہ رجال حدیث کا تعین اور ان کو موثق قرار دینا ایک ایسا اہم کام تھا کہ جس کی بنیاد خود معصومین علیہم السلام نے رکھی، اور دوسری طرف خود حدیث سلسلۃ الذہب (کہ جس کی سند کو امام رضا (ع) نے اپنے بابا سے رسول خدا تک اور رسول خدا سے جبریل کے ذریعہ ذات باری تک پہنچایا ہے) سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ علم رجال کے موجد رسول اسلام اور ائمہ اہل بیت ہیں۔

سب سے پہلے علم رجال پر کتاب لکھنے والے حضرت عبید اللہ بن ابی رافع تھے جو رسول اسلام و مولا علی کے صحابی تھے اور جنہوں نے کتاب "تسمیۃ من شہد من الصحابة مع امیر المومنین" لکھی، اس کتاب میں ان افراد کے اسامی درج کئے گئے ہیں جو حق یعنی امام علی علیہ السلام کے ساتھ تھے اور انہوں نے امام کی معیت میں شہادت پائی، پھر عبید اللہ ابن جبلة الکثانی (متوفی ۲۱۹ یا ۲۲۹ھ) نے کتاب الرجال لکھی، پھر آہستہ آہستہ مختلف علماء اسلام نے بہت ساری کتابیں اس فن میں تحریر فرمائیں جنہیں سے درج ذیل کتابوں کو رجال کی بنیادی کتابیں جانا جاتا ہے:

- ۱۔ رجال کشی: اس کتاب کے مصنف محمد بن عمر الکشی ہیں جو تقریباً ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۳۶ھ میں وفات پائی۔
- ۲۔ رجال نجاشی: اس کتاب کے مصنف احمد بن علی النجاشی ہیں جو ۳۷۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۵۰ھ میں وفات پائی۔
- ۳۔ رجال طوسی: اس کتاب کے مصنف محمد بن حن الطوسی ہیں جو ۳۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۰ھ میں وفات پائی۔
- ۴۔ رجال برقی: اس کتاب کے مصنف احمد بن محمد متوفی ۲۷۲ھ میں۔ ۵۔ رجال ابن غضائری: اس کتاب کے مصنف احمد بن حسین ہیں جو تقریباً ۴۲۰ھ کو وفات پائے، یہ دو کتابیں مفقود ہو چکی ہیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

علم تاصیل کی اہمیت:

جیسا کہ ہم نے عرض کیا تھا کہ علم تاصیل میں حدیث کے صادر ہونے کے اسباب و عوامل پر گفتگو کی جاتی ہے اور چونکہ یہ علم، آیات کے اسباب اور شان نزول کی مانند ہے، لہذا جس طرح آیت کی وجہ نزول کو رسول اسلام کے زمانے میں بیان کیا جاتا تھا اسی طرح اسی زمانے سے احادیث کے صادر ہونے کی وجوہات کو بیان کیا جانے لگا۔

علم تصنیف کی اہمیت:

اس علم میں ان کتابوں کی تحقیق و بررسی کی جاتی ہے جن میں معصومین علیہم السلام کی احادیث وارد ہوئی ہیں، اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا وہ کتاب مجموعی طور پر حجت رکھتی ہے یا نہیں؟ آیا کتاب کی نسبت کاتب کی طرف درست ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح مختلف زاویوں سے حدیث کی کتاب کو پرکھا جاتا ہے لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ تدوین کتاب کے ساتھ ساتھ علم تصنیف کی بھی ابتدا ہوئی۔

علم تاریخ حدیث کی اہمیت:

اس علم میں حدیث شریف کے معصوم سے صادر ہونے کے وقت اور مکان کو معین کیا جاتا ہے، اس علم میں مستقل طور پر تو کوئی کتاب نہیں لکھی گئی لیکن صحابہ و اکابر علماء شیعہ نے بہت ساری ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں حدیث کے نقل کرنے کے وقت اور مکان کو معین کیا گیا ہے۔

علم روایت کی اہمیت:

یہ علم رسول اسلام کے مبعوث بہ رسالت ہونے سے شروع ہو کر اہل سنت کے یہاں وفات رسول اللہ پر ختم ہوا جبکہ اہل تشیع کے یہاں یہ علم امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کبریٰ تک جاری رہا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

نقلِ حدیث اور تدوینِ حدیث کا علم خود رسولِ اسلام نے فرمایا تھا لہذا امام علی اور حضرت زہرا علیہما السلام نے سب نے پہلے حدیث کی کتاب لکھی، آج بھی جنہیں کتابِ علی اور صحیفہ فاطمہ سے یاد کیا جاتا ہے۔

علمِ روایت

ایک شخص سے دوسرے شخص تک حدیث کے منتقل کرنے کو روایت کرنا کہتے ہیں، علمِ روایت میں آدابِ روایت، استنبابِ روایت، مروی عنہ پر نگہبانی جاتی ہے۔

آدابِ روایت:

آدابِ روایت سے مراد وہ آداب ہیں کہ جن سے ایک راوی کا مزین ہونا ضروری ہے، مثلاً ایک راوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ مومن، عالم، بااخلاق، رشید، عادل، اور با عمل ہو، اس مقام پر مصنف نے ۲۳ آدابِ روایت کو نقل فرمایا ہے۔

مروی عنہ:

وہ معصوم کہ جن سے روایت کو نقل کیا جاتا ہے انہیں مروی عنہ اور روایتِ نقل کرنے والے کو راوی کہتے ہیں، اہل تشیع کے یہاں تمام روایتیں صرف چھارہ معصومین علیہم السلام سے نقل کی جاتی ہیں کیونکہ یہی وہ افراد ہیں جو قرآن کی روشنی میں عصمت کے درجے پر فائز تھے، اس مقام پر مصنف نے معصومین علیہم السلام کے اسمی، القاب، اور ان مختلف کنیتوں کو بیان فرمایا ہے جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔

کتاب "الحسین فی السنۃ" کے آخر میں محدث شیخ کرباسی نے امام حسین (ع) کی شان میں وارد شدہ چند روایات کو بطور نمونہ و تبرک پیش کیا ہے اور دیگر تمام احادیث کو بعد میں آنے والی جلدوں پر منکول فرمایا ہے۔

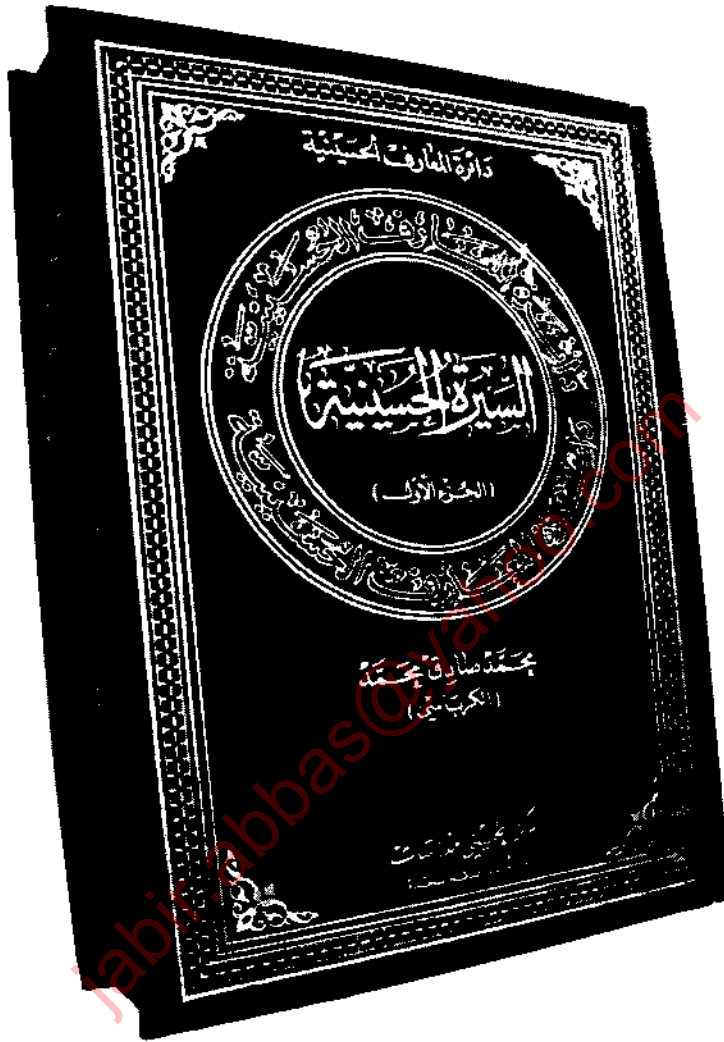
﴿ تجلیات حسین ﴾

حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے حوالے سے حضرت رسول اسلام کے ارشادات و فرمودات سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں اور اس موضوع پر علمی و تحقیقی مطالب جاننا چاہیں تو دائرۃ المعارف الحنفیہ تالیف آیت اللہ محمد صادق کرباسی کا مطالعہ کر کے اپنا مقصود پانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں کتاب "الحسین فی السنة" بہترین راہنما ثابت ہو سکتی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'سیرت امام حسین علیہ السلام' دس سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد (جو ۴۹۲ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۰ء کو لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۲ء کو زیور طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تلخیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیاتِ سین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

سیرت امام حسین علیہ السلام (حصہ اول)

ہر انسان کے لئے کوئی نہ کوئی شخص نمونہ عمل ہوتا ہے کہ جس کے طرز عمل کو اپناتے ہوئے وہ کمال کی منزلوں کو طے کرتا ہے، لیکن چونکہ کامل شخصیات بہت کم ہیں لہذا کچھ ہی مدت کے بعد انسان کو یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اب تک وہ شخص کہ جسے وہ کامل سمجھ رہا تھا وہ کامل ہی نہیں تھا بلکہ خود اسے کسی کامل شخص کی تلاش ہے، لہذا اس کمال طلبی کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے کل کمال یعنی ذاتِ امدت نے کچھ ایسے باکمال افراد کو خلق فرمایا کہ جن کے کمال کی معرفت صرف اسی کو حاصل ہے۔

جان ہستی میں کامل ترین افراد معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں جن کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لئے نمونہ عمل قرار دیا ہے:

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخره و ذكر الله كثيرا اے مسلمانو! تم میں سے اس کے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ عمل ہے جو اللہ اور آخرت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے (احزاب: ۲۱)، یہ وہ افراد ہیں کہ جو ہر قسم کے رجن سے دور ہیں:

انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا بس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہلبیت تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے (احزاب: ۳۳) اور ان میں ہر ایک فرد محمد ہے:

قال امامنا الصادق علیہ السلام اولنا محمد و اوسطنا محمد و آخرنا محمد امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم میں سے پہلا بھی محمد ہے اوسط بھی محمد ہے اور آخری بھی محمد ہے، (بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۳۳۳ باب انہ جری لم

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

من الفضل ما جرى لرسول الله، حديث (نمبر ۲۳)، لہذا اگر ان ذوات مقدسہ کی پیروی کی جائے تو انسان کو دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔

حضرت ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام انہیں کامل ترین افراد میں سے ایک میں جن کے بارے میں رسول گرامی قدر نے فرمایا:

ان الحسين مصباح هدى و سفينة نجاة، و امام خير و يمن و عز و فخر، و بحر علم و ذخيرة (یعنی اخبار الرضا جلد ۱ ص ۶۲)۔

اگر آنحضرت (ص) کی اس حدیث مبارکہ میں غور و فکر کیا جائے تو مندرجہ ذیل مفید نکات واضح و آشکار ہوتے ہیں:

۱۔ امام حسین علیہ السلام ہدایت کا چراغ ہیں، ایسا چراغ کہ جس کے نور سے ہر بھٹکا ہوا ہدایت کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے، اگر حضرت علی اھدنا الصراط المستقیم میں صراط مستقیم میں تو امام حسین علیہ السلام چراغ ہدایت میں لہذا جو بھی اس چراغ ہدایت سے استفادہ کرتے ہوئے صراط علی پر گامزن ہوگا تو اسے یہ راستہ اس عظیم مرتبہ تک پہنچائے گا کہ جس کا نام شہادت ہے یہی وجہ ہے کہ حضور (ص) نے فرمایا:

من مات على حب آل محمد مات شهيدا (جو آل محمد کی محبت پر مراد شہید مرا)۔

۲۔ اس حدیث شریف میں دوسرا نکتہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا کشتی نجات سے تعبیر ہونا ہے، کشتی کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کو ایک مقصد سے دوسرے مقصد تک پہنچاتی ہے، لیکن دنیوی کشتیاں کبھی کبھی مقصد تک پہنچانا تو کجا بلکہ انسان کو غرق کر دیتی ہیں اسی لئے حضور (ص) نے فرمایا کہ حسین کشتی نجات میں یعنی جو اس میں سوار ہوا وہ ہر تلاطم و حوادث زمانہ سے نجات پا کر مقصد تک ضرور پہنچے گا۔

۳۔ اس حدیث مبارکہ میں تیسرا نکتہ امام حسین علیہ السلام کا صاحب خیر و برکت، صاحب عزت و افتخار اور دریائے علم و سرمایہ ہونا ہے، گرچہ ان الفاظ میں سے ہر ایک کے لئے ایک تفصیلی گفتگو درکار ہے، لیکن حضور پاک (ص) نے فضائل امام حسین علیہ السلام کے سمندر کو ایک کوزے میں سمیٹتے ہوئے فرمایا اگر عظمت حسین کو درک کرنا چاہتے ہو تو یہ جان لو کہ حسین دریائے علم و سرمایہ ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

حضور (ص) کی تعریف کے مطابق چونکہ امام حسین ہر قسم کا سرمایہ ہیں وہ بھی ایسا سرمایہ کہ جو بحر بے کراں کی مانند ہے تو جو بھی اس کشتی نجات میں سوار ہو گا وہ یقیناً اس عظیم علمی اور ہر قسم کے سرمایہ سے بہر مند ہو گا، ایسا بہرہ کہ جس کی کوئی استثناء نہیں۔

اسی بحر بے کراں سے استفادہ کی زندہ ترین مثال حسینی دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی ہیں، کہ جنہوں نے صراطِ علی پر قائم رہتے ہوئے چراغِ حسینی کے تھے حسینی سرمایہ سے ایسا بھرپور استفادہ کیا کہ آج وہ امام حسین سے منسوب حسینی دائرۃ المعارف کی ۵۰ء سے زائد کتابوں کے مصنف ہونے کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، جس سے ہمارے لئے حضور (ص) کی کم از کم دو باتیں تو عین یقین کی منزل تک پہنچ جاتی ہیں کہ بیشک امام حسین علیہ السلام دریائے علم و سرمایہ میں اور جو بھی ان سے منسلک ہوتا ہے وہ علم و کمال میں ممتاز و منفرد شخصیت کا حامل ہو جاتا ہے۔

چونکہ مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی کی دلی تمنا ہے کہ مومنین بھی حضرت ابو عبد اللہ الحسین جیسے بحر بے کراں سے بھرپور استفادہ کریں اسی لئے انہوں نے حسینی دائرۃ المعارف کی دس جلدوں کو سیرت امام حسین علیہ السلام سے مخصوص فرمایا ہے جس کی دو جلدیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں، ہم اس مقام پر کتاب السیرۃ الحسینیۃ (جو ۳۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۲ عیسوی میں چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہے) کی جلد اول میں موجودہ بعض مطالب کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جس میں تاریخِ انسان کی ابتداء، تاریخ کی تدوینی حیثیت و اہمیت، علمِ تاریخ و علمِ آثار کا فرق، اسلامی تاریخ کی ابتدا، مورخ کی شرائط، تاریخ کی حجیت، سیرت کے معنی، عواملِ نشو و نما، اور سیرت امام حسین علیہ السلام جیسے عناوین شامل ہیں۔

سیرت:

حسینی دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے سیرت امام حسین کے بیان کرنے سے پہلے سیرت کے معانی کو بیان فرمایا ہے تاکہ قارئین کے لئے سیرت کے معنی آشکار ہو جائیں:

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

کسی بھی انسان کی تاریخِ حیات کو سیرت کہتے ہیں اور اس سے مراد انسان کا سلوک اور اسکی طریقت ہے اور سلوک و طریقت سے مراد انسان کے افعال و اقوال ہیں، لہذا علم سیرت میں کسی بھی شخص یا امت کے اقوال و افعال و عادات پر گفتگو کی جاتی ہے، اور رسول اسلام کی حدیث کے مطابق علم سیرت کی چھ اصناف ہیں:

۱۔ فن اسماء، ۲۔ فن خصائص، ۳۔ فن فضائل، ۴۔ فن شمائل، ۵۔ فن مظاہر (جنگ)، ۶۔ فن ولادت و بعثت۔

علم تاریخ یا علم سیرت سے سے پیشمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں عبرت و موعظہ، انکشافات، مشکلات کا حل، تجربہ، اختراع جیسے فوائد نمایاں معیشت رکھتے ہیں، مصنف نے السیرۃ الحسینیہ میں امام حسین علیہ السلام کے اقوال، افعال، اور ان واقعات کی طرف روشنی ڈالی ہے جن کا تعلق امام حسین علیہ السلام سے ہے۔

عواملِ نعوما:

آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے سیرت کے معنی بیان کرنے کے بعد ان عوامل کا تذکرہ فرمایا ہے جو کسی بھی سیرت سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے لئے عظمت امام حسین علیہ السلام مزید اجاگر ہو جائے اور وہ عوامل چار ہیں:

۱۔ وراثت، ۲۔ تربیت، ۳۔ خاندان، ۴۔ اجتماع۔

وراثت:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی انسان کے کمال میں والدین کے جینیٹک (Genetics) بے حد اثر انداز ہوتے ہیں، اس بات پر دلیل حضرت امیر المومنین کا وہ قول ہے کہ جس میں آپ نے اپنے بھائی عقیل سے فرمایا: **أَنْظُرْ لِي إِمْرَأَةً هَذِهِ وَلَفَتْهَا الْفُخُولَةُ مِنَ الْعَرَبِ لَا تَزُوجْهَا فَتُزِلَّ لِي غُلَامًا فَارْمِنَا فَقَالَ لَهُ عَقِيلٌ: تَزُوجُ أُمَّ الْبَنِينِ الْكَلْبِيَّةِ فَإِنَّهُ لَيُؤْمِنُ فِي الْعَرَبِ أَشْجَعُ مِنْ أَبِيعِهَا، فَتَزُوجْهَا (بطل العقبی جلد ۱ ص ۹۷)۔**

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

یعنی میرے لئے ایک ایسا شجاع فائدان تلاش کرو کہ جس سے فائدہ عالم مجھے شجاع فرزند عطا فرمائے، جناب عقیل نے ام البنین کا تعارف کروایا جن سے اللہ تعالیٰ حضرت امیر کو عباس جیسا فرزند عطا کیا۔

اسی طرح جب جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین نے اپنے فرزند محمد خفیه کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور انھیں تامل ہوا تو آپ نے آگے بڑھ کر فرمایا:

اذن یحک عرق من اذنتک (تتمة المنقح ص ۲۱) یعنی یہ تمہاری ماں کے خون کا اثر ہے جس کی وجہ سے تمہیں تامل ہو رہا ہے۔

مذکورہ دونوں واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کسی بھی فرزند کی سعادت و مشاوت میں والدین کے جینیٹک (Genetics) اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرزند میں حصول کمال کی صلاحیت ختم ہو جائے، بلکہ تربیت و ماحول کے ذریعہ کسی بھی انسان کے لئے سعادت کی راہیں ہمیشہ کھلی ہوتی ہیں۔

ترہیت:

ترہیت اولاد کا مرحلہ خود سازی سے شروع ہوتا ہے، کیونکہ جب انسان خود تربیت یافتہ نہ ہو تو وہ اولاد کی تربیت کرنے سے قاصر رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کونوا دعاة الی انفسکم بغیر السننکم (بحار الانوار جلد ۶ ص ۲۹۹)، لوگوں کو زبان کے بجائے اپنے اعمال کے ذریعہ اچھائی کی طرف دعوت دو، اور جہاں تک تربیت کا سوال ہے تو اس بارے میں معصومین علیہم السلام کی بے شمار احادیث موجود ہیں، جن میں اس موضوع کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے، مظلّا امام صادق علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

تجب للولد علی والدہ ثلاث خصال: اختیاره لوالدته، و تحسین اسمه، و المبالغة فی تادیبه (تحف العقول):

۳۲۲) کسی بھی باپ پر اولاد کے تین حقوق واجب ہیں:

﴿ تجلیات حسین ﴾

۱۔ اولاد کے لئے نیک ماں کا انتخاب کرنا، ۲۔ اولاد کا نیک نام رکھنا، ۳۔ اور انکی تربیت میں ہمیشہ سعی و کوشش کرتے رہنا۔

امام علیہ السلام کی اس مختصر حدیث شریف میں تربیت کے سارے اصول جمع ہو گئے ہیں، کیونکہ اگر ماں مومنہ ہو تو تربیت کا اہم مرحلہ مہیا ہو جاتا ہے شاید اسی وجہ سے رسول اسلام نے فرمایا:

النشقی ثقی فی بطن امہ، و السعید سعید فی بطن امہ (السیرۃ الحنیزیہ جلد اول ص ۶۹) ثقی، ماں کے پیٹھ سے ثقی ہوتا اور اور سعید، ماں کے پیٹھ سے سعادت مند ہوتا ہے، لہذا مومنہ ماں فرزند کے لئے سعادت کا سبب بنتی ہے۔ دوسرا مرحلہ اولاد کا نیک نام رکھنا ہے، کیونکہ نام سے انسان کی شخصیت اور اس کے دین و مذہب کی پہچان ہوتی ہے، لہذا دین اسلام میں تاکید کی گئی ہے کہ اولاد کا نیک نام رکھا جائے اور بہتر یہ ہے کہ نومولود کو اسم معصوم سے موسوم کیا جائے۔

تیسرا مرحلہ تربیت کا ہے جس کی ابتداء خود سازی سے ہوتی ہے اور انتخاب ہمسر، محیط خانوادہ، ولادت اور اس کے بعد ہر لمحہ میں اولاد پر نگرانی کے ذریعہ تربیت کے مراحل کو طے کیا جاتا ہے، تربیت اولاد ایک ایسا واجب ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم و اہلیکم و نارا و قودھا الناس و الحجارة علیہا ملائکة غلاظ شداد لا یعضون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یؤمرون (تحریم آیہ ۶)۔

اے ایمان لانے والو خود کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، وہ جہنم جس کا لیندہن انسان اور مہتر میں، اور اس پر ایسے ملائکہ مسلط ہیں جو سنگ دل اور بے رحم ہیں، جو خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی انجام دیتے ہیں کہ جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے۔

فاندان، اجتماع:

بھائی بہن، اجداد، چچا پھوپھی، خالہ ماموں، اور ان کی اولاد میں سے ہر ایک فرد کسی بھی انسان کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اسی طرح وہ معاشرہ کہ جس میں انسان پرورش پاتا ہے، لہذا فاندان اور معاشرہ کا نیک بنانا ہی ضروری ہے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ

من عاشر قوما اربعین یوما اصبح منهم (السيرة الحسنية جلد اول ص ۸۷) جو شخص کسی قوم میں پالیس دن زندگی گزارتا ہے وہ انہیں میں سے ہو جاتا ہے، لہذا اس حدیث شریف کی روشنی میں انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے سالم فاندان اور سالم معاشرہ تلاش کرے تاکہ اس کی تربیت کے زیادہ سے زیادہ مفید اثرات نمایاں ہو سکیں۔

ان چار عوامل کے تذکرہ کے بعد آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے فرمایا کہ مذکورہ معیارات امام حسین علیہ السلام میں اتم اور اکل معنی میں پائے جاتے تھے، کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا نسب شریف ترین نسب تھا اسی وجہ سے زیارت عاشور میں ہم گواہی دیتے ہیں:

اشھد انک کنت نوراً فی الاصلاب الشامخة و الارحام المطهرة، اور آپ نے ایسے فاندان میں آنکھیں کھولیں جہاں محمد و علی و فاطمہ و حسن بیٹے معصومین، زینب و ام کلثوم جیسی بہنیں، حمزہ و عباس و جعفر بیٹے رشتہ دار موجود تھے، امام حسین علیہ السلام نے مدینہ منورہ جیسا معنوی و روحانی ماحول پایا جہاں اس دور میں صرف اسلام کا بول بالا تھا، ان تمام کمالات کے یکجا ہونے سے تاریخ اسلام میں امام حسین جیسی شخصیت وجود میں آئی جن کا نام خداوند عالم نے منتخب فرمایا اور جن کی غذا رسول اسلام مسیا فرمایا کرتے تھے۔

امام حسین مختلف ادوار میں:

دائرۃ المعارف میں مذکورہ مطالب پر روشنی ڈالنے کے بعد امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ پر مختلف ادوار میں روشنی ڈالی گئی ہے اور امام حسین علیہ السلام کی زندگی کو سات مراحل و ادوار پر تقسیم فرمایا ہے اور وہ ادوار یہ ہیں:

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۱۔ امام حسین علیہ السلام عہد نبوی میں، یہ دور سنہ ۲ھ سے شروع ہو کر ۱۱ھ پر ختم ہوا۔
 - ۲۔ امام حسین علیہ السلام عہد لوہر میں یہ دور سنہ ۱۱ھ سے شروع ہو کر سنہ ۱۳ھ پر ختم ہوا۔
 - ۳۔ امام حسین علیہ السلام عمر ابن خطاب کے دور میں، یہ دور سنہ ۱۳ھ سے شروع ہو کر سنہ ۲۳ھ پر ختم ہوا۔
 - ۴۔ امام حسین علیہ السلام عثمان بن عفان کے دور میں، یہ دور سنہ ۲۳ھ سے شروع ہو کر سنہ ۳۶ھ پر ختم ہوا۔
 - ۵۔ امام حسین علیہ السلام مولا علی کے دور میں، یہ دور سنہ ۳۶ھ سے شروع ہو کر سنہ ۴۰ھ پر ختم ہوا۔
 - ۶۔ امام حسین علیہ السلام دور معاویہ میں، یہ دور سنہ ۴۰ھ سے شروع ہو کر سنہ ۶۰ھ پر ختم ہوا۔
 - ۷۔ امام حسین علیہ السلام دور یزید میں، یہ دور سنہ ۶۰ھ سے شروع ہو کر آپ کی شہادت یعنی سنہ ۶۱ھ پر ختم ہوا۔
- اس تقسیم بندی کے بعد مصنف نے السیرۃ الحسینیہ کی جلد اول و دوم میں امام حسین علیہ السلام کی زندگی کو عہد نبوی کے ذیل میں ۹ مراحل پر تقسیم کیا ہے، یہ مراحل امام حسین کی ولادت کے قبل سے شروع ہو کر سنہ ۱۱ھ (وفات رسول خدا) پر ختم ہوتے ہیں، عہد نبوی کی تقسیم بندی کچھ اس طرح سے ہے:
- ۱۔ امام حسین علیہ السلام ولادت سے پہلے، ۲۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۲ ہجری میں، ۳۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۵ ہجری میں، ۴۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۶ ہجری میں، ۵۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۷ ہجری میں، ۶۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۸ ہجری میں، ۷۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۹ ہجری میں، ۸۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۱۰ ہجری میں، ۹۔ امام حسین علیہ السلام سنہ ۱۱ ہجری میں۔
- سیرت امام حسین پر پیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اس کتاب میں مصنف نے امام حسین علیہ السلام کی سوانح حیات کو ہجری اور عیسوی تاریخ کے ساتھ بیان فرمایا ہے، اور جن جن مقامات سے امام حسین علیہ السلام کا گزر ہوا ہے ان مقامات کو بھی نقشہ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے، تاکہ ایک واقعہ کی معلومات کے ساتھ ساتھ اسکی تاریخ و مکان کا بھی قارئین کو علم ہو جائے، مصنف کا یہ منفرد انداز بے نظیر ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

امام حسین علیہ السلام کے عہد نبوی میں ۹ مراحل میں بے شمار واقعات رونما ہوئے، جن کو مصنف نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے ہم اس مقام پر قارئین کی خدمت میں ہر دور سے متعلق چند اہم روایات یا واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، تفصیلات کے لئے قارئین اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

امام حسین علیہ السلام قبل از ولادت:

۱۔ رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے جب پالیس سال مکمل ہوئے تو غار حرا میں جبریل امین ۲۷ رجب المرجب مطابق ۳ جولائی سنہ ۶۰۱ عیسوی کو رسول اسلام پر وحی الہی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا: اقرا باسم ربی الذی خلق (علق آیہ ۱)۔

رسول اسلام نے تلاوت کی جس کے بعد جبریل امین نے بہت سارے واقعات کے تذکرہ کے بعد فرمایا: و سوف یقر عینک ببنتک فاطمۃ، و سوف یخرج منها و من علی الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة و سوف ینشر فی البلاد دینک (بخار الانوار جلد ۱ ص ۳۱۰)۔

عنقریب آپ کی بیٹی فاطمہ کی ولادت سے آپ کی آنکھیں روشن ہوگئی، اور فاطمہ و علی سے اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو حسن و حسین پیسے فرزند عطا فرمائے گا، جس کے بعد آپ کا دین دنیا بھر میں پھیل جائے گا۔

اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد مصنف نے معراج، عقد مواعظ، معرکہ بدر و احد کے ذیل میں جو روایات امام حسین علیہ السلام کے بارے میں رسول اسلام سے وارد ہوئی ہیں انھیں نقل فرمایا ہے۔

امام حسین سنہ ۴ھ میں:

بنا بر مشہور حضرت اباعبد اللہ الحسین ۳ شعبان سنہ ۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ کے داسنے بازو پر و نعمت کلمۃ ربک صدقا و عدلا لامبدل لکلماتہ و هو السميع العظیم (سورہ انعام آیہ ۱۱۵) لکھا ہوا تھا، آپ کی ولادت کے بعد آسمان سے آواز آئی:

تجلیات حسین

یا حسین بن علیؑ اثبت فانک صفوتی من خلقی و عیبة علمی و لک و لمن تولاک اوجبت رحمتی و منحت جنائی و احلک جوارى، و عزتی و جلالی لاصلین من عاداتک اشد عذابى، و ان اوسعک علیهم فى دنیاى من سعة رزقى، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

شهد الله انه لا اله الا هو و الملائكة و اولوا العلم قائما بالقسط، لا اله الا هو العزيز الحكيم (آل عمران آیہ ۱۸) (بخار الانوار کی جلد ۲۵ ص ۳۷)

ولادت کے بعد جب ایک نصرانی راہب کو اطلاع ملی کہ حسین علیہا السلام متولد ہو چکے ہیں تو وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور راستہ پوچھتے ہوئے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر پر پہنچ کر اس نے آواز دی: یا بنت رسول اللہ، حسن و حسین علیہا السلام کو باہر بھیجیں، تاکہ میں انکی زیارت سے مشرف ہو سکوں، حضرت زہراؑ نے دونوں فرزندوں کو باہر بھیجا، اس شخص نے حسین علیہا السلام کو پیار کیا اور گریہ کرتے ہوئے کہا: بیشک ان کا نام توریت میں شبر و شبیر اور انجیل میں طاب و طیب ہے، یہ کہہ کر اس نے گلہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

حسینی دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق کرہی نے اس سال کے ذیل میں بہت سارے واقعات کو درج کیا ہے جن میں جنت میں امام حسین علیہ السلام کی ولادت پر ہونے والے جہن، اہل دوزخ کی آتش جہنم سے نجات، درائیل و فطرس اور صلصائل جیسے فرشتوں کی شفاعت، نزول ملائکہ اور ان کی تبریکات، کفالت امام حسین علیہ السلام، ملائکہ کا امام حسین کا خادم ہونا، رسول اسلام کا پالیس دن تک امام حسین کو لمبھی زبان چھوٹا اور دیگر تاریخی واقعات شامل ہیں۔

امام حسین سنہ ۵ھ میں:

سنہ ۵ھ ہجری میں ایک روز ام ایمن فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر آئیں اور انھوں نے دیکھا کہ حضرت زہراؑ سو رہی ہیں، لیکن ہلکی ہیں رہی ہے، امام حسین علیہ السلام کا جھولا بغیر کسی شخص کے جھول رہا ہے، اور ایک ہاتھ ہے جو تسبیح میں مشغول ہے، ام ایمن اس حالت کو دیکھ کر متحیر ہوئیں اور جب رسول اسلام سے سارے واقعہ کو بیان کیا تو آنحضرتؐ نے تبسم کے ساتھ فرمایا: چونکہ اس روز حضرت زہراؑ روزے سے تھیں اور موسم گرم تھا، لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان

﴿ تجلیات حسین ﴾

پر غنودگی طاری کی اور جب وہ سو گئیں تو اسرافیل کو بھیجا تاکہ وہ حضرت زہراؑ کو تسبیح بیداری میں پڑھتی تھیں اس کا ورد کریں، جبریل کو بھیجا تاکہ وہ ملکی بیسیں اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ حسین کے چھوٹے کو بھلائیں (المنتخب للطریق: ۲۳۰)۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں جب امام حسین علیہ السلام ۶ ماہ کے ہوئے تو آنحضرت انھیں اپنے بہراد مسجد لے گئے، جب جماعت کے لئے صفوف مہیا ہو گئیں تو رسول اسلام نے بلند آواز سے تکبیر کہی لیکن امام حسین علیہ السلام نے نہیں دہرایا، آنحضرت نے پھر سے تکبیر کہی، امام حسین نے پھر نہیں دہرایا، یہاں تک کے آنحضرت نے سات مرتبہ تکبیرات کو دہرایا جس کے بعد امام حسین نے اللہ اکبر کہا، اس طرح نماز سے پہلے سات مرتبہ تکبیرات کا کتنا سنت قرار پایا (علل الشرائع جلد ۲ ص ۲۷)۔

امام حسین سنہ ۶ھ میں:

اس سال جب آیہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (سورہ نساء آیہ ۵۹) نازل ہوئی، تو جابر بن عبد اللہ انصاری نے سوال کیا: یا رسول اللہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو تو پہچان لیا، لیکن یہ اولوا الامر کون ہیں؟ تو رسول اسلام نے فرمایا: اولوا الامر میرے بعد میرے دو خلفاء اور امہ میں جن میں کے پہلے علی بن ابی طالب ہیں جن کے بعد امام حسن، امام حسین، علی سید العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی، حجت اللہ بن حسن میرے خلفاء ہونگے، میرے آخری نائب کا نام میرا نام اور ان کی کنیت میری کنیت ہوگی، اے جابر جب میرے پانچوں نائب سے ملاقات ہو تو انھیں میرا سلام پہنچانا (بخاری الانوار جلد ۳ ص ۲۲۷)۔

امام حسین سنہ ۷ھ ہجری میں:

اس سال آیہ تفسیر نازل ہوئی، رسول اسلام نے علی وفاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو کساء کے نیچے جمع کیا اور فرمایا:

اللهم هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و علی آل محمد انک حمید مجید، اللهم هؤلاء اهل بیتی الذین وعدت فیہم ما وعدتہ، اللهم ان لکل نبی اهلا و هؤلاء اهل بیتی و خلصتی و لحمتی،

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

یولمنی ما یولمهم، و یجرحنی ما یجرحهم، فاذہب عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا (بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۳۲۳)

ثم قال: اللهم هؤلاء اهلي، انا حرب لمن حاربهم، و سلم لمن سالمهم، محب لمن احبهم، و مبغض لمن ابغضهم، فكن لمن حاربهم حربا، و لمن سالمهم سلما، و لمن احبهم محبا، و لمن ابغضهم مبغضا (بحار الانوار جلد ۱۷ ص ۲۹۲) عبد الله ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے یہ بھی فرمایا: ان علیا وصیی و خلیفتی، و زوجتہ فاطمہ سیدۃ النساء العالمین ابنتی، و الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنۃ ولدای من والاہم فقد والائی، و من عاداہم فقد عادائی، و من ناواہم فقد ناوانی، و من جفاہم فقد جفائی، و من برہم فقد برنی، وصل الله من وصلهم، و قطع من قطعهم، و نصر من اعانهم، و خذل من خذلهم، اللهم من كان له من انبيائك و رسلك نفل و اهل بيت، فطعي و فاطمۃ و الحسن و الحسین اهل بيتی و ثقلی، فاذہب عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا (بحار الانوار جلد ۳۷ ص ۳۵)

یہی ہی رسول اسلام نے یہ فرمایا تو جبریل امین جاب میکائیل کے ساتھ قرآن مجید کی یہ آیت لے کر نازل ہوئے: انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا (احزاب آیہ ۳۳)

رسول اسلام نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی بن ابیطالب یہ آیت پہنچن اور آپ کی اولاد میں جو ائمہ پیدا ہونگے ان سب کے بارے میں نازل ہوئی ہے،

حضرت امیر نے فرمایا: یا رسول اللہ آپ کے بعد کتنے امام ہونگے؟ (حضرت علی کا یہ سوال لوگوں کو متوجہ و متنبہ کرنے کے لئے تھا) رسول اسلام نے فرمایا:

انت یا علی ثم ابنک الحسن و الحسین، و بعد الحسین علی ابنہ، و بعد علی محمد ابنہ، و بعد محمد جعفر ابنہ، و بعد جعفر موسیٰ ابنہ، و بعد موسیٰ علی ابنہ، و بعد علی محمد ابنہ، و بعد محمد علی ابنہ، و بعد علی الحسن ابنہ، و بعد الحسن ابنہ الحجۃ، ہکذا و جنت اسامیہم مکتوبۃ علی ساق العرش، فسالت اللہ عز و جل عن ذالک فقال: یا محمد ہم الانمۃ بعدک، مطہرون معصومون و اعدائہم ملعونون (بحار الانوار جلد ۳۱ ص ۳۳۱)۔

اس موقع پر ام سلمہ نے چادر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو رسول اسلام نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا: انک الی خیر یا بعض دیگر روایات کے مطابق آنحضرت نے فرمایا: انت الی خیر، انت من ازواج النبی (ذات العقبین ص ۵۵)، پھر رسول اسلام نے تاکید فرمایا: اللهم هؤلاء اہل بیتی و اہل بیتی احق (در منثور جلد ۵ ص ۳۶۶-۳۶۸)۔

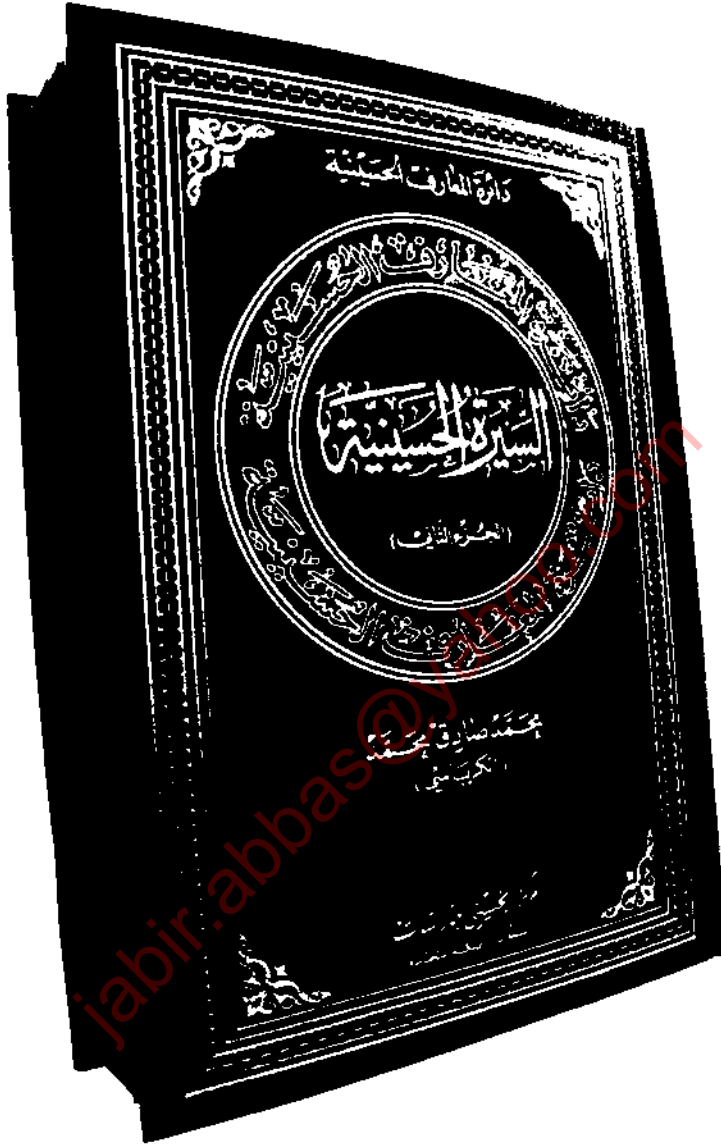
﴿ تجلیات حسین ﴾

صلیٰ واٰزۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے سیرت امام حسینؑ کی جلد اول میں سنہ ۱۰ ہجری تک امام حسینؑ علیہ السلام کے حالات زندگی پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی، جس کا نمونہ ہم نے قارئین کی خدمت پیش کیا ہے، سنہ ۱۱ ہجری سے ۱۱ ہجری تک کے مزید حالات و واقعات کو جلد دوم میں بیان کیا گیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

﴿ تجلیاتِ سین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'سیرت امام حسین علیہ السلام' دس سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے جس کی دوسری جلد (جو ۳۶۶ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۰ء کو لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۳ء کو زیور طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تمغیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیاتِ سین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

سیرت امام حسین علیہ السلام (حصہ دوم)

امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ ہر مومن کے لئے نمونہ علم ہے، آپ کی زندگی اس قدر بابرکت ہے کہ اگر ہم آپ کی ساری زندگی سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف روز عاشورا کو اپنے لئے مشعل راہ قرار دیں تو ہمیں دنیا و آخرت کی فلاح حاصل ہو سکتی ہے، چونکہ حضرت اباعبد اللہ الحسین نے اس ایک دن میں ساری امت مسلمہ کو عبودیت، عزت، حریت، ایثار، شجاعت، کرامت، سخاوت، استقامت، شہادت، حق گوئی، صبر جیسے درس دے کر دین محمدی کو قیامت تک کے لئے زندہ فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام نے آپ کے بارے میں فرمایا: حسین منی و انا من حسین۔

لہذا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ حضرت ابو عبد اللہ جیسی عظیم شخصیت سے آگاہ ہوں تاکہ انہیں دنیا و عقبی کی سعادت حاصل ہو سکے، اسی مقصد کے پیش نظر حسین ذرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے اس مجموعہ کی دس جلدوں کو امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ سے مخصوص فرمایا ہے، جس کی دو جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں، یہ بات قابل ذکر ہے کہ مصنف نے السیرۃ الحسینیہ میں امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ کو سب سے پہلے سات عمد یعنی عمد نبوی، عمد ابو بکر، عمد عمر ابن خطاب، عمد عثمان بن عفان، عمد مولا علی، عمد معاویہ، عمد یزید پر تقسیم فرمایا ہے جس کے بعد مصنف نے جلد اول و دوم میں سنہ ۴ھ سے سنہ ۱۱ ہجری تک امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ پر عمد نبوی میں روشنی ڈالی ہے، مصنف نے اس کتاب میں واقعات کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ان کی شمسی و ہجری تاریخ کو ان مناطق کے نقشوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ جہاں سے امام حسین علیہ السلام کا گزر ہوا تھا، مصنف نے جلد اول میں سنہ ۴ھ سے سنہ ۷ھ تک کے واقعات کو بیان فرمایا ہے، اور جلد دوم میں سنہ ۷ھ ہجری سے سنہ ۱۱ ہجری کے بقیہ حالات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے، ہم یہاں السیرۃ الحسینیہ کی جلد دوم

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

(جو ۳۶۶ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۳ عیسوی کو چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے) میں موجودہ واقعات میں سے بعض کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام سنہ ۴۰ھ میں:

۱۔ اس سال للہریہ نے رسول اسلام سے آیہ وجعلها كلمة باقية في عقبه (زخرف ۲۸) کے بارے میں سوال کیا تو آنحضرت نے فرمایا:

جعل الامامة في عقب الحسين، يخرج من صلبه تسعة من الائمة، منهم مهدى هذه الائمة (بحار الانوار جلد ۲۵ ص ۲۵۳) اللہ تبارک و تعالیٰ نے امامت کو صلب امام حسین علیہ السلام میں قرار دیا ہے، نسل امام حسین سے ۹ ائمہ متولد ہونگے، جن میں کے آخری امام مدعی ہونگے، اس کے بعد رسول اسلام نے فرمایا:

لو ان رجلا صفن بين الركن والمقام ثم لقي الله مبغضا لاهل بيته دخل النار (بحار الانوار جلد ۳۶ ص ۳۱۵) جو شخص رکن و مقام کے درمیان طولانی نماز میں مشغول ہو اور اس کے بعد اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس نے اہل بیت کو ناراض کیا ہو تو وہ آتش دوزخ میں داخل ہوگا۔

۲۔ ایک روز رسول اسلام، اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے کہ اپانک آپ نے پانچ محدے کئے، اصحاب نے آنحضرت سے ان محدوں کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ابھی ابھی جبریل امین تشریف لانے تھے انھوں نے خبر دی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ علی کو دوست رکھتا ہے، یہ سن کر میں نے پہلا سجدہ شکر کیا، پھر جبریل نے کہا اللہ تعالیٰ حسن کو دوست رکھتا ہے تو میں نے دوسرا سجدہ کیا، جبریل نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ حسین کو دوست رکھتا ہے تو میں نے تیسرا سجدہ کیا، جبریل نے پھر فرمایا کہ اللہ فاطمہ کو دوست رکھتا ہے تو میں نے چوتھا سجدہ کیا، جس کے بعد جبریل نے کہا کہ اللہ ان سب کو دوست رکھتا جو علی و فاطمہ و حسن و حسین کو دوست رکھتے ہیں، یہ سن کر میں نے پانچواں سجدہ شکر ادا کیا (مناقب آل ابیطالب لابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۳۲۶)۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

امام حسین علیہ السلام سنہ ۸ ہجری میں:

۱۔ ایک روز سلمان فارسی رسول اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو کھانا کھلا رہے ہیں، جب رسول اسلام کھانا کھلا چکے تو آپ نے فرمایا اے سلمان، کیا تم ان دونوں کو دوست رکھتے ہو، سلمان نے فرمایا یا رسول اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں انہیں دوست نہ رکھوں، یہ سن کر رسول گرامی قدر نے فرمایا:

يا سلمان من احبهم فقد احبني و من احبني فقد احب الله

اے سلمان جو انہیں دوست رکھے گویا وہ میرا محب ہے اور جو میرا محب ہو گویا وہ خدا کا محب ہے۔ پھر رسول اسلام نے امام حسین کا بوسہ لیا اور آپ کے کاندر پڑھا کہ:

يا حسين انت السيد ابن السيد ابو السادة، انت الامام ابن الامام ابو الائمة، انت الحجة ابن الحجة ابو الحجج، تسعة من صلبك ابرار اثناء معصومون تاسعهم قائمهم (کتاب فی الاثر: ۷۰، ص ۴۰)،

فطوبى لمن احبهم و الوليل لمن ابغضهم

اے حسین آپ سید و سردار ہیں، سید و سردار زادہ ہیں، سید و سرداروں کے والد ہیں، آپ امام، ابن امام اور ابو الائمہ ہیں، آپ اللہ کی حجت، اللہ کی حجت کے فرزند اور الوائج ہیں، آپ کی صلب سے نواہر ہونگے جو نیک و صالح، امین و معصوم ہونگے، ان کے نویں ان کے قائم ہونگے، تو جو ان سے محبت کرے اس کے لئے خوشخبری ہے، اور عذاب ہے اس کے لئے جو ان سے بغض رکھے (کتاب فی الاثر: ۴۰، و بحار الانوار جلد ۳۱ ص ۳۱)۔

۲۔ ایک روز اصحاب رسول افسوس کر رہے تھے کہ آنحضرت کے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے وہ جنت میں ان سے جدا ہو جائیں گے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی دلجوئی کے لئے آیت نازل کی اور فرمایا:

و من يطع الله و الرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين و حسن اولئك رفيقا

جو اطاعت کرے اللہ اور رسول کی تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے نعمتیں نازل فرمائیں انبیاء میں سے، صدیقین و شہداء و صالحین میں سے، اور وہ نہایت اچھے رفقاء ہیں (نساء آیہ ۶۹)، جب رسول اسلام نے اس آیت

﴿ تجلیات حسین ﴾

کے ذریعہ بشارت دی توام سلمہ نے آنحضرت سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا: نبیین سے مراد میں ہوں، صدیقین سے مراد علی بن ابی طالب میں، شہداء سے مراد امام حسن و امام حسین علیہما السلام میں، صالحین سے مراد حمزہ میں اور حصن اولئک رفیقاً سے مراد میرے بعد آنے والے بارہ ائمہ میں (کھلیۃ الاثر: ۲۴، بحار الانوار جلد ۳۶ ص ۳۳۷، البرہان فی تفسیر القرآن جلد ۱ ص ۳۹۲، شواہد تنزیل جلد ۱ ص ۱۵۳)۔

امام حسین علیہ السلام سنہ ۹ ہجری میں:

ایک روز رسول اسلام نے انس بن حارث (جن کا شمار اصحاب صفہ میں ہوتا ہے) سے فرمایا:

ان ابنی هذا یقتل فی ارض یقال لہا کربلاء فمن ادرکہ فلینصرہ (فضائل خمر من الصحاح السیۃ جلد ۲ ص ۳۴۷) ایک دن میرا یہ فرزند حسین کربلا میں شہید کیا جائے گا لہذا جو اس کو درک کرے (اس وقت موجود ہو) اس پر واجب ہے کہ وہ اس کی نصرت کرے، انس بن حارث نے رسول اسلام کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں شمولیت اختیار کی اور اس طرح آپ نے دس محرم کو یار ان امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہادت کو نوش فرمایا۔

امام حسین علیہ السلام سنہ ۱۰ ہجری میں:

۱۔ اس سال جب مومنین اہل رسالت ادا کرنا چاہتے تھے تو آیہ مودت نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المودة فی القربی (شوری آیہ ۲۳) اصحاب نے رسول اسلام سے قربی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ قربی سے مراد علی وفاطمہ حسن و حسین میں۔

۲۔ ایک روز رسول اسلام نے اہلبیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک ہم اہلبیت محبوب ترین افراد ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے ہم سب کے اسمی کو اپنے ناموں سے مشتق کیا ہے، اس نے محمد کو محمود

﴿ تجلیات حسین ﴾

ہے، علی کو علی اعلیٰ ہے، حن کو حن ہے، حسین کو ذوالاحسان ہے اور فاطمہ کو فاطمہ سے مشتق فرمایا ہے، اس گفتگو کے بعد رسول اسلام نے فرمایا:

اللهم انی اشهدک انی سلم لمن سالمکم و حرب لمن حاربکم و محب لمن احبهم و مبغض لمن ابغضهم و
عدو لمن عاداهم و ولی لمن والاهم، لانهم منی و انا منهم
اے اللہ میں تجھے گواہ بتاتا ہوں کہ میری اس سے صلح ہے جو ان سے صلح رکھے اور میری اس سے جنگ ہے جو ان
سے جنگ کرے، میں اس کا محب ہوں جو ان سے محبت کرے اور ان کا دشمن ہوں جو ان کا دشمن ہو، میں اس کا عدو
ہوں جو ان سے عداوت رکھے اور اس کا دوست ہوں جو ان کا دوست ہو، کیونکہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں
(بخاری الانوار جلد ۳ صفحہ ۳۷۷)۔

۳۔ اسی سال رسول اسلام نے آخری حج کی تیاری کی جس میں آنحضرت کی تمام ازواج، امام علی، حضرت زہرا، امام حن
اور امام حسین علیہم السلام بھی موجود تھے، حج کے بعد غدیر خم کے میدان میں ولایت علی ابن ابی طالب کے اعلان
کے ساتھ ساتھ رسول اسلام نے ولایت ائمہ کا بھی تذکرہ فرماتے ہوئے کہا:

یا معاشر الناس فاتقوا الله و یایعوا علیا امیر المومنین، و الحسن و الحسین و الانمة کلمة طيبة باقية
یہلک الله من غدر و یرحم من وفى
اے لوگو! تقوا اللہ الہی اختیار کرو اور علی کی بیعت کرو کہ وہ امیر المومنین ہے، اور حن و حسین اور ائمہ ایک ایسا پاک سلسلہ
ہے جو باقی رہنے والا ہے، جو ان سے غداری کرے اللہ اسے تباہ کرے گا اور جو ان سے وفا کرے اللہ ان پر احسان
کرے گا (خطبہ غدیر: ۹) اس روز رسول اسلام نے تمام اصحاب سے ان الفاظ میں اقرار لیا:

اطعنا الله بذاک و ایاک و علیا و الحسن و الحسین و الانمة الذی ذکرک عہدا و میثاقا ماخوذا لا میر
المومنین من قلوبنا و انفسنا و سنتنا و مصلافتنا ایدینا
ہم اس پر اللہ کی اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علی و حن و حسین اور ائمہ کی ولایت کا دم بھرتے ہیں، یہ ہمارا یحییٰ
عہد صحیان ہے جو امیر المومنین کے لئے لیا گیا ہے، ہمارا یہ عہد ہمارے دلوں، جانوں اور زبانوں سے ہے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ
کے بیعت کر کے ہے (السیرۃ الحسینیہ جلد دوم ص ۲۱۹)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۴۔ حجۃ الوداع سے واپسی پر ایک روز رسول اسلام اور حضرت علی ایک ساتھ تشریف فرما تھے کہ امام حسین علیہ السلام وارد ہوئے، رسول اسلام نے آپ کو اپنے پاس بٹھایا اور آپ کی بیٹھائی کا بوسہ لیا، یہ دیکھ کر امام علی نے پوچھا: یا رسول اللہ کیا آپ حسین کو دوست رکھتے ہیں؟ رسول اسلام نے فرمایا:

کیف لا احبه وهو عضو من اعضائی، یہ سن کر مولا علی نے فرمایا: یا رسول اللہ، حسین اور مجھ میں سے کون آپ کے لئے عزیز تر ہے، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا، بابا جس کا مرتبہ بلند تر ہوگا وہی رسول اسلام کے نزدیک عزیز تر ہوگا، یہ سن کر مولا علی نے فرمایا اے حسین کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے فضائل بیان کروں اور آپ اپنے فضائل بیان کریں، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے رضایت کا اظہار کیا تو مولا امیر المومنین نے فرمایا:

یا حسین انا امیر المومنین، انا لسان الصادقین، انا وزیر المصطفیٰ، انا خازن علم اللہ و مختارہ من خلقہ، انا قائد السابقین الی الجنۃ، انا قاضی الدین من رسول اللہ، انا الذی عمہ سید الشهداء فی الجنۃ، انا الذی اخوہ جعفر الطیار فی الجنۃ عند الملائکۃ، انا قاضی الرسول، انا آخذ لہ بالیمین، انا حامل سورۃ التنزیل الی اہل مکۃ بامر اللہ، انا الذی اختارنی اللہ تعالیٰ من خلقہ، انا حبیب اللہ المتین الذی امر اللہ تعالیٰ ان یعصموا بہ فی قولہ تعالیٰ واعصموا بحبل اللہ جمیعاً (آل عمران آیہ ۱۰۳)، انا نجم اللہ الزاہر، انا الذی یزورہ ملائکۃ السماوات، انا لسان اللہ الناطق، انا حجۃ اللہ تعالیٰ علی خلقہ، انا ید اللہ القویۃ، انا وجہ اللہ تعالیٰ فی السماوات، انا جنب اللہ الظاہر، انا الذی قال سبحانه و تعالیٰ فی و فی حقہ بل عبد مکرمون لا یسبقونہ بالقول و ہم بامرہ یعملون (انبیاء آیہ ۲۶-۲۷)، انا عروۃ اللہ الوثقی التی لا انفصام لہا واللہ سمیع علیم^(۱)، انا باب اللہ الذی یوتی منہ، انا علم اللہ علی الصراط، انا بیت اللہ الذی من دخلہ کان آمناً فمن تمسک بولایتی و محبتی امن من النار، انا قاتل الناکثین و القسطنطین و المارقین، انا قاتل الکافرین، انا ابو الیتامی، انا کھف الارامل، انا عم یتیمانوں عن ولایتی یوم القیامۃ و قولہ تعالیٰ ثم لنسئلن یومئذ عن النعمیم (تکاثیر آیہ ۸)، انا نعمۃ اللہ تعالیٰ الذی انعم اللہ بہا علی خلقہ، انا الذی قال اللہ تعالیٰ فی و فی حقہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً (ماندہ آیت ۳)، فمن احببنی کان مسلماً مومننا کمل الدین، انا الذی بی اھتدیتم، انا الذی قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی و فی عدوی و ققوھم انھم مسنونون (صافات آیہ ۲۳) ای عن ولایتی یوم القیامۃ، انا النبی العظیم^(۲)، انا الذی اکمل اللہ تعالیٰ بہ الدین یوم غدیر خم و خبیر، انا الذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فی من کنت مولاه فطی مولاه، انا

^۱۔ یہاں امام نے سورہ بقرہ کی آیت ۵۶ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ آیت فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا واللہ سمیع علیم ہے۔

^۲۔ یہاں امام نے سورہ نبا کی آیت ۲ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہ آیت عن النبی الذی ہم فیہ مختلفون ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

صلاة المومن^(۱)، انا حی علی الصلوة، انا حی علی الفلاح، انا حی علی خیر العمل، انا الذی نزل علی اعدائی سائل سائل بعباد واقع للکافرين لیس له دافع (بمعنی من انکر ولایتی وهو النعمان بن الحارث اليهودی لعنه الله تعالى)، انا داعی الانام الی الحوض، فهل داعی المومنین الی الحوض غیری؟ انا ابو الانمة الطاهرين من ولدی، انا میزان القسط لیوم القيامة، انا یصوب الدین، انا قائد المومنین الی الخیر و الغفران الی ربی، انا الذی اصحابی یوم القيامة من اولیائی المبرون من اعدائی، و عند الموت لا یخافون و لا یحزنون، وفی قبورهم لا یعذبون، وهم الشهداء الصدیقون، و عند ربهم یفرحون، انا الذی شیعتی متوثقون ان لا یوادون من حاد الله و رسوله و لو كانوا آبائهم او ابنائهم^(۲)، انا الذی شیعتی یدخلون الجنة بغير حساب، انا الذی عندی دیوان الشیعة باسمائهم، انا عون المومنین و شفیع لهم عند رب العالمین، انا الضارب بالسیفین، انا الطاعن با الرمحین، انا قاتل الکافرين یوم بدر و حنین، انا مریدی الکماة یوم احد، انا ضارب ابن عید و د یوم الاحزاب، انا قاتل عمرو و مرحب، انا قاتل فرسان خیبر، انا الذی قال فیہ الامین جبرائیل لا سیف الا ذو الفقار و لا فتی الا علی، انا صاحب فتح مکه، انا کاسر اللات و العزی، انا هادم الیهل الاعلی و مناة الثالثة الاخری، انا علوت علی کتف النبی و کسرت الاصلام، انا الذی کسرت یغوث و یعوق و نسرا، انا الذی قاتلت الکافرين فی سبیل الله، انا الذی تصدق بالخاتم، انا الذی نمت علی فراش النبی و قدیتہ من المشرکین، انا الذی یخاف الجن من باسی، انا الذی بہ یعد الله، انا ترجمان الله، انا خازن علم الله، انا علم رسول الله، انا قاتل یوم الجمل و الصیفین بعد رسول الله، انا قسیم الجنة و النار،

جب مولا علیؑ نے یہ فضائل بیان فرمائے تو رسول اسلامؐ نے کہا اے میرے فرزند حسین آپ کے بابا نے اپنے فضائل کا ایک دم حصہ بیان فرمایا ہے، علی ابن ابیطالب ہزارہا فضیلتوں پر برتری رکھتے ہیں، یہ سکر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

الحمد لله الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین و علی جمیع المخلوقین، وخص جدنا بالتنزیل و التاویل و الصلوة و مناجاة الامین جبرئیل، و جعلنا خیار من اصطفاه الجلیل، و رفعنا علی الخلق اجمعین، پھر امام حسین بابا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

۱۔ اس جگہ کا مطلب یہ ہے کہ امام علیؑ مقام کی ولایت نماز قبول ہونے کے لئے شرط ہے، اس سے یہ مراد نہ لی جائے کہ نماز پر محتاج نہ رہی نہیں، کیونکہ خود ائمہ عظیم السلام رات بھر نماز میں مشغول و مصروف رہتے تھے، اس مطلب کو سلیقہ الذہب سے بھی درک کیا جاسکتا ہے کہ جس میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کلمہ لا الہ الا اللہ میرا کافلہ ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ امان پائیگا، پھر امام علیؑ نے فرمایا کہ اس امان نامہ کی ایک شرط ہے اور وہ شرط ہم اہلبیت کی ولایت ہے۔

۲۔ اس مقام پر امام نے سورہ مجادلہ کی آیت ۲۲ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ آیت یہ ہے: لا تجد قوما یومنون باللہ و الیوم الآخر یوادون من حاد الله و رسوله و لو کانوا آبائهم او اخوانهم او عشیرتهم، اولئک کتب فی قلوبہم الایمان، و ایدہم بروح منه و یدخلہم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیہا رضی الله عنہم و رضوا عنه اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

اما ما ذكرت يا امير المؤمنين فانت فيه صادق امين، پھر رسول اسلام نے فرمایا کہ اے حسین آپ اپنے فضائل کو بیان فرمائیں تو امام حسین نے فرمایا:

يا ابا عبد الله الحسين بن علي بن ابي طالب، و امي فاطمة الزهراء سيدة النساء العالمين، و جدی محمد المصطفى سيد بني آدم اجمعين لاريب فيه، يا علي امي افضل من امك عند الله و عند الناس اجمعين، و جدی خير من جدك و افضل عند الله و عند الناس اجمعين و انا في المهدي ناغتي جبرئيل و تلقائي اسرافيل، يا علي انت عند الله الفضل، و انا الفخر منك بالآباء و الامهات و الاجداد.

یہ کہہ کر امام حسین نے اپنے بابا کی گردن میں ہاتھوں کو ڈال دیا، مولا علی نے اپنے فرزند کا بوسہ لیتے ہوئے فرمایا:

زادك الله شرفا و فخرا، و علما و حلما، و لعن الله تعالى ظالميك يا ابا عبد الله (مناقب و فضائل الامام علی لابی الفضل شاذان بن جبریل القمی: ص ۷۲، چاپ دوم میں ص ۸۳ کی طرف رجوع کیا جائے)۔

امام حسین علیہ السلام سنہ ۱۱ھ میں:

۱۔ امام حسین علیہ السلام ابھی کمسن ہی تھے کہ کسی نے آپ سے مختلف حیوانات کے آوازوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تمام جانور اپنی زبان میں اللہ کی تسبیح کرتے ہیں پھر امام علیہ السلام نے اس کمسنی میں ۵۲ جانوروں کی تسبیح کو بیان فرمایا کہ جسے ہم یہاں قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

1۔ پیل (Eagle) کہتی ہے:

يَا بَنِي آدَمَ عَشْنُ مَا شِئْتَ فَأَجْزُهُ الْمَوْتُ، اے فرزند آدم جس قدر پاؤں زندہ رہو مگر آخر میں موت ہے۔

2۔ باز (Falcon) کہتا ہے:

يَا غَالِمِ الْخَفِيَّاتِ، يَا مَخْشِفِ الْبَلِيَّاتِ، اے پوشیدہ چیزوں کو جاننے والے، اے مصیبتوں کو دور کرنے والے۔

3۔ مور (Peacock) کہتا ہے:

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مَوْلَايَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَ اغْتَرِزْتُ بِزَيْنَتِي فَاغْفِرْ لِي، اے میرے آقا، میں نے اپنے ساتھ زیادتی کی، اور اپنے حسن پر مغرور ہوا، مجھے معاف کر دے۔

4۔ تیر (Gray Partridge) کتا ہے:

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى، رحمان عرش پر قائم ہے۔

5۔ مرغ (Cock) کتا ہے:

مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَمْ يَنْسَ ذِكْرَهُ، جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ اس کے ذکر کو بھول نہیں سکتا۔

6۔ مرغی (Hen) کتی ہے:

يَا إِلَهَ الْحَقِّ أَنْتَ الْحَقُّ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ يَا اللَّهُ يَا حَقُّ، اے برحق معبود، تو حق ہے، تیرا فرمان حق ہے، اے اللہ، اے حق۔

7۔ باشق (Sparrow hawk) کتا ہے:

أَمِنْتُ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ، میرا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔

8۔ خداؤ (kite) کتی ہے:

ثَوَّلَ عَلَى اللَّهِ ثَوْرِي، اللہ پر بھروسہ کر، تاکہ تجھے رزق دیا جائے۔

9۔ نقاب (Osprey) کتا ہے:

مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ لَمْ يَشُقْ، جو اللہ کی اطاعت کرے وہ تکلیف میں نہیں رہتا۔

10۔ شامین (Gyr Falcon) کتی ہے:

سُبْحَانَ اللَّهِ حَقًّا حَقًّا، پاک ہے اللہ جو حق ہی حق ہے۔

11۔ الو (Owl) کتا ہے:

الْبُغْذُ مِنَ النَّاسِ أُنْسٌ، لوگوں سے دور رہنا مجھے پسند ہے۔

12۔ کوا (Crow) کتا ہے:

تجلیاتِ حسین

يَا رَازِقُ ابْعَثْ بِالزَّذَقِ الْخَلَّالِ، اے رزق دینے والے، رزق طلال عطا فرما۔

13۔ کرکی (Crane Bird) کتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اخْفِظْنِيْ مِنْ غَدُوِّ، اے اللہ مجھے میرے دشمن سے محفوظ رکھ۔

14۔ تلق (Stork) کتا ہے:

من تخلى من الناس نجى من اذاهم، جو شخص لوگوں سے الگ تھلک رہے وہ ان کے نقصان پہنچانے والے سے دور رہتا ہے۔

15۔ بطخ (Duck) کتی ہے:

غُفْرَانِكَ يَا اَللّٰهُ غُفْرَانِكَ، تیری بخشش کی طلب ہے اے اللہ، تیری ہی بخشش۔

16۔ ہدھ (Hoopoe) کتا ہے:

مَا اَشْفَىٰ مِنْ عَصَى اَللّٰهِ، کس قدر بد بخت ہے وہ جو اللہ کی نافرمانی کرے۔

17۔ قُمزری (Turtledove) کتا ہے:

يَا عَالِمِ السِّرِّ وَالنُّجْوَىٰ يَا اَللّٰهُ، اے باطن و ظاہر کو جاننے والے، اے اللہ۔

18۔ دُلسی (Malasses my) کتا ہے:

اَنْتَ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ سِوَاكَ يَا اَللّٰهُ، تو اللہ (معبود) ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ۔

19۔ عقق (Magpie Bird) کتا ہے:

مُنْبَحَانِ مَنْ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ خَافِيَةٌ، پاک ہے وہ ذات جس سے کوئی چھپی ہوئی چیز چھپی نہیں۔

20۔ طوطا (Parrot) کتا ہے:

مَنْ ذَكَرَ رَبَّهُ غُفِرَ ذَنْبُهُ، جو اللہ کا ذکر کرے اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

21۔ پریدا (Bird) کتی ہے:

اِسْتَغْفِرِ اللّٰهُ مَعَا يُسْخِطُ اللّٰهُ، اس گناہ سے استغفار کر کہ جو اللہ کو ناراض کرتا ہے۔

﴿ تجلیاتِ صہین ﴾

- 22۔ بلبل (Bulbul Bird) کتنی ہے:
- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا حَقًّا، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہی حق ہے۔
- 23۔ قُبَجَة (A kind of Partridge) کتنی ہے:
- قُرْبُ الْحَقِّ قُرْبٌ، حق بہت ہی نزدیک ہے۔
- 24۔ بُيْر (Quail) کتنا ہے:
- بَيْنَ آتَمَ مَا أَغْفَلَكَ عَنِ الْمَوْتِ، اے ابن آدم، تجھے کس چیز نے موت سے غافل کر دیا ہے۔
- 25۔ سَنُونُوق (Aplomado) کتنا ہے:
- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَ اللَّهُ خَبِيرُهُ اللَّهُ، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، محمد اللہ کے رسول ہیں، اور ان کی آل اللہ کے پسندیدہ ہیں۔
- 26۔ فَاخِشَة (Ringdove) کتنا ہے:
- يَا وَاحِدُ يَا أَحَدُ يَا فَزْدُ يَا صَعْدُ، اے یکا، اے کیلا، اے تینا، اے بے نیاز۔
- 27۔ شِفْرَاقِي (Green woodpecker) کتنا ہے:
- مَوْلَايَ اغْتَبَيْتَنِي مِنَ الشَّارِ، میرے آقا مجھے دوزخ کی آگ سے بچالے۔
- 28۔ قُنْبَزَة (Lark) کتنا ہے:
- مَوْلَايَ شُبَّ عَلَى كُلِّ مُذْنِبٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، میرے آقا، ہر مومن کا گناہ معاف کر کے اس کی توبہ قبول فرما۔
- 29۔ وَرْشَان (Wood pidgeon) کتنا ہے:
- إِنْ لَمْ تَغْفِرْ ذُنُوبِي شَقِيتُ، اگر تو میرے گناہ معاف نہ کرے تو میں بدبخت ہو جاؤں گا۔
- 30۔ شِفْنِين (Mourning Dove) کتنا ہے:
- لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کے جو بلند و برتر ہے۔
- 31۔ شَرْمَرِغ (Ostrich) کتنا ہے:

﴿ تجلیات صین ﴾

لا مغفوذ سوى الله، انه کے سوا کوئی معبود نہیں۔

32۔ ابابیل (Swallow) سورہ حمد کی تلاوت کرتی ہے اور کہتی ہے:

يا قَابِلُ ثَوْبَةِ الثَّوَابِيْنِ، يَا اللهَ لَكَ الْفَخْمُ، اے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والے، اے اللہ تیرے لئے ہی ہے ہر حمد۔

33۔ زرافہ (Giraffe) کہتا ہے:

لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ وَخُذْهُ، انه کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے۔

34۔ (الحمل) گوسفند (Lamb) کہتا ہے:

كُفَى بِالْعَوْتِ وَعِظًا، موت ہی بہتر اور کافی و وافی نصیحت کرنے والی ہے۔

35۔ جذی (Kid) کہتا ہے:

عَاجِلُنِي الْمَوْتُ فَقُلْ ذَنْبِي، مجھے موت جلد ہی آئے تو میرے گناہ کم ہوں گے۔

36۔ شیر (Lion) کہتا ہے:

أَمَرَ اللهُ مِنْهُمْ مِنْهُمْ، اللہ کا حکم ہی اہمیت والا ہے۔

37۔ الثور (Bull) کہتا ہے:

مَهْلًا مَهْلًا يَا بَنِيَّ أَنْتَ بَنِيَّ مَنْ يَزِي وَ لَا يَزِي وَهُوَ اللهُ، ہاں اے ابن آدم، تو اس کے سامنے ہے جو سب کچھ دیکھتا ہے مگر اے کوئی نہیں دیکھ سکتا، اور وہی معبود ہے۔

38۔ ہاتھی (Elephant) کہتا ہے:

لَا تُغْنِي عَنِ الْمَوْتِ قُوَّةٌ وَ لَا جَبَلَةٌ، کوئی طاقت و جید موت سے نہیں بچا سکتا۔

39۔ پیر (Puma) کہتا ہے:

يَا عَزِيزُ يَا جَبَّارُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا اللهُ، اے طاقتور، اے جبار، اے برائی والے، اے اللہ۔

40۔ اونٹ (Camel) کہتا ہے:

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

سُبْحَانَ مَنْبُتِ الْجَبَّارِينَ سُبْحَانَہ، پاک ہے جباروں کو ذلیل کرنے والا، وہ پاک ہے۔

41۔ گھوڑا (Horse) کتا ہے:

سُبْحَانَ رَبِّنَا سُبْحَانَہ، پاک ہے ہمارا پروردگار، پاک ہے۔

42۔ بھیریا (Wolf) کتا ہے:

مَا خَفِظَ اللَّهُ فُلْنَ يَضِيقُ أَفْئِدَا، جے اللہ رکھے اسے کوئی ضایع نہیں کر سکتا۔

23۔ گیدڑ (Jackal) کتا ہے:

أَلْوَيْتَ الْوَيْتَ الْوَيْتَ لِلْمُذْنِبِ الْمُصِيبِ، بار بار گناہ کرنے والے پر عذاب ہی عذاب ہے۔

44۔ کتا (Dog) کتا ہے:

كَفَى بِالْمَغَاصِبِ ذُلًّا، گناہ ہی ذلت کے لئے کافی ہے۔

45۔ خرگوش (Rabbit) کتا ہے:

لَا تُهْلِكُنِي يَا اللَّهُ، لَكَ الْخُفْزُ، اے اللہ مجھے تباہ نہ کر، تیرے لئے حمد و ثناء ہے۔

46۔ لومڑی (Fox) کتی ہے:

الْخُذْنِيَا ذَا غُرُوبٍ، دنیا دھوکہ کا گھر ہے۔

47۔ غزال (Gazelle) کتا ہے:

تَجَنَّبِي مِنَ الْأَذَى، مجھے تکلیف سے نجات عطا فرما۔

48۔ گینڈا (Rhinoceros) کتا ہے:

أَغْشَيْنِي وَ إِلَّا هَلَكْتُ يَا مَوْلَانِي، میری فریاد رسی کر، ورنہ میں تباہ ہو جاؤں گا، اے اللہ۔

49۔ ہرن (Deer) کتا ہے:

خَسْبَنِي اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ خَسْبَنِي، میرے لئے اللہ کافی ہے، اور وہ بہترین سہارا ہے، وہ میرے لئے کافی ہے۔

50۔ تیندوا (Tiger) کتا ہے:

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

سُنْبَحَانُ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْفَذْرَةِ سُنْبَحَانَهُ، وہ پاک ہے جو قدرت کے ساتھ عزت والا ہے، وہ پاک ہے۔

51۔ سانپ (Snake) کتا ہے:

مَا أَشْفَى مَنْ عَصَاكَ يَا رَحْمَانُ، جو تیرا مانا فرمان ہو وہ کتنا بہ سخت ہے اے رحمان۔

52۔ عقرب (Scorpion) کتا ہے:

الْفُتْرُ شَنْءٌ وَخَشَنٌ، برائی و جنگناک چیز ہے۔

مذکورہ تمام اذکار کی طرف اشارہ کرنے کے بعد امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اس جان میں جو بھی مخلوق پیدا کی ہے اس کے لئے ایک مخصوص ذکر اور ورد کو مقرر فرمایا ہے، جس پر شاہد کلام مجید کی یہ آیت ہے: **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْمُخُّ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ**، یعنی کوئی شے نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے (اسراء آیہ ۴۴)، (خراج و جراح جلد ۱ ص ۲۳۸، بحار الانوار جلد ۶۱ ص ۲۷، کنز الدقائق جلد ۸ ص ۳۲۳)۔

۲۔ رسول اسلام نے سنہ ۱۱ھ میں وفات پائی لہذا اس سال آنحضرتؐ نے متعدد مقامات پر امام حسین علیہ السلام کا تعارف کروایا مجملہ ان موارد کے ایک مورد وہ تھا کہ جب وفات سے تین دن پہلے بروز جمعہ ۲۵ صفر کو رسول اسلامؐ نے طویل خطبہ میں فرمایا:

ایہا الناس انی راحل عن قریب ---- معاشر الناس من افتقد منکم الشمس فلیتمسک بالقمر، و من افتقد القمر فلیتمسک بالفرقدین، و ان فقدتم الفرقدین فتمسکوا بالنجوم الزاہرة ----

یعنی اے لوگو میں عنقریب رحلت کرنے والا ہوں، جب تم سورج کو کھو بیٹھو تو پاند سے متمسک رہو، جب پاند کو کھو بیٹھو تو فرقدین (دو ستاروں) سے متمسک رہو، جب فرقدین کو کھو بیٹھو تو نجوم زاہرہ سے متمسک رہو، آنحضرتؐ یہ کہہ کر منبر سے تشریف لے آئے اور بیت الشرف کی طرف جانے لگے، راستہ میں سلمان فارسی نے شمس، قمر، فرقدین اور نجوم

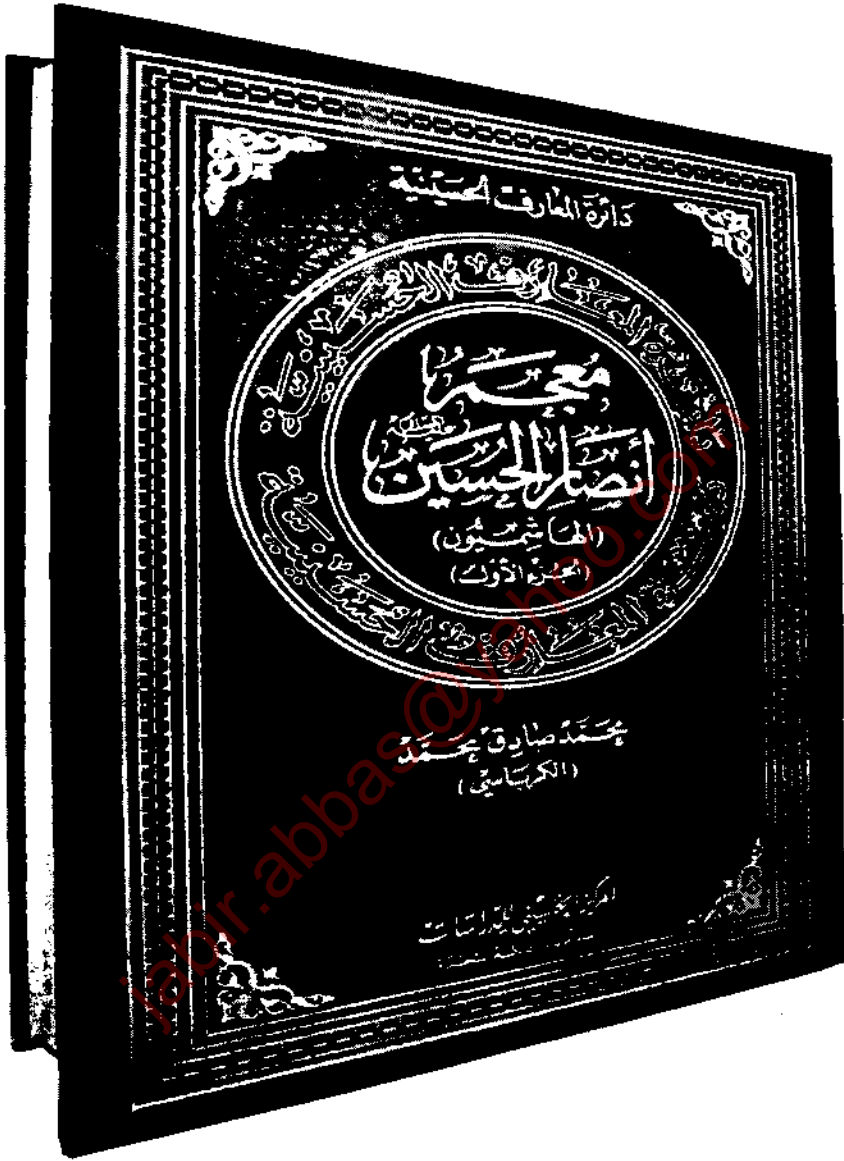
﴿ تجلیات حسین ﴾

زاہرۃ کے بارے میں سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: شمس میں، قمر علی بن ابیطالب، فرقمن حن و حسین اور نجوم زاہرۃ سے مراد وہ نوائے میں جو نسل امام حسین علیہ السلام سے متولدہ ہونگے (السیرۃ الحمینیۃ جلد ۲ ص ۳۲۶)۔

یہ تھے وہ چند واقعات کہ جنہیں ہم نے مرحلہ وارقارین کی خدمت میں پیش کیا جبکہ کتاب 'السیرۃ الحمینیۃ' میں آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے بڑے ہی تفصیلی انداز کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ پر عمدہ نبوی کے فیل میں روشنی ڈالی ہے، لہذا قارئین کے لئے مناسب ہے کہ وہ اصل کتاب کا بھی مطالعہ فرمائیں، تاکہ امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ کے مزید پہلو اجاگر ہو سکیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصاری تین جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد (جو ۵۴۹ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۲ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۸ء میں زیر طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تخصیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

اصحابِ امام حسین علیہ السلام (حصہ اول) (کربلاء کے ۷۲ ہاشمی شہداء)

دوستی ایک ایسا پاک و پاکیزہ اور روحانی رشتہ ہے کہ جس کے ذریعہ دوستوں کے درمیان محبت، عشق، ہمدلی، رفاقت، یاری اور ایثار جیسی نیک صفات وجود میں آتی ہیں، لہذا اس رشتہ کو دین اسلام نے مقدس رشتہ قرار دیتے ہوئے اس کے معیارات کو معین فرمایا ہے، امام علی علیہ السلام دوست کے بارے میں فرماتے ہیں:

الصدق الصدوق من نصحك في عيبك، و حفظك في غيبك، و اثرک علی نفسہ (غرر الحکم جلد ۲ ص ۷۶)

سچا دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے عیب کو بیان کرے، اسکی غیر موجودگی میں اسکی حفاظت کرے، اور اس کو خود پر مقدم رکھے۔

اس حدیث مبارکہ کے پہلے دو معیارات پر عمل کرنا تو ممکن ہے لیکن ایسے افراد بہت کم نظر آتے ہیں جو دوست کو خود پر مقدم رکھ سکیں، تاریخِ بشریت میں صرف کربلا معلیٰ ہی ایسا مقام ہے کہ جہاں اصحابِ امام حسین علیہ السلام نے دوستی کے تمام فرائض کو پورا کرتے ہوئے اپنی قیمتی جانوں کو امام حسین علیہ السلام پر قربان کیا، یہی وجہ ہے کہ امام نے ان کے بارے میں فرمایا:

فانی لا اعلم اصحابا اوفی و لا خیرا من اصحابی، و لا اهل بیت ابر و لا اوصل من اهل بیتی، فجزاكم الله عنی جمیعاً خیراً

میں نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور بہتر اصحاب نہیں دیکھے، اور نہ ہی اپنے اہلبیت سے زیادہ نیک و صالح اور ہمدلی کوئی اہلبیت پائے میں، اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، امام حسین علیہ السلام کی اس گفتار سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے اصحاب رسول اسلام اور تمام ائمہ کے اصحاب پر براعتبار سے برتری رکھتے ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

انصار امام حسین علیہم السلام کی عظمتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حسینی دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے اس دائرۃ المعارف کی ۶ جلدوں کو معجم انصار حسین (ہاشمی وغیرہاشمی، مرد و عورت) سے مختص فرمایا ہے جس میں مصنف نے ان کی حیات طیبہ پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ ہم اس مقام پر معجم انصار امام حسین (ہاشمی انصار) کی جلد اول (جو ۵۴۹ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۸ عیسوی میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی ہے) میں موجود مطالب پر روشنی ڈالتے ہیں۔

کربلا میں ہاشمی شہداء

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کربلا میں شہید ہونے والے تمام ہاشمی شہداء جناب ابوطالب کی آل سے تھے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا کسی نے انکار نہیں کیا، اگر تاریخ اسلام کا دقت کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابتدائے اسلام سے واقعہ کربلا تک ابوطالب اور ان کی آل ہی نے اپنی قربانیوں کے ذریعہ اس دین کی جڑوں کو مضبوط کیا ہے، لہذا ہم اس مقام پر سب سے پہلے جناب ابوطالب اور انکی آل کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جس ذریعہ یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کربلا میں ہاشمی شہداء صرف ابوطالب کی آل سے تھے۔

ابوطالب اور انکی آل:

جناب ابوطالب کا نام شیبہ الحمد تھا، آپ کا عقد فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی سے ہوا، آپ اور آپ کی زوجہ دونوں ہاشمی نسب تھے، اللہ تعالیٰ نے فاطمہ بنت اسد سے آپ کو آٹھ اولاد عطا فرمائی، جن کے نام ہزتیب یہ ہیں:

- ۱۔ طالب (ولادت: ۵۳ قبل از ہجرت، وفات: ۲ ہجری) - ۲۔ فاختہ (ولادت: ۳۸ قبل از ہجرت، وفات: ۶۰ ہجری)۔
- ۳۔ عقیل (ولادت: ۴۳ قبل از ہجرت، وفات: ۶۰ ہجری) - ۴۔ جاندہ (ولادت: ۳۸ قبل از ہجرت، وفات: ۶۱

﴿ تجلیات حسین ﴾

ہجری)۔ ۵۔ جعفر طیار (ولادت: ۲۳ قبل از ہجرت، وفات: ۸ ہجری)۔ ۶۔ ریط (ولادت: ۲۸ قبل از ہجرت)۔ ۷۔ علی ابن ابیطالب (ولادت: ۲۳ قبل از ہجرت، شہادت: ۴۰ ہجری)۔ ۸۔ اسماء (ولادت: ۱۸ قبل از ہجرت)۔

جناب ابوطالب نے رسول اسلام کے لئے پداری کی اور فاطمہ بنت اسد نے ایک ماں کی طرح آنحضرت کی خدمت فرمائی یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام انہیں ماں کہہ کر مخاطب فرماتے تھے، جب جناب ابوطالب کا سن ۳ قبل از ہجرت میں انتقال ہوا تو رسول اسلام نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا، اور فاطمہ بنت اسد کے انتقال پر آنحضرت نے ان کی تشییع میں پابہرہ شرکت کی، اپنے دستای مبارک سے آپ کی لحد کو کھودا اور اس میں لیٹ کر یہ دعا پڑھی:

اللہ الذی یحیی و یمیت و هو حی لایموت، اللہم اغفر لاسی فاطمۃ بنت اسد، و لقتہا حجتہا، و وسع مدخلہا، بحق نبیک محمد و الانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین

اللہ ہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ایسا زندہ ہے جس پر موت نہیں آتی، اے اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما، اور انہیں ان کی حجت سے آگاہ فرما، اور ان کی قبر میں وسعت عطا فرما، اپنے نبی محمد اور جو انبیاء مجھ سے پہلے گزرے ہیں ان کے حق کا واسطہ، کہ تو ہی رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور پھر رسول اسلام نے فاطمہ بنت اسد کو اپنی خاص چادر اڑھائی، جب اصحاب آپ کی اس روش سے متعجب ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا:

البستہا قمیصی لتلبس من ثیاب الجنة، واضطجعت فی قبرہا لیخلف عنہا من ضغطۃ القبر فانہا کانت من احسن خلقی اللہ صنیعاً بی بعد عمی ابیطالب

میں نے انہیں اپنی قمیص پہنائی تاکہ وہ جنت کا لباس زیب تن کریں، اور میں نے انہیں قبر میں لٹایا ہے تاکہ ان سے قبر کی سختی کم ہو جائے کیونکہ وہ میرے لئے میرے چچا ابوطالب کے بعد تمام مخلوق خدا سے زیادہ نیک سلوک کرنے والی خاتون تھیں (طبقات کبری جلد ۸ صفحہ ۲۲۲، بحار الانوار جلد ۵۳ صفحہ ۱۸۰)۔

ابوطالب کے بعد دین محمدی کی فروغ میں آپ کی اولاد میں سے جناب طالب، جناب عقیل، جناب جعفر طیار اور مولا علی اور ان کی اولاد نے عظیم خدمات انجام دیئے، ہم اس مقام پر ان حضرات کی خدمات اور انکی آل کا تذکرہ کرتے ہیں:

﴿ تجلیات صین ﴾

طالب بن لوطالب:

جناب طالب دین ابراہیمی کے پیروکار تھے، آپ نے اسلام قبول فرمایا لیکن مکہ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا، جب جنگ بدر میں کفار مکہ نے آپ کو مشرکین کے ساتھ چلنے پر مجبور کیا تو رسول اسلام نے فرمایا:

انی قد عرفت رجالا من بنی ہاشم قد خرجوا الی بدر حرھا فمن لقی منکم احدا منهم فلا یقتله
بیشک جنگ بدر میں کفار کے ساتھ کچھ بنی ہاشم اجارا لائے گئے ہیں لہذا اگر تم میں سے کوئی بھی انھیں میدان جنگ میں دیکھے تو انھیں قتل نہ کرے (تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۸۲) رسول اسلام کا اشارہ جناب طالب کی طرف تھا کیونکہ کفار انھیں بالاجبار اس جنگ میں لے کر آئے تھے، مکہ سے نکلنے وقت آپ نے ان اشعار کے ذریعہ کفار مکہ سے مخالفت کا اظہار فرمایا:

یا رب اما خرجوا بطالب، فی مقتب من هذه المقاتب، فلیکن المطلوب غیر طالب، و الرجل المغلوب غیر الغالب
اے خدا یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ جنگ میں لے جا رہے ہیں، خدا کرے ان کی مراد پوری نہ ہو، اور میرا شمار ان میں نہ ہو جو کہ مسلمانوں پر غلبہ پیدا کریں۔

آپ کی شہادت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ جب کفار مکہ کو آپ کے ایمان کا علم ہوا تو انھوں نے آپ کو آپ کے گھوڑے کے سمیت دریا میں فرق کر دیا، یہی وجہ ہے کہ جنگ بدر کے بعد کسی کو جناب طالب کا پتہ نہ مل سکا، لہذا تاریخ میں، آپ کے عقد اور فرزندوں کا بھی کوئی تذکرہ نہیں ملتا ہے۔

عقیل بن لوطالب:

جناب عقیل اپنے بڑے بھائی طالب کی ولادت کے دس سال بعد متولد ہوئے، ابو طالب آپ سے بیحد محبت کرتے تھے اسی لئے رسول اسلام نے آپ کے بارے میں فرمایا:

انی لاحبک خبیب، حباً لک و حباً لابی طالب

﴿ تجلیات حسین ﴾

میں آپ سے دوہری محبت کرتا ہوں، ایک خود آپ کی وجہ سے اور دوسرے آپ کے (بابا) ابوطالب کی وجہ سے، اور ایک بار آنحضرت نے حضرت علی سے فرمایا:

انی احب عقیلا حبیبی حباً لہ و حباً لحب ابیطالب لہ، و ان ولده لمقتول فی محبة ولدک تدمع علیہ عیون المومنین و تصلی علیہ الملائکة المقربون ثم بکی رسول اللہ و قال الی اللہ اشکو ما تلقی عترتی بعدی، (

کتاب شہید مسلم ابن عقیل: ۷۰)

مجھے عقیل سے دو حوالوں سے محبت ہے، ایک خود ان کے اپنے حوالہ سے اور دوسری اس حوالہ سے کہ ابوطالب کو ان سے محبت تھی اور یہ کہ ان کا فرزند آپ کے فرزند کی محبت میں قتل کیا جائے گا جس پر مومنین کی آنکھیں اشکبار ہوں گی اور ملائکہ مقربین اس پر ناز پڑھیں گے، یہ کہہ کر حضرت رسول خدا رونے لگے اور فرمایا: میں اپنا دکھ خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کہ میرے بعد میری عترت کن حالات سے دوچار ہوگی۔

اسلام سے پہلے جناب عقیل بھی دین ابراہیمی کے پیروکار تھے، آپ نے قبل از ہجرت اسلام کا اظہار کیا لیکن کفار کے گزند سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا، آپ کو کفار نے جنگ بدر میں شرکت کرنے پر مجبور کیا تھا، یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام نے تاکید فرمائی کہ وہ ہاشمی جو اس جنگ میں دشمن کے ساتھ مکہ سے جبراً لائے جائیں انہیں قتل نہ کیا جائے، جنگ کے انتقام پر جناب عقیل رسول اسلام کے ہمراہ ہوئے اور آپ نے ساری عمر آنحضرت اور اپنے بھائی حضرت علی کی خدمت میں گزار دی۔

جناب عقیل عرب کے ماہر نسب شناس بھی تھے، آپ مسجد نبوی میں بیٹھ کر لوگوں کو ان کے نسب کی تفصیلات سے آگاہ کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت امیر المومنین اپنے فرزند امام حسین کے لئے ایک شجاع یاور و بھائی کا اہتمام کرنا چاہتے تھے تو آپ نے جناب عقیل ہی سے مشورہ کیا تھا اور ان کی تجویز پر حضرت علی نے فاطمہ کلابیہ سے شادی کی جن سے جناب عباس متولد ہوئے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

جناب عقیل کے یہاں مختلف ازواج سے ۱۸ فرزند اور ۸ بیٹیاں متولد ہوئیں، جن کے نام تاریخ میں کچھ اس طرح سے ملتے ہیں:

لوگوں کے نام:

۱۔ نذیب: آپ جناب عقیل کی بیٹیوں میں سب سے بڑی تھیں اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے امام حسین علیہ السلام کے لئے مرثیے کہے ہیں۔ ۲۔ ام عبد اللہ - ۳۔ رملہ: آپ بھی شاعرہ تھیں اور آپ نے کربلا میں شہید ہونے والے آل عقیل کے لئے مرثیے کہے ہیں۔ ۴۔ ام القاسم - ۵۔ ام ہانی: آپ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد بھی باحیات تھیں۔ ۶۔ فاطمہ - ۷۔ ام نعمان (ام لقمان): آپ نے بھی شہدائے آل عقیل اور امام حسین علیہ السلام کے لئے مرثیے کہے ہیں۔ ۸۔ اسماء: آپ نے امام حسین علیہ السلام کے لئے مرثیے کہے ہیں۔

روایت میں منقول ہے کہ بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام ام لقمان، یعنی ہمنوں یعنی اسماء، ام ہانی، رملہ، نذیب کے ساتھ قبر رسول پر تشریف لے جاتیں اور گریہ و بکا کے بعد مابین و انصار کے سامنے شہدائے کربلا کے لئے مرثیہ پڑھتی تھیں۔

فرزندوں کے نام:

۱۔ یزید، اسی فرزند کے نام پر جناب عقیل کی کنیت ابو یزید قرار پائی۔ ۲۔ سعید - ۳۔ امان - ۴۔ عثمان - ۵۔ عبد الرحمن - ۶۔ حمزہ - ۷۔ جعفر الاکبر - ۸۔ عبد اللہ الاکبر - ۹۔ عبد اللہ الاصغر - ۱۰۔ جعفر الاوسط - ۱۱۔ جعفر الاصغر - ۱۲۔ علی الاکبر - ۱۳۔ علی الاصغر - ۱۴۔ عیسیٰ - ۱۵۔ محمد الاکبر - ۱۶۔ مسلم - ۱۷۔ الوسعید الاول - ۱۸۔ عبد مناف، مورخین نے جناب عقیل کے اور بھی فرزندوں کے نام درج کئے ہیں جن کے اسامی مذکورہ ترتیب کے مطابق یہ ہیں: ۱۹۔ محمد الاصغر - ۲۰۔ عکرم - ۲۱۔ عقیل - ۲۲۔ معین - ۲۳۔ عبد اللہ الاوسط - ۲۴۔ احمد - ۲۵۔ فضل۔

جناب عقیل ابن ابیطالب کے مذکورہ تمام فرزندوں میں سے مندرجہ ذیل ۱۶ فرزند کربلا میں شہید ہوئے:

﴿ تجلیات حسین ﴾

۱۔ ابو سعید۔ ۲۔ احمد۔ ۳۔ جعفر الاکبر۔ ۴۔ عکرم۔ ۵۔ حمزہ۔ ۶۔ سعید۔ ۷۔ عبد الرحمن الاکبر۔ ۸۔ عبد اللہ الاصغر۔ ۹۔ عبد اللہ الاکبر۔ ۱۰۔ عقیل۔ ۱۱۔ علی الاکبر۔ ۱۲۔ عون۔ ۱۳۔ محمد الاکبر۔ ۱۴۔ مسلم۔ ۱۵۔ معین۔ ۱۶۔ موسیٰ۔

جعفر بن ابوطالب

جعفر طیار ابوطالب کے تیسرے فرزند تھے جو سنہ ۳۳ قبل از ہجرت کو پیدا ہوئے اور آپ نے سنہ ۸ ہجری میں جنگ موتہ میں شہادت پائی، رسول اسلام نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جعفر کو انکی چار خصلتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہے:

۱۔ انکا کبھی شراب نہ پینا۔ ۲۔ کبھی بھوٹ نہ بولنا۔ ۳۔ کبھی زنا نہ کرنا۔ ۴۔ کبھی کسی بت کے سامنے سجدہ نہ کرنا، جبکہ یہ تمام امور زمانہ جاہلیت میں عام تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جناب جعفر طیار کو اسماء بیت عمیں سے آٹھ فرزند عطا فرمائے، جن کے اسماء یہ ہیں:

۱۔ عبد اللہ الاکبر۔ ۲۔ عون (شہید کر بلا)۔ ۳۔ محمد الاکبر (آپ جنگ صفین میں شہید ہوئے)۔ ۴۔ محمد الاصغر (شہید کر بلا)۔ ۵۔ حمید۔ ۶۔ حسین۔ ۷۔ عبد اللہ الاوسط۔ ۸۔ عبد اللہ الاصغر۔ بعض مورخین نے آپ کے فرزندوں میں حمزہ کا بھی تذکرہ کیا ہے، یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ حمید اور حمزہ دونوں ایک ہی فرد کے دو نام ہوں، چونکہ جنھوں نے حمزہ کا تذکرہ کیا ہے انھوں نے حمید کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

علی بن ابیطالب

حضرت علی ابن ابی طالب جناب ابوطالب کے چوتھے فرزند تھے، آپ نے مختلف زمانوں میں آٹھ عہدہ فرمائے، آپ کی ازواج میں حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا، امامہ العجمیہ، فاطمہ کلایہ، خولہ خفییہ، اسماء خنسیہ، میمۃ الکلبیہ، ام سعید الخنسیہ، لیلیٰ النخعیہ شامل ہیں، ان ازواج میں سے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرزند عطا فرمائے، ان کے

تجلیات حسین

علاوہ چند کنیزوں سے بھی آپ کو اولاد ہوئی ہے، ہم اس مقام پر ہر زوجہ اور کنیز سے امام علی علیہ السلام کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہیں:

- ۱۔ فاطمہ زہرا بنت محمد: آپ زوجہ امام علی تھیں اور امام حسن، امام حسین، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور جناب محسن آپ کی اولاد تھے۔ ۲۔ امامہ بنت ابی العاص العجمیہ: آپ زوجہ امام علی تھیں اور محمد الاوسط اور عبد الرحمن آپ کے فرزند تھے۔ ۳۔ فاطمہ بنت حرام الکلابیہ: آپ زوجہ امام علی تھیں اور عباس الاکبر، جعفر الاکبر، عبد اللہ الاکبر، عثمان الاکبر آپ کے فرزند تھے۔ ۴۔ خولہ بنت جعفر الخفییہ: آپ زوجہ امام علی تھیں اور محمد الاکبر (ابن خفییہ) آپ کے فرزند تھے۔ ۵۔ صباء بنت عبداللہ بن ربیعہ الثقلیہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور عمر الاکبر اور رقیہ الکبریٰ آپ کے فرزند و دختر تھے۔ ۶۔ اسماء بنت حمیس الجعفیہ: آپ زوجہ امام علی تھیں اور یحییٰ، عون اور مسلمہ آپ کے فرزند و دختر تھے۔ ۷۔ ام عون الاکبر: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور عون الاکبر آپ کے فرزند تھے۔ ۸۔ ام معین: آپ امام علی کی کنیز تھیں، اور معین آپ کے فرزند تھے۔ ۹۔ حیاء بنت امرؤ القیس الکلبیہ: آپ امام علی کی زوجہ تھیں اور ام یعلیٰ آپ کی دختر تھیں۔ ۱۰۔ ام شعیب المخرومیہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور نفیہ، زینب الصغریٰ، رقیہ الصغریٰ آپ کی دختر تھیں۔ ۱۱۔ ام میمونہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور میمونہ آپ کی بیٹی تھیں۔ ۱۲۔ ام امامہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور امامہ آپ کی بیٹی تھیں۔ ۱۳۔ ام فاطمہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور فاطمہ آپ کی دختر تھیں۔ ۱۴۔ ام رملہ الصغریٰ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور رملہ الصغریٰ آپ کی بیٹی تھیں۔ ۱۵۔ ام تھیہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور تھیہ آپ کی دختر تھیں۔ ۱۶۔ ام جعفر الاصغر: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور جعفر الاصغر آپ کے فرزند تھے۔ ۱۷۔ ام فاختہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور فاختہ آپ کی بیٹی تھیں۔ ۱۸۔ والدۃ ام سلمہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور ام سلمہ آپ کی دختر تھیں۔ ۱۹۔ ام امہ اللہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور امہ اللہ آپ کی بیٹی تھیں۔ ۲۰۔ والدۃ ام ایما: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور ام ایما آپ کی دختر تھیں۔ ۲۱۔ والدۃ ام الکرام: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور ام الکرام آپ کی بیٹی تھیں۔ ۲۲۔ لیلیٰ بنت مسعود النخعیہ: آپ زوجہ امام علی تھیں اور عبد اللہ الاصغر، لؤبک، عبید اللہ آپ کے فرزند تھے۔ ۲۳۔ الورقاء ام محمد الاصغر: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور محمد الاصغر، عباس الاصغر آپ کے فرزند تھے۔ ۲۴۔ ام عمر الاصغر

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

المصطفیٰ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور عمر الاصغر آپ کے فرزند تھے۔ ۲۵۔ ام عثمان الاصغر: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور عثمان الاصغر آپ کے فرزند تھے۔ ۲۶۔ ام القاسم: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور قاسم آپ کے فرزند تھے۔ ۲۷۔ ام الفضل: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور فضل آپ کے فرزند تھے۔ ۲۸۔ ام خدیجہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور خدیجہ آپ کی دختر تھیں۔ ۲۹۔ ام جانہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور جانہ آپ کی بیٹی تھیں۔ ۳۰۔ ام ابراہیم: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور ابراہیم آپ کے فرزند تھے۔ ۳۱۔ ام اسماء: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور اسماء آپ کی دختر تھیں۔ ۳۲۔ ام تمیمہ: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور تمیمہ آپ کی دختر تھیں۔ ۳۳۔ ام عقیق: آپ امام علی کی کنیز تھیں اور عقیق آپ کے فرزند تھے۔

محقق آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے اس مقام پر مولا امیر المومنین کی ازواج مطہرات اور آپ کی تمام کنیزوں کی حیات طیبہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے جس کے بعد آپ کی اولاد میں سے کربلا میں شہید ہونے والے فرزندوں کے ناموں کو اس ترتیب کے ساتھ درج فرمایا ہے:

- ۱۔ امام حسین علیہ السلام۔ ۲۔ ابوبکر۔ ۳۔ جعفر الاصغر۔ ۴۔ جعفر الاکبر۔ ۵۔ ابراہیم۔ ۶۔ عباس الاصغر۔ ۷۔ عباس الاکبر۔ ۸۔ عبد الرحمن۔ ۹۔ عبد اللہ الاصغر۔ ۱۰۔ عبد اللہ الاکبر۔ ۱۱۔ عقیق۔ ۱۲۔ عثمان الاصغر۔ ۱۳۔ عثمان الاکبر۔ ۱۴۔ عمر الاصغر۔ ۱۵۔ عون۔ ۱۶۔ فضل۔ ۱۷۔ قاسم۔ ۱۸۔ محمد الاوسط۔

کربلا میں امیر المومنین کی اولاد کے ساتھ ساتھ آپ کے پوتے بھی شہید ہوئے جن کے نام تاریخ میں ہیں کچھ اس طرح سے ملتے ہیں:

امام حسن علیہ السلام کی اولاد:

- ۱۔ احمد بن حسن۔ ۲۔ بشر بن حسن۔ ۳۔ زید بن حسن۔ ۴۔ عبد اللہ الاصغر بن حسن۔ ۵۔ یحییٰ بن حسن۔ ۶۔ قاسم بن حسن۔ ۷۔ عبد اللہ بن حسن۔ ۸۔ عمر بن حسن۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

امام حسین علیہ السلام کی اولاد:

- ۱۔ ابراہیم بن حسین - ۲۔ لوبکر بن حسین - ۳۔ حمزہ بن حسین - ۴۔ زید بن حسین - ۵۔ عمر بن حسین - ۶۔ قاسم بن حسین - ۷۔ محمد بن حسین - ۸۔ عبد اللہ بن حسین - ۹۔ علی اکبر بن حسین - ۱۰۔ علی الاصغر بن حسین -

حضرت عباس کی اولاد:

- ۱۔ عبید اللہ بن عباس الاکبر - ۲۔ قاسم بن عباس الاکبر - ۳۔ محمد بن عباس الاکبر -

عبد اللہ بن جعفر الطیار و زینب کبریٰ کی اولاد:

عون و محمد

محمد ابن عقیل و زینب صفری کے فرزند:

جعفر

مسلم ابن عقیل اور رقیہ الکبریٰ کے فرزند:

عبد اللہ

عبد الرحمن بن عقیل و خدیجہ کے فرزند:

عقیل

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

عبداللہ الاکبر بن عقیل اور ام ہانی کے فرزند:

محمد

مذکورہ اسماء شہداء کے تذکرہ کے بعد مصنف نے الفباء کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام شہدائے بنی ہاشم کی سوانح حیات کو بیان فرمایا ہے، ہم اس مقام پر اسی ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے اجالا ہر ایک شہید کا تذکرہ کرتے ہیں:

ابراہیم بن حسین بن علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

آپ تقریباً سنہ ۲۸ ہجری میں متولد ہوئے، آپ کے بارے میں تاریخ سے بہت کم معلومات حاصل ہوتی ہیں، شاید آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت زید العدویہ تھا، کربلا میں آپ کی شہادت امام حسین علیہ السلام کے سامنے ہوئی، اور احتمال اس بات کا ہے کہ آپ نے دشمنوں کے اجتماعی حملہ میں شہادت پائی ہو۔

ابراہیم بن علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن ہاشم القرشی:

ابراہیم بن علی سنہ ۴۰ھ کو متولد ہوئے، آپ کی ماں ام ولد (کنیز) تھیں، آپ کی عمر کربلا میں تقریباً بیس (۲۰) سال تھی، آپ کو زید بن دغاف نے شہید کیا۔

ابراہیم بن مسلم بن عقیل بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

ابراہیم بن مسلم سنہ ۵۴ھ کو مدینہ میں متولد ہوئے، آپ کا لقب مطہر تھا، آپ کو اور آپ کے بھائی محمد (جکا لقب طاہر تھا) کو عروہ بن کوفہ میں جناب مسلم ابن عقیل کی شہادت کے بعد ابن زیاد سے انعام پانے کی غرض سے بڑی بے رحمی کے ساتھ شہید کیا۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

لوہکر بن حن بن علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

جناب امام حن علیہ السلام کے ۲۴ بیٹے اور ۱۴ بیٹیاں تھیں جن کے اسمی الفباء کی ترتیب سے کچھ اس طرح ہیں:

- ۱۔ لوہکر (شہید کربلا) - ۲۔ احمد (شہید کربلا) - ۳۔ اسماعیل - ۴۔ بشر (بشیر) (شہید کربلا) - ۵۔ جعفر - ۶۔ حن شنی، آپ کربلا میں حاضر ہونے تھے - ۷۔ حسین - ۸۔ حمزہ - ۹۔ زید (آپ کربلا میں حاضر ہوئے تھے) - ۱۰۔ طلحہ - ۱۱۔ عبد الرحمان - ۱۲۔ عبد اللہ الاصغر (شہید کربلا) - ۱۳۔ عبد اللہ الاکبر (شہید کربلا) - ۱۴۔ عبد اللہ الاوسط (شہید کربلا) - ۱۵۔ عقیل - ۱۶۔ علی الاصغر - ۱۷۔ علی الاکبر - ۱۸۔ عمر، آپ کربلا میں بہت کمسن تھے - ۱۹۔ قاسم (شہید کربلا) - ۲۰۔ محمد الاصغر - ۲۱۔ محمد الاکبر - ۲۲۔ مرزم - ۲۳۔ یحییٰ - ۲۴۔ یحیوب۔

- ۱۔ ام الحسن (الکبری) - ۲۔ ام الحسن (الوسطی) - ۳۔ ام الحسن (الصغری) - ۴۔ ام الحسین - ۵۔ ام الخیر - ۶۔ ام سلمہ - ۷۔ ام عبد الرحمان - ۸۔ ام عبد اللہ - ۹۔ بنت الحسن - ۱۰۔ رقیہ - ۱۱۔ زینب - ۱۲۔ سکینہ - ۱۳۔ فاطمہ الکبری - ۱۴۔ فاطمہ الصغری۔ اگر ام الخیر کا نام رملہ نہ ہو تو امام حن علیہ السلام کی بیٹیوں کی تعداد ۱۵ ہوگی۔

لوہکر بن حن کربلا میں شہید ہوئے آپ پر امام عسکری نے زیارت ناحیہ میں یوں سلام بھیجا ہے: السلام علی ابی یحییٰ بن حسن، اسی زیارت کے مطابق آپ کے قاتل کا نام عبد اللہ بن عقبہ الغزوئی تھا جس نے اپنے تیر کے ذریعہ آپ کو شہید کیا۔

لوہکر بن حسین بن علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

بعض ارباب مقاتل نے جن میں مسعودی، بلاذری، لوافرج اصفہانی شامل ہیں لوہکر کو امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں شامل کیا ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ لوہکر بن حن ہوں چونکہ بعض کتب میں جہاں لوہکر بن حن کا تذکرہ آیا ہے وہاں لوہکر بن حسین کا نام نظر نہیں آتا۔ واللہ العالم۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

الوکر بن علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

آپ سنہ ۳۸ھ میں متولد ہوئے، مندرجہ ذیل ریز کو آپ نے کربلا میں مبارز طلب کرتے وقت پڑھا تھا:
شیخی علی ذو الفخار الاطول، من ہاشم الصديق الكريم المفضل، هذا حسين ابن النبي المرسل، عنه نحلى
بالحسام المصقل، تلقينه نفسى من اخ مبجل، يارب فامنحني ثواب المنزل
میرے بزرگ علی میں جو نہایت بلند پایہ شخصیت میں، جو ہاشمی خاندان سے ہیں کہ جو صداقت، بزرگی اور
فضیلتوں والے ہے، یہ حسین میں جو نبی مرسل کے فرزند میں، ہم ان کی حمایت کرتے ہیں تیرے دھار تلواروں کے ساتھ،
میری جان میرے جلیل القدر بھائی پر فدا ہو، پروردگار مجھے آخرت کا ثواب عطا فرما۔

الوسعيد بن محمّل بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

الوسعيد سنہ ۱۶ھ میں پیدا ہوئے، آپ کی زوجہ فاطمہ بنت علی تھیں جو کربلا میں حاضر ہوئیں، آپ کی شہادت کے بارے
میں زیادہ تفصیل موجود نہیں میں یہ امر مسلم ہے کہ آپ سنہ ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے۔

احمد بن حن بن علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

احمد بن حن سنہ ۴۴ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، ابو محمّد فرماتے ہیں کہ جب امام حسین کے یاور و انصار شہید ہو چکے
تو آپ نے اپنے دامنی اور بائیں جانب نگاہ کی اور فرمایا:

وا غربتاه وا عطشاه وا قلته ناصراه، اما من معین یعیننا، اما من ناصر ینصرنا، اما من مجیر یجیرنا، اما
من محلم یحلمی عن حرم رسول الله

ہائے غربت، ہائے پیاس، ہائے مددگاروں کی کمی، کیا کوئی ہمارا مددگار ہے؟ کیا کوئی ہے جو ہماری نصرت
کرے؟ کیا کوئی ہے جو ہمیں سارا دے؟ کیا کوئی ہے جو رسول خدا کی محدرات کا دفاع کرے؟ یہ سن کر احمد بن حن اور
قاسم بن حن لبیک لبیک کہتے ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لائے، پہلے جناب قاسم نے شہادت کو نوش فرمایا
اور ان کے بعد احمد بن حن کی شہادت واقع ہوئی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

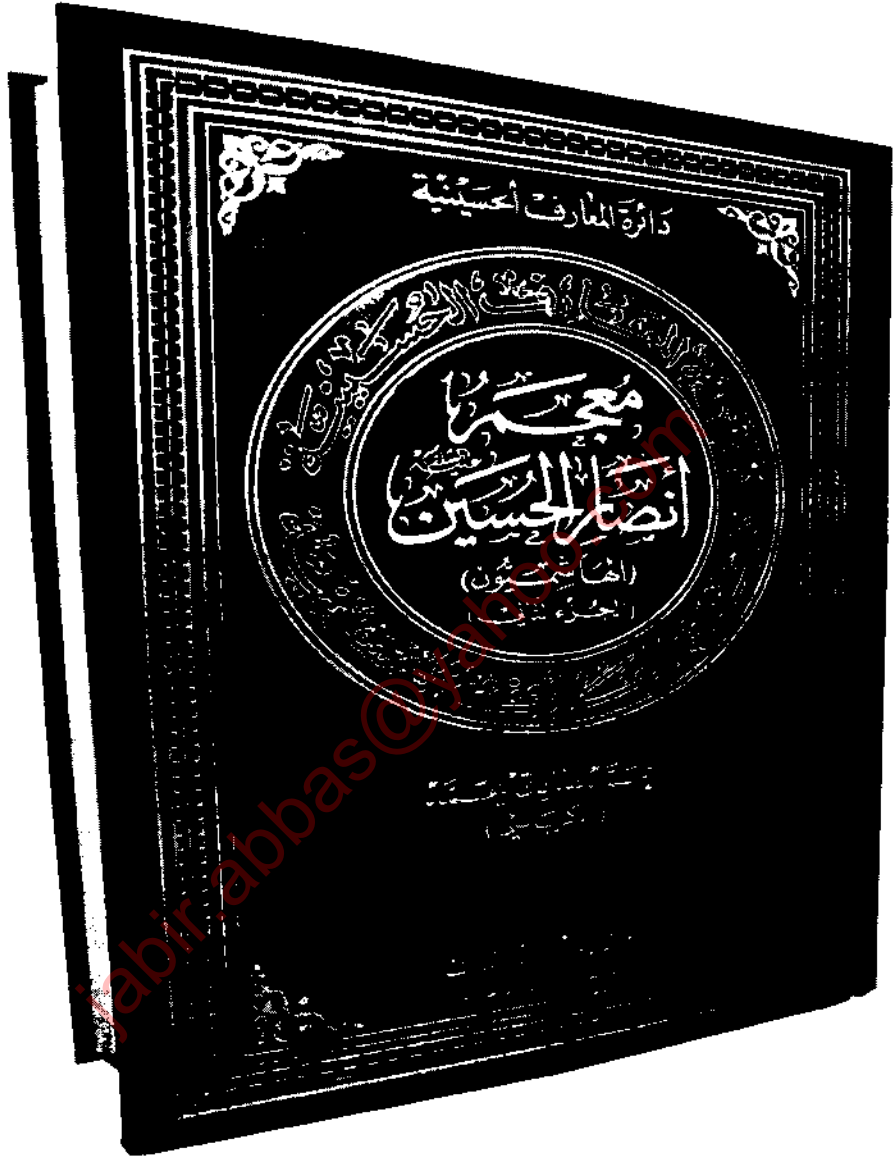
احمد بن محمد بن حقیل بن اوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
آپ تقریباً سنہ ۴۴ھ میں متولد ہوئے، ابو مخنف کی روایت کے مطابق آپ اپنے چچا موسیٰ بن عقیل کی شہادت کے بعد
معرکہ جنگ میں وارد ہوئے اور یہ رجز پڑھا:

اليوم اهلو حسبي و ديني، بصرام تحملہ يميني، احمى به عن سیدی و ديني، ابن علي الطاهر الامين
آج میں اپنے حب اور اپنے دین کی قوت دکھاتا ہوں اس تلوار کے ساتھ جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے، اس
کے ذریعے میں اپنے دین اور اپنے آقا کا دفاع کرتا ہوں کہ جو طاہر و امین ہستی علی کے فرزند میں، اس رجز کے بعد آپ
نے حملہ کیا اور ۸۰ دشمنوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

احمد بن مسلم بن حقیل بن اوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
احمد بن مسلم نے اسحاق بن مالک الاشرع کے بعد امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ کی اجازت لی اور
میدان جنگ میں وارد ہو کر اس رجز کو پڑھا:

اطلب ثار مسلم من جنعمكم، يا شر قوم ظالمين فتنقه، اضربكم بصرام ذي زونق، ضرب غلام صادق من
صنقه، لا انتنى عن لقائي ناكصا، و لم اكن بمن نجب الشفقه، كم جاهد لما التقاني في الوغى، صيرته
كالبنه المنفقه

میں تم سے مسلم کے خون کا بدلہ لیتا ہوں، اے ظالم و فاسق لوگو، میں اس چمکتی تلوار کے ذریعے تم پر ایک
ایسی کاری ضرب لگاؤں گا کہ جو ایک بچا بہادر جوان لگتا ہے، مجھے اپنے اوپر آنے والی کسی مصیبت کی پروا نہیں،
اور نہ ہی میں ان میں سے ہوں جو ہمدردیوں کو پسند کرتے ہیں، کتنے جنگجو میدان میں میرے مقابلے میں آنے کے میں
نے انہیں ہمیر بکری کی طرح چیر پھاڑ دیا، اس رجز کو پڑھ کر آپ نے حملہ کیا، اور جمع کثیر کو واصل جہنم فرما کر جام شہادت کو
نوش فرمایا۔



کتاب 'امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار' تین جلدوں پر مشتمل ہے جس کی دوسری جلد (جو ۶۱۴ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۲ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۸ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تخصیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

اصحابِ امامِ صین علیہ السلام (حصہ دوم) (کربلاء کے ۲، ہاشمی شہداء)

ہر نبی اور رسول کے پاسنے والے اور پیروکار ہوتے ہیں کہ جنہیں اصحاب یا حواریون کے نام سے جانا جاتا ہے، وہ افراد کہ جنہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت و مصاحبت ماحصل ہوئی انہیں اصحاب کہتے ہیں۔ لفظ صحابی مصدر صحبت سے مشتق ہے، قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے، مثلاً ایک مقام پر ذاتِ امدیت نے فرمایا:

لَا يَسْتَوِي اصْحَابُ النَّارِ وَ اصْحَابُ الْجَنَّةِ اصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (سورہ شراۃ آیت ۲۰)

یعنی اصحابِ جنت اور اصحابِ نار (جنسی اصحاب) برابر نہیں ہو سکتے، اور اصحابِ جنت کامیاب ہیں۔

مذکورہ تعریف اور آیہ مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی پیغمبر کے ساتھ مصاحبت اختیار کرنے والا شخص، محض مصاحبت کی وجہ سے مقدس نہیں ہو سکتا، بلکہ اصحاب اپنے عمل کی بنا پر بھنی یا جھنی ہوتے ہیں، لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے مرحلہ میں صحابیت کے معیار کو سمجھے اور پھر ان معیارات پر اصحابِ پیغمبر کو پرکھے، تاکہ اس عمل کے ذریعہ وہ خطاکار صحابی سے دوری اختیار کر کے اصحابِ الہدیٰ کی پیروی کر سکے۔

مسلمانوں کے درمیان صحابی کے لئے مختلف تعریفیں رائج ہیں لیکن حقیقت میں صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو رسولِ اسلام کی حیات میں آپ کی زیارت کرے، آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کرے، اور اس ایمان اور پیروی پر ساری زندگی قائم رہے، لہذا وہ صحابی کہ جس نے رسولِ اسلام کی زندگی میں ان کی اطاعت کی ہو لیکن

﴿ تجلیات حسین ﴾

آنحضرت کی وفات کے بعد وہ ان کی پیروی سے پھر جائے تو ایسا شخص صحابیت کے مقدس مقام کو کھودیتا ہے اور رضایت محمدی اور رضایت رب بھی اس سے سلب ہو جاتی ہے۔

آنحضرت کی زندگی کے بعد تاریخ اسلام میں اصحاب کے درمیان شدید اختلافات وجود میں آئے یہاں تک کہ ان کے درمیان جل، صفین و نہروان جیسی جنگیں وجود میں آئیں، جن میں صحابہ نے ایک دوسرے کو بڑی بے رحمی کے ساتھ قتل کیا، اور سالہا سال ان میں سے ایک فریق نے دوسرے فریق پر سب و شتم کیا۔

جب اصحاب کے درمیان ظالم و مظلوم، قاتل و مقتول، غاصب و منصوب عنہ دونوں موجود ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو برابر درجہ اور مقام دینا عدالت کے منافی قرار پائے گا، لہذا ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ تحقیق و بررسی کے بعد اس صحابی کی پیروی کرے جس کا قول، فعل اور سیرت آنحضرت کے فرمودات کے مطابق ہو تاکہ اس ذریعہ سے اسکی معنی راہ کا تعین ہو اور وہ حق و حقیقت تک رسائی حاصل کر سکے۔

بیشک پیغمبر اسلام کے اصحاب میں سے کچھ ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے دین اسلام کی بقاء کے لئے اپنی جان و مال سے آنحضرت کی نصرت کی، لیکن تاریخ اسلام میں اصحاب امام حسین علیہ السلام کی قربانیاں بے نظیر ہیں یہی وجہ ہے کہ امام علی مقام نے اپنے اصحاب کے بارے میں فرمایا:

فانہی لا اعلم اصحابا اوفی و لا خیرا من اصحابی، و لا اهل بیت ابر و لا اوصل من اهل بیتی، فجزاکم اللہ عنی جمیعا خیرا

میں نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور بہتر اصحاب نہیں دیکھے، اور نہ ہی اپنے اہلبیت سے زیادہ نیک و صالح اور جملہ کوئی اہلبیت پائے میں، اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اصحاب امام حسین علیہ السلام کی عظمت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ وہ دیگر ائمہ کے اصحاب پر برتری رکھتے ہیں چونکہ واقعہ کربلا سے پہلے رونما ہونے والی تمام جنگوں میں صحابہ کرام نے فتح یابی کی امید میں جنگ کی لیکن کربلائی شہداء نے شہادت کے یقین کے ساتھ امام حسین علیہ السلام پر اس وقت اپنی جانوں کو قربان کر دیا جبکہ امام علی مقام نے انہیں ترک جنگ کی پوری اجازت دے رکھی تھی۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

یہی وجہ ہے جو مقام ان فداکار اور بانثار اصحاب کو ملا وہ رتبہ کسی اور معصوم کے صحابی کو موصول نہ ہو سکا، لہذا ایسے اصحاب کی زندگی تمام مسلمانوں کے لئے نمونہ عمل ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالنے کی غرض سے اس دائرۃ المعارف کی ۶ جلدوں کو معجم انصار حسین (ہاشمی و غیر ہاشمی، مرد و عورت) سے مختص فرمایا ہے، جس میں مصنف نے الفباء کی ترتیب کے تحت انصار امام حسین کا تذکرہ کیا ہے، ہم اس مقام پر معجم انصار حسین (ہاشمی انصار) کی جلد دوم (جو ۶۱۳ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۸ عیسوی میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے) میں موجود مطالب پر اجمالی روشنی ڈالتے ہیں۔

بشر بن حسن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

آپ تقریباً سنہ ۴۹ ہجری کو متولد ہوئے، صرف شہر ابن آشوب^(۱) نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا میں کیا ہے، لہذا تاریخ میں آپ کے متعلق زیادہ مطالب درج نہیں ہیں۔

جعفر الاصفہانی بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

آپ محرم الحرام سنہ ۴۱ھ میں بعد از شہادت امام علی علیہ السلام متولد ہوئے، یعنی مولا علی کی شہادت کے وقت آپ کی مادر گرامی آپ سے حاملہ تھیں، چونکہ ام البنین کے فرزند کا نام جعفر اکبر تھا لہذا آپ کو جعفر الاصفہانی کے نام سے موسوم کیا گیا، ابن فندق^(۲) نے شمر ذی الجوشن الضبانی کو آپ کا قاتل قرار دیا ہے۔

^۱۔ آپ کا نام محمد بن علی بن شہر آشوب المازندرانی تھا جو سنہ ۳۸۸ھ میں مازندران ایران میں متولد ہوئے اور سنہ ۵۸۸ھ میں شہر حلب میں وفات پائی، آپ امامیہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے، کتاب معالم العلماء اور مناقب آل ابیطالب آپ کی تصنیفات ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

جعفر الاکبر بن عقیل بن اللوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب عقیل نے اپنے تین فرزندوں کو جعفر کے نام سے موسوم فرمایا تھا، جنہیں جعفر اکبر جعفر اوسط اور جعفر اصغر سے جانا جاتا ہے، جعفر اکبر سنہ ۳۷ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی ام البنین الخوضا الشغریہ تھا جو کربلا میں حاضر ہوئیں اور اپنے فرزند کی شہادت کو خیمہ کے در پر کھڑے ہو کر دیکھا، جس وقت آپ نے امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی اجازت لی اور میدان جنگ میں وارد ہوئے تو آپ نے یہ رجز پڑھا:

انا الغلام الابطحي الطالبي، من معشر في هاشم و غالب، و نحن حقا سادة الذوانب، هذا حسين اطيب الاطائب، من عترة البر التقي الغالب

میں الطحی و طالبی جوان ہوں، ہاشم و غالب کی نسل سے ہوں، ہم ہی ہیں جو حقیقی معنی میں بہادر و سردار ہیں، یہ حسین ہیں جو پاک ہستیوں کی پاکیزہ ترین فرد ہیں، یہ نیک و صالح اور بلند پایہ عترت میں سے ہیں، اس رجز کے بعد آپ نے جنگ شروع کی اور پندرہ دشمنوں کو واصل جہنم کیا، بشر بن حوط ہمدانی نے آپ کو شہید کیا، امام عسکری نے زیارت ناحیہ میں آپ پر اس طرح سلام بھیجتے ہیں:

السلام علی جعفر بن عقیل لعن اللہ قاتله و راميہ بشر بن حوط الهمدانی

سلام ہو جعفر بن عقیل پر، اللہ لعنت کرے ان کے قاتل اور ان پر تیر چلانے والے بشر بن حوط ہمدانی پر۔

جعفر الاکبر بن علی بن اللوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جعفر الاکبر سنہ ۳۱ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی ام البنین فاطمہ کلابیہ تھیں، آپ ام البنین کے دوسرے فرزند تھے، روز عاشورا میدان جنگ میں وارد ہو کر آپ نے یہ رجز پڑھا:

انی انا جعفر ذو المعالی، ابن علی الخیر ذی النوال، ذاک الوسی ذو الثناء الوالی، حسبی بعضی شرفا و خالی، احمی حسینا ذالندی المفضل، و بالحسام الواضح الصقال

۱- آپ کا نام علی بن ابی القاسم بن زید البیہقی تھا جو سنہ ۲۹۳ھ میں سمرقند کے قریہ شہد میں متولد ہوئے اور سنہ ۵۶۵ھ میں وفات پائی، آپ کا شمار علماء امامیہ میں ہوتا ہے، آپ شاعر، ادیب اور مصنف تھے، علم انساب میں آپ کو خاصی مارت حاصل تھی، آپ کی ۶۹ تالیفات ہیں، اسناد الاعمال الجومیہ، تاریخ بقیع، نبج الارشاد فی الاصول آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

میں جعفر ہوں جو اصلی صفات والا ہے، میں اس علی کا فرزند ہوں جو مجسمہ خیر اور برکتوں والے تھے، وہ شائستہ ثناء و موصی و ملی تھے، میری عزت و شرف کے لئے میرے چچا اور میرے ماموں ہی مجھے کافی ہیں، میں حسین کا سپاہی ہوں کہ جو عظمتوں اور فضیلتوں والے ہیں، میں اس تیز دھار چمکی تلوار کے ساتھ ان کا دفاع کرنے چلا ہوں۔

اس رجز کے بعد ایک معرکہ آراء جنگ واقع ہوئی، اور آخر میں ہانی بن ثابت الحضرمی نے آپ کو شہید کیا، امام عسکری زیات ناحیہ میں آپ پر یوں سلام بھیجتے ہیں:

السلام علی جعفر ابن امیر المؤمنین، الصابر بنفسه محتسبا، والنانی عن الاوطان مغتربا، المستسلم للقتال، المستقدم، للنزال، المکتور بالرجال، لعن الله هانی بن ثابت الحضرمی

سلام ہو جعفر بن امیر المؤمنین پر کہ جنہوں نے ہر مصیبت و تکلیف میں اپنے صابر ہونے کا ثبوت دیا، اور وطن سے دور غربت و پردیس کی سختیوں کو تحمل کیا، جو میدان جنگ میں قوت قلب کے ساتھ اترے، جو بیڑوں کو سینے سے لگانے والے تھے، جو بہادروں سے کچھے بھرے میدان میں اترے تھے، لعنت ہو (آپ کے قاتل) ہانی بن ثابت حضرمی

-۴-

جعفر بن محمد بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جعفر بن محمد سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئے، آپ کربلا میں اپنے والد محمد بن عقیل اور لمبئی والدہ زینب الصغریٰ کے ہمراہ تھے، آپ کی شہادت کے متعلق مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے بعض (جن میں ابن شہر آشوب، مجلسی، خوارزمی، درہندی شامل ہیں) نے آپ کو شہدائے کربلا میں اور بعض دیگر نے شہدائے حرہ میں شامل کیا ہے۔

جعفر بن مسلم بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

آپ کی تقریباً سنہ ۳۵ھ کو ولادت ہوئی، طرہی، درہندی جیسے مؤرخین نے آپ کا تذکرہ شہدائے کربلا میں کیا ہے، درہندی نے نقل کیا ہے کہ روز عاشورا جس وقت آپ نے مبارز طلب کیا اور کوئی بھی مبارزہ پر آمادہ نظر نہ آیا تو آپ

﴿ تجلیات حسین ﴾

نے لشکر پر حملہ کیا اور ان میں سے کئی افراد کو ہلاک فرمایا جس کے بعد آپ نے عروہ بن عبد اللہ الجعفی کے تیرے شہادت پائی۔

حسن شنی بن حن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

حسن شنی سنہ ۳۹ء میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام خولہ بنت منظور تھا، حسن شنی کربلا میں اپنے چچا کے ساتھ تشریف لائے تھے، امام حسین علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ صغریٰ سے آپ کا عقد فرمایا، موزنین لکھتے ہیں کہ کربلا میں آپ نے انیس ۱۹ دشمنوں کو واصل جسم کیا، اس جنگ میں آپ کے بدن پر ۱۸ ضربتیں وارد ہوئیں جن کی وجہ سے آپ غش کھا کر زمین پر گر گئے، جب سب شہداء کے سر ہدائے جا رہے تھے تو لوگوں نے آپ کے بدن میں ریت حیات پائی، لشکر دشمن سے اسماء بن خارجہ فزاری نے آپ کی شفاعت کی اور اس طرح حسن شنی کربلا میں شہید نہیں ہوئے، ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دیا جس کے نتیجے میں آپ سنہ ۹۲ھ ہجری کو اس دار فانی سے وداع کر گئے۔

عقل بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عقل بن عقیل کے متعلق تاریخ میں زیادہ معلومات درج نہیں ہیں، ربیع نے اپنی کتاب تاریخ مولد العلماء و وفیاتہم میں آپ کا نام شہدائے کربلا میں ذکر کیا ہے۔

عمزہ بن حسن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

ابن فندق اور عمری نے اپنی کتب میں آپ کو فرزند ان امام حسن علیہ السلام میں شامل کیا ہے، جبکہ کتاب مناقب ابن شہر آشوب میں آپ کا شمار کربلا میں شہید ہونے والے فرزند ان امام حسین علیہ السلام میں کیا گیا ہے، آپ کی کیفیت شہادت کے متعلق بھی موزنین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا شمار ان بچوں میں ہو جو گھوڑوں کی ناپوں میں آکر یاد مگھٹ کر شہید ہو گئے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

حمزہ بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
مؤرخ عمری نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا کے ذیل میں کیا ہے، آپ کے متعلق تاریخ میں زیادہ معلومات درج نہیں ہیں۔

خالد بن جعفر بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
کتاب غصن الرسول میں آپ کو شدائے آل عقیل کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔

خالد بن سعید بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
چونکہ آپ سنہ ۵۶ ہجرت کے بعد متولد ہوئے، لہذا آپ کا شمار ان اطفال میں ہوتا ہے کہ جو کربلا میں کسی حادثہ کا شکار ہو کر شہید ہو گئے تھے۔

زید بن حن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
جناب زید سنہ ۲۰ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے اور سنہ ۱۲۰ھ میں بمقام بلحاء آپ کی وفات ہوئی، آپ کربلا کی جنگ میں شریک تھے جس کے بعد آپ کو اسیر بنایا گیا، امام سجاد علیہ السلام کی سفارش پر تمام اسیرائے کربلا کے ساتھ جناب زید کو بھی آزاد کیا گیا۔

زید بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
ابن شہر آشوب نے علی اکبر، ابراہیم، عبد اللہ، محمد، حمزہ، علی اصغر، جعفر، عمر، زید کو ان فرزند ان امام حسین علیہ السلام میں شامل کیا ہے جو کربلا میں شہید ہوئے، گرچہ ان اسماء اور ان کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

سعد بن عبد الرحمن بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

سعد بن عبد الرحمن تقریباً سنہ ۵۴ھ کو متولد ہوئے، آپ کے والد عبد الرحمن الاکبر اور والدہ خدیجہ بنت علی علیہ السلام تھیں، آپ کے والد کربلا میں شہید ہوئے، شیخ حن شویکی کی کتاب مقتل الحسین میں وارد ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جس وقت لشکر دشمن نے خیام پر حملہ کیا تو شدت عطش اور خوف و ہراس سے سعد اور ان کے بھائی عقیل شہید ہو گئے۔

سعید بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

درہندی نے کتاب اسرار الشہادۃ میں نقل کیا ہے کہ روز عاشورا جعفر بن مسلم بن عقیل کے بعد سعید بن عقیل میدان جنگ میں وارد ہوئے، اور ستر دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارا یہاں تک کہ ایک تیر آپ کے گلے پر پیوست ہوا جس کے نتیجے میں آپ کی شہادت واقع ہوئی، شہادت کے وقت آپ کی عمر ۲۰ سال سے زیادہ تھی۔

عباس الاصغر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عباس الاصغر سنہ ۴۰ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام ورقاء تھا، کتاب تاریخ خلیفہ، لباب اور ناسخ التواریخ میں عباس الاصغر کا تذکرہ شہدائے کربلا کے ذیل میں کیا گیا ہے، ناسخ التواریخ کی روایت کے مطابق آپ کی شہادت اس وقت ہوئی کہ جب شب عاشورا امام حسین علیہ السلام کی طرف سے پانی لانے کے لئے نہر فرات پر حملہ ہوا تھا۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

عباس اکبر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب عباس کی ولادت کے متعلق مؤرخین کے درمیان مختلف اقوال پائے جاتے ہیں بعض نے آپ کی ولادت کو سنہ ۱۸ھ اور بعض دیگر نے سنہ ۲۶ھ کو ذکر کیا ہے، چونکہ ام البنین فاطمہ بنت حرام^(۱) کا نکاح امام علی سے سنہ ۱۱ھ میں ہوا تھا، لہذا سنہ ۱۸ھ میں آپ کی ولادت کا احتمال قوی تر معلوم ہوتا ہے، آپ کے القاب قمر بنی ہاشم، سقا اور کنیت ابو الفضل، ابو القاسم، ابو قریبہ تھی، جابر ابن عبد اللہ انصاری نے زیارت کے وقت آپ کو یوں مخاطب فرمایا: السلام علیک یا ابا القاسم، السلام علیک یا عباس ابن علی آپ نے امیر المومنین کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی تھی جہاں آپ نے ابن شعثاء جو دس ہزار شجاعوں پر بھاری تھا کو اس کے سات فرزندوں کے بعد موت کے گھاٹ اتارا۔

حضرت عباس نے لبابہ بنت عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب سے عقد فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو دو فرزند فضل اور عبید اللہ عطا فرمائے، واقعہ کربلا کے وقت فضل کمن تھے لہذا وہ اپنی مادر کے ساتھ مدینہ ہی میں مقیم رہے اور کمنی میں رحلت فرما گئے، لیکن عبید اللہ (جو کہ فقیر و عالم تھے) نے ۵۵ سال عمر کی۔

جناب عباس کے جن، قاسم، محمد نامی اور تین فرزند تھے جن کی مائیں تین مختلف کنیزیں تھیں، جن میں سے قاسم اور محمد کربلا میں شہید ہوئے تھے، بعض مؤرخین نے عبد اللہ کو بھی آپ کے فرزندوں میں شامل کیا ہے، جو کہ کمن تھے اور کربلا میں اسیر کئے گئے تھے۔

جناب عباس کی عظمت کو اندر علیم السلام کے اقوال کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے، امام مجاہد نے آپ کے

بارے میں فرمایا:

رحم الله عسى العباس فلقد آثر و ابلی وفدى اخاه بنفسه حتى قطعت يداه، فابدله الله عز وجل بهما جناحين يطير بهما مع الملائكة في الجنة، كما جعل لجعفر بن ابي طالب، و ان للعباس عند الله تبارك و تعالى منزلة بغضه بها جميع الشهداء يوم القيامة

^۱ حرام حرف راء کے ساتھ درست ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اللہ رحمت فرمائے میرے چچا عباس پر، کہ جنھوں نے اپنے بھائی پر اپنی جان قربان کی، ایثار و فداکاری اور نہایت سختیاں برداشت کرتے ہوئے میدان میں بہادری کے جوہر دکھائے، یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ قطع ہو گئے، جن کے بدلے اللہ تعالیٰ نے انھیں بہشت میں دو پر عطا کئے ہیں، جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں، یہ اسی طرح سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے جعفر بن ابیطالب کو دو پر عطا کئے تھے، بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عباس کا بہت بلند مقام ہے کہ قیامت کے دن تمام شہداء ان پر رشک کریں گے۔

کربلا میں جناب عباس جنگ کے لئے سب سے آخر میں تشریف لے گئے تھے^(۱) چونکہ جب کبھی آپ امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی اجازت مانگتے تو امام فرماتے کہ آپ میرے لشکر کے علمدار ہیں، اگر آپ شہید ہو گئے تو لشکر متفرق ہو جائے گا، اور جب آخری وقت اجازت دی تو پانی میا کرنے کا حکم فرمایا۔

عبد الرحمن الاکبر بن عقیل بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عبد الرحمن الاکبر تقریباً سنہ ۳۵ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام علیہ تھا، ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں کہ عبد الرحمن اپنے بھائی جعفر بن عقیل کے بعد میدان جنگ میں وارد ہوئے اور مبارز طلب کرتے ہوئے آپ نے یہ رجز:

پڑھا:

ابی عقیل فاعرفوا مکانی، من ہاشم و ہاشم اخوانی، کھول صدق سادۃ الاقران، ہذا حسین شامخ البنیان، و سید الشیب مع الشبان

میرا مقام جان لو کہ میرے بابا عقیل ہیں کہ جو ہاشمی ہیں اور میرے بھائی ہاشمی خاندان سے ہیں، وہ پیکر صداقت اور بہتاؤں کے سردار ہیں، یہ حسین ہیں جو بلند و عالی مرتبت ہیں، پیری میں جوانوں کے سردار ہیں۔

اس رجز کے بعد آپ نے ۱۷ دشمنوں کو واصل جہنم کیا اور آخر میں جام شہادت کو نوش فرمایا، امام عسکری نے زیارت ناحیہ میں آپ پر اس طرح سلام بھیجا:

^۱۔ آپ کے بعد صرف اطفال شہید کئے گئے۔

تجلیات حسین

السلام علی عبد الرحمن بن عقیل، لعن الله قاتله ورامیه عمر بن خالد بن اسد الجهنی
سلام ہو عبد الرحمن بن عقیل پر، اللہ کی لعنت ہو ان کے قاتل اور ان پر تیر چلانے والے عمر بن خالد بن اسد جہنی پر۔

عبد الرحمن بن مسلم بن عقیل بن لوطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب مسلم بن عقیل کے چودہ فرزند اور دو بیٹیاں تھیں جن کے اسامی یہ ہیں:

- ۱۔ ابراہیم شہید کوفہ - ۲۔ احمد شہید کربلا - ۳۔ جعفر شہید کربلا - ۴۔ عبد الرحمن - ۵۔ عبد العزیز - ۶۔ عبد اللہ شہید کربلا - ۷۔ عبید اللہ شہید کربلا - ۸۔ علی - ۹۔ عون شہید کربلا - ۱۰۔ محمد الاکبر شہید کربلا - ۱۱۔ محمد الاکبر شہید کوفہ - ۱۲۔ محمد الاکبر شہید کربلا - ۱۳۔ مسلم - ۱۴۔ حمیدہ آپ کربلا میں حاضر ہوئیں - ۱۵۔ عاتکہ - ۱۶۔
- جناب عبد الرحمن کی شخصیت کے متعلق تاریخ میں اختلاف ہے لہذا احتمال ہے کہ آپ شہدائے کربلا میں شامل ہوں۔

عبد اللہ بن مغیرہ بن مارث بن عبد المطلب بن ہاشمی:

ابن حجر عسقلانی، ابن عساکر اور ابن سعد نے طبقات میں آپ کا ذکر شہدائے کربلا میں کیا ہے، عبد اللہ بن مغیرہ کربلا کے وہ واحد ہاشمی ہیں کہ جو لوطاب کی اولاد سے نہیں تھے، آپ تقریباً سنہ ۸ قبل از ہجرت کو مکہ میں متولد ہوئے، فتح مکہ کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی، رسول اسلام کی وفات کے بعد امام علی علیہ السلام کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے اور جنگ جمل، صفین اور نہروان میں شرکت کی، بعد از شہادت امیر المومنین مدینہ مراجعت کی اور امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ کربلا میں شہادت پائی۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

عبد اللہ الاصفہ بن حن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عبد اللہ الاصفہ سنہ ۲۹ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام زینب بنت سبیح تھا، تاریخی منابع سے معلوم ہوتا ہے کہ
کربلا میں آپ سب سے آخری شہید تھے۔

عبد اللہ الاصفہ بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عبد اللہ الاصفہ تقریباً سنہ ۲۷ھ کو متولد ہوئے، آپ اپنے بڑے بھائی عبد اللہ الاکبر سے پہلے شہید ہوئے۔

عبد اللہ الاصفہ بن حن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عبد اللہ الاصفہ سنہ ۳۷ھ کو متولد ہوئے، آپ کی والدہ کا نام لیلہ نیشلیہ تھا جن سے حضرت علی علیہ السلام نے سنہ ۳۶ھ
میں عقد فرمایا تھا، عبد اللہ الاصفہ اپنے حقیقی بھائی ابوبکر کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

عبد اللہ الاکبر بن حن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عبد اللہ الاکبر سنہ ۲۵ھ کو متولد ہوئے، روز عاشورا ہانی بن ثنیت الحضرمی نے آپ کو شہید کیا۔

عبد اللہ الاکبر بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عبد اللہ الاکبر تقریباً سنہ ۲۰ھ کو متولد ہوئے، آپ نے میمونہ بنت علی ابن ابیطالب سے عقد فرمایا جن سے اللہ تعالیٰ نے
آپ کو علی، عبد الرحمن، عقیل اور محمد یحییٰ فرزند عطا فرمائے، روز عاشورا آپ اپنے بھائی عبد اللہ الاصفہ کے بعد میدان
کارزار میں تشریف لائے اور یہ رجز پڑھا:

﴿ تجلیات حسین ﴾

خلوا عن المصحر دون الغيل، خلوا عن الواضح من عقيل، يمنع عن صريخة الرسول، بسيفه المهند المصفول، شیر بہادر کے سامنے سے ہٹ جاؤ اور دھوکے میں مت رہو، عقیل کے شیر سے مقابلہ نہ کرو، وہ رسول کے تحت جگر کے دفاع میں اپنی تیز دھار چمکتی تلوار کے ساتھ میدان میں آیا ہے۔ اس رجز کے بعد آپ نے جنگ شروع کی اور بہتیروں کو قتل کرنے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

عبد اللہ الاکبر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب عبد اللہ الاکبر ام البنین کے چار فرزندوں (یعنی عباس، جعفر، عبد اللہ الاکبر، عثمان الاکبر) میں سے تیسرے فرزند تھے جو سنہ ۳۵ھ میں متولد ہوئے، آپ جناب عباس سے پہلے میدان کارزار میں تشریف لے گئے اور ایک عظیم جنگ کے بعد شہرت شہادت کو نوش فرمایا، آپ پر امام عسکری نے زیارت ناحیہ میں یوں سلام بھیجا ہے:

السلام علی عبد اللہ ابن امیر المومنین مبلی البلاء والمنادی بالولاء فی عرصة کربلاء، المضروب مقبلا و مدبرا، لعن اللہ قاتله ہانی بن ثبیت الحضرمی

سلام ہو عبد اللہ بن امیر المومنین پر جو سخت ترین امتحان سے گزرے، اور جھوٹوں کے میدان کربلا میں سداۓ ولایت بلند کی، انھیں سامنے اور پشت دونوں جانب سے تیروں کا نشانہ بنایا گیا، ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر اللہ کی لعنت ہو۔

عبد اللہ الاوسط بن حسن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

بعض مؤرخین نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا اور بعض دیگر نے اسیران کربلا کے ذیل میں کیا ہے۔

عبد اللہ بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

شدائے کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے دو نومولود فرزندوں کا تذکرہ ملتا ہے جن میں سے ایک کا نام عبد اللہ رضیع اور دوسرے کا نام علی اصغر تھا، حسینی دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے اس مقام پر سب

﴿ تجلیات حسین ﴾

سے پہلے مختلف مقاتل کی ان روایات کہ جن میں عبد اللہ رضیع اور علی اصغر کا تذکرہ ملتا ہے کو ذکر کیا ہے جن میں تسمیہ من قتل مع الحسین (مصنف فضیل اسدی)، الحدائق الوردیہ (مصنف البراقی)، مقاتل الطالبین (مصنف ابو الفرج اصفہانی)، الارشاد (مصنف شیخ مفید)، شرح اخبار (مصنف ابو حنیفہ النعمان)، مقتل الحسین (مصنف خوارزمی)، ملوک (مصنف ابن طاووس)، مناقب آل ابی طالب (مصنف ابن شہر آشوب)، تاریخ الامم و الملوک (مصنف طبری)، الفتوح (مصنف ابن اعثم کوفی)، طبقات کبری (مصنف ابن سعد)، مشیر الاحزان (مصنف ابن نما)، مقتل ابی محنف، الاختصاص (مصنف طبری)، اسرار الشہادۃ (مصنف دربندی)، معجم الکبیر (مصنف طبرانی)، تذکرۃ الخواص (مصنف سبط ابن جوزی)، لباب الانساب (مصنف ابن خلدون)، انساب الاشراف (مصنف بلاذری)، مطالب السؤل (مصنف ابن طلحہ) بیسی کتابیں شامل ہیں۔

ان کتب میں موجود روایات پر تحقیق و بررسی کے بعد مصنف آیت اللہ کرباسی اس نتیجہ پر پہنچے کہ:

عبد اللہ بن الحسین علیہ السلام کی والدہ کا نام رباب بنت امرئ القیس تھا، آپ روز عاشورا کو بوقت ظہر کربلا میں متولد ہوئے، جناب سکینہ آپ کی بہن تھیں، امام حسین علیہ السلام آپ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے درخیمہ پر تشریف فرما تھے کہ اسی وقت حرمہ بن کاہل اسدی کا تیر لگا اور آپ شہید ہو گئے، امام عسکری علیہ السلام نے زیارت ناحیہ میں آپ پر اس طرح سلام بھیجا ہے:

السلام علی عبد اللہ بن الحسین، الطفل الرضيع، المرمی الصریع، المتشطح دما، المصعد دمه فی السماء، المذبوح بالسهم فی حجر ابیه، لعن اللہ راحمہ حرمہ بن کاہل الاسدی و ذویہ
سلام ہو عبد اللہ بن حسین پر، وہ طفل شیر خوار، وہ تیر سے پھلنی بدن، وہ خون میں لت پت، کہ جس کا خون آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جسے اس کے باپ کی گود میں تیر سے ذبح کیا گیا، اللہ لعنت کرے اس پر تیر اندازی کرنے والے حرمہ بن کاہل اسدی اور اس کے ساتھیوں پر۔

لیکن آیت اللہ کرباسی کے نزدیک علی اصغر بن حسین علیہ السلام بنا بر مشہور رجب المرجب سنہ ۶۰ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ کی والدہ کا نام ام اسحاق تھا، روز عاشورا امام حسین علیہ السلام دشمنوں سے سوال آب کے

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

لئے آپ کو اپنی آنکھوں میں مقتل لے گئے جہاں پانی کے بجائے حانی بن ثبیث الحضرمی نے تیر چلا کر آپ کو شہید کر دیا، شہادت کے بعد امام حسین نے علی اصغر کو خیرہ کے نزدیک دفنایا۔
یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض مؤرخین عبد اللہ رضیع اور علی اصغر کو ایک ہی فرد جانتے ہیں۔

عبد اللہ بن حکم بن حقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عبد اللہ بن حکم تقریباً سنہ ۵۶ھ کو متولد ہوئے، ربیع نے آپ کا تذکرہ شدائے آل حقیل میں کیا ہے، لیکن دوسرے کسی مقتل میں آپ کا ذکر نہیں ملتا، لہذا آپ کی کیفیت شہادت کے بارے میں معلومات موجود نہیں ہیں، ممکن ہے کہ آپ کمسنی میں شدتِ پیاس اور خوف کی وجہ سے کربلا میں شہید ہوئے ہوں۔

عبد اللہ بن عباس الاکبر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
جناب عبد اللہ بن عباس کے بارے میں مؤرخین کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں، بعض نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا میں کیا ہے اور بعض دیگر نے آپ کی کمسنی کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کا تذکرہ اسراء کربلا میں کیا ہے، قول دوم محقق کرباسی کے نزدیک قوی تر ہے۔

عبد اللہ بن مسلم بن حقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عبد اللہ بن مسلم سنہ ۳۴ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام رقیۃ الکبریٰ بنت علی علیہ السلام تھا، جب آپ امام حسین سے جنگ کی اجازت طلب کرنے تشریف لائے تو امام علیہ السلام نے آپ کو اپنی مادر کے ساتھ معرکہ کارزار چھوڑنے کے لئے کہا یہ سن کر آپ نے فرمایا اے میرے آقا مولا میں آپ کو کس طرح دشمنوں کے درمیان چھوڑ کر چلا جاسکتا ہوں، پھر آپ نے اس شعر کو پڑھا:

نحن بنو ہاشم الکرام، نحمل عن ابن السید الامام، نسل علی الاسد الضرعام، سبط النبی المصطفیٰ التهامی

تجلیاتِ حسین

ہم عظمت والے خاندان بنی ہاشم کی اولاد میں، ہم سید الانام کے فرزند کا دفاع و حمایت کرتے ہیں، ہم شیر بیشہ کربلا، نواسہ نبی مصطفیٰ پر جان قربان کر دیں گے۔

جناب عبداللہ اہازت ملنے پر میدان کارزار میں تشریف لائے اور آپ نے حملہ کرتے ہوئے اس رجز کو پڑھا:

اليوم القى مسلما وهو ابي، وفتية بلادوا على دين النبي، ليسوا بقوم عرفوا بالكذب، لكن خيار و كرام
النسب، من هاشم السادات اهل الحسب

آج میں مسلم سے ملاقات کروں گا کہ جو میرے پدر بزرگوار ہیں، اور ان فوجوان سے کہ جنہوں نے دن نبی پر فداکاری کی، وہ ایسی قوم نہیں جو جھوٹی ہونے کی شہرت رکھتی ہو، لیکن وہ نیک و صالح اور اعلیٰ نسب والے ہیں، وہ ہاشمی سادات سے ہیں جو بلند پایہ کردار کے مالک ہیں۔

جناب مظفر فرماتے ہیں کہ حضرت مسلم کی اولاد میں عبداللہ سب سے زیادہ شجاع تھے، جس وقت آپ نے لشکر یزید پر حملہ کیا تو ان میں سے ۹۸ افراد کو واصل جہنم فرمایا، اس دوران آپ نے اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھا ہی تھا کہ کسی دشمن کا تیر آپ کے ہاتھ اور پیشانی پر پیوست ہو گیا، وقت کو غنیمت سمجھ کر دشمنوں نے پے در پے ضربات کے ذریعہ آپ کو شہید کر دیا، امام عسکری علیہ السلام زیارت ناحیہ میں آپ پر اس طرح سلام بھیجتے ہیں:

لسلام على القتيل ابن القتيل عبد الله بن مسلم بن عقيل و لعن الله قاتله عمر بن صعصعة
سلام ہو قتیل ابن قتیل عبداللہ بن مسلم بن عقیل پر، اور لعنت ہو ان کے قاتل عمر بن صعصعہ پر۔

عبید اللہ بن عباس الاکبر بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عبید اللہ بن عباس الاکبر سنہ ۵۰ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام لبابہ تھا، فضل آپ کے سکے بڑے بھائی تھے، اکثر موزنین نے ذکر کیا ہے کہ آپ اپنی مادر گرامی اور بھائی فضل کے ساتھ مدینہ منورہ ہی میں قیام پذیر تھے اور کربلا میں کمسنی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، گرچہ بعض دیگر نے آپ کو شہدائے کربلا میں اور بعض نے اسرائلے کربلا میں شامل کیا ہے لیکن قول اول کو اکثر موزنین نے منتخب فرمایا ہے، آپ کا شمار ان کبار فقہاء، اہل معرفت و بصیرت اصحاب امام سجاد علیہ السلام میں ہوتا ہے کہ جن سے امام سجاد علیہ السلام بے حد محبت فرماتے تھے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

عبید اللہ ابن عبد اللہ الاکبر بن جعفر بن اللوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عبید اللہ تقریباً سنہ ۲۷ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے آپ کی مادر گرامی کا نام ام الحوصاء تھا، چونکہ جناب عبد اللہ خود کربلا میں حاضر نہ ہو سکے لہذا آپ نے اپنے فرزندوں کو امام حسین علیہ السلام کے سپرد فرمایا تاکہ وقت ضرورت وہ امام کی نصرت کر سکیں، عون و محمد کے علاوہ جناب عبید اللہ کو ابو الفرج اصفہانی، ابن شہر آشوب، خوارزمی، امین بیہی موزنین نے شہدائے کربلا میں شامل کیا ہے۔

عبید اللہ بن علی بن اللوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عبید اللہ سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئے، آپ نے معرکہ کربلا میں شرکت کی، اس جنگ میں آپ پر شدید جراحات وارد ہوئیں لیکن آپ زندہ رہے اور آپ کو اسیر بنایا گیا آپ سنہ ۶۷ھ میں بصرہ کے مزار نامی مقام پر شہید کر دیئے گئے، آپ کے قاتل کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہ مل سکی۔

عبید اللہ بن مسلم بن حقیل بن اللوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

روز عاشورا آپ نے امام حسین علیہ السلام سے اجازت لی اور معرکہ کربلا میں اس رجز کو پڑھتے ہوئے وارد ہوئے:

اقسمت لا اقتل الا حراً، وقد وجدت الموت شیناً مرا، اکره ان ادعى جباناً فراً، ان الجنان من عصى و فراً
میں نے قسم کھائی ہے کہ (آزاد) ہی قتل کیا جاؤں، میں نے موت کو تلخ چیز پایا ہے، مجھے پسند نہیں کہ مجھے بزدل و
میدان چھوڑ کر بھاگنے والا کہا جائے، بیشک بزدل وہ ہے جو نافرمان ہو اور میدان چھوڑ کر فرار کر جائے۔

اس رجز کے بعد آپ نے تیرہ دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارا جس کے بعد آپ شہید ہو گئے۔

تجلیاتِ حسین

عتیق بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
بعض مؤرخین جن میں یافعی، دیار بکری ابن عداد شامل ہیں نے جناب عتیق کو شہدائے کربلا میں شامل کیا ہے، جبکہ آپ کی شہادت کی تفصیلات ہماری دسترس میں نہیں ہیں۔

عثمان بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
عثمان بن علی سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئے، حضرت علی نے آپ کا نام رسول اسلام کے جلیل القدر صحابی عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا، عثمان جناب عباس کے بھائی اور ام البنین کے فرزند تھے، روز عاشورا جناب عباس نے آپ کو خود سے پہلے میدان جنگ میں بھیجا، امام عسکری زیارت ناحیہ میں آپ پر یوں سلام بھیجتے ہیں:
السلام علی عثمان ابن امیر المومنین سمی عثمان بن مظعون، لعن اللہ رامیہ بالسهم خولی بن یزید الاصبی الایادی و الایانی الدارمی، سلام ہو عثمان بن امیر المومنین پر، کہ جو عثمان بن مظعون کے ہمنام ہیں، اللہ کی لعنت ہو ان کے تیر چلانے والے خلی بن یزید اصبی ایادی اور ایانی دارمی پر۔

عقیل بن عبد الرحمن الاکبر بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
جناب عقیل سنہ ۵۵ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، مؤرخ شمرانی کی نقل کے مطابق آپ کے والد عبد الرحمن الاکبر کربلا میں شہید ہوئے اور غیام حسینی کو لوٹتے وقت عقیل اور آپ کے بھائی سعد، شدتِ پیاس و خوف کی وجہ سے شہید ہو گئے۔

عقیل بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:
صرف زندگی نے جناب عقیل بن عقیل کا تذکرہ شہدائے کربلا میں کیا ہے، تاریخ میں آپ کے بارے میں تفصیل موجود نہیں ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

عقیل بن محمد بن عقیل بن لوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:
جناب عقیل بن محمد سنہ ۴۰ھ کے بعد متولد ہوئے، آپ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا آپ کربلا میں شہید ہوئے یا اسیر بنائے گئے۔

علی اصغر بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:
جناب عبد اللہ بن حسین کے تذکرہ کے ذیل میں عرض ہوا کہ دائرۃ المعارف الحنیۃ کے مصنف آیت اللہ کرباسی کے نزدیک جناب علی اصغر بن حسین علیہ السلام بنا بر مشور رجب المرجب سنہ ۶۰ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، روز عاشورا امام حسین علیہ السلام دشمنوں سے سوال آب کے لئے آپ کو اپنی آنکھوں میں مقتل لے گئے تھے جہاں پانی کے بجائے دشمنان اسلام نے تیر چلا کر آپ کو شہید کر دیا، شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے علی اصغر کو خیمہ کے نزدیک دفنایا، مزید تفصیلات کے لئے عبد اللہ بن حسین علیہ السلام کی طرف رجوع کیا جائے۔

علی اصغر بن عقیل بن لوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:
ابو الفرج اصفہانی نے علی اصغر بن عقیل کا تذکرہ شدائے کربلا کے ذیل میں ملتا ہے جبکہ آپ کی کیفیت شہادت تک ہمیں دستری موصول نہیں ہے۔

علی اکبر بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:
جناب علی اکبر اور امام زین العابدین کی عمر میں مؤرخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے لہذا آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے ۲۹ نکلوں میں موجود مطالب پر تحقیق و بررسی کے بعد یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ جناب علی اکبر ۱۱ شعبان سنہ ۳۸ھ کو کوفہ میں متولد ہوئے، آپ کی والدہ کا نام لیلی بنت ابو مرۃ تھا، جناب زین العابدین کی ولادت سنہ ۳۳ھ کو واقع ہوئی لہذا چوتھے امام آپ سے سن میں بزرگتر تھے اور جناب علی اکبر کو علی اصغر کے مقابلہ میں اکبر کہا جاتا ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

مختلف روایات کی روشنی میں جناب علی اکبر ہاشمی شہداء میں سب سے پہلے شہید ہیں، امام عسکری نے بھی زیارت ناحیہ میں آپ کو شہید اول کے عنوان سے خطاب کیا ہے:

السلام علیک یا اول قتیل من نسل خیر سلیل من سلالة ابراهیم الخلیل (بخار الانوار ج ۲۵ ص ۶۵)

آپ پر سلام ہو اے ابراہیم خلیل اللہ کی پاک نسل سے پاک ذریت کے سب سے پہلے شہید۔

علی بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

جناب علی بن حسین سنہ ۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام شاذ زمان بنت یزید جرد تھا، آپ کا شمار یاران امام حسین علیہ السلام میں اس عنوان سے ہے کہ آپ کربلا میں موجود تھے لیکن شدید علالت کی بنا پر جنگ میں شریک نہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ نے امامت کے تحفظ کے لئے آپ پر بیماری کو عائد کیا تاکہ آپ جنگ میں شرکت نہ کر سکیں اور اس طرح امامت کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد آپ نے ۳۲ سال تک قیام کربلا کے اسباب، مظلومیت امام حسین علیہ السلام اور کربلا میں رونما ہونے والے مظالم کو لوگوں کے سامنے بیان فرمایا، سنہ ۹۲ھ میں ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا، آپ کو جنت البقیع میں امام حن مجتبیٰ کے قریب دفنایا گیا۔

علی بن علی بن لوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

براقی نے کتاب مدائق الوردیہ میں اولاد ام البنین کے ذیل میں علی بن علی کا تذکرہ شہداء کربلا میں کیا ہے۔ جبکہ تاریخ میں ام البنین کے چار فرزندوں یعنی عباس جعفر، عبد اللہ، عثمان کے نام موجود ہیں، اس بات کا احتمال ہے کہ مصنف کتاب مدائق سے علی اصغر یا علی اکبر اور علی بن علی میں غلط واقع ہوا ہو۔

تجلیاتِ صین

عمر الاصغر بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عمر الاصغر سنہ ۱۰ھ کو متولد ہوئے، کہا جاتا ہے کہ فرزند ان امام علی علیہ السلام میں آپ سب سے آخری فرزند تھے۔ آپ میدان جنگ میں اس رجز کے ساتھ وارد ہوئے:

اضربکم و لا اری فیکم زجر، ذا الشقی بالنبی قد کفر، یا زجر یا زجر ندان من عمر، لعلک الیوم تبوا من سقر، شر مکن فی حریق و سقر، لانتک الجاحد یا شر البشر

میں تم پر ایسی کاری ضرب لگاؤں گا کہ تم میں زجر زندہ نہیں بچ پائے گا، وہ زجر جو شقی و کافر ہے، اے زجر یہ عمر کی طرف سے تیرے لئے سزا ہے، عین ممکن ہے کہ تو آج سقر میں وارد ہو، وہ سقر کہ جو بدترین ٹھکانہ ہے کہ جس میں آگ اور اس کے شعلے ہیں، یہ تیرا ٹھکانہ ہے چونکہ تو اے شریر ترین بشر، کافر ہے۔

پھر آپ نے زجر بن بدر الخنی نامی فرد پر حملہ کیا اور اسے قتل کرنے کے بعد یہ رجز پڑھا:

خلوا یا عداۃ اللہ خلوا عن عمر، خلوا عن اللیث الهصور المكفر، یضربکم بسیڈ. ولا یفر، و لیس فیہا کالجبن المنجر

میرے سامنے سے ہٹ جاؤ اے عمر کے دشمنوں، اس سے دور ہو جاؤ جو پتھر ہوا شیر ہے، وہ تم پر اپنی تلوار سے ایسی ضرب لگائے گا کہ تمہارے فرار کا راستہ کوئی نہ ہوگا، تم میں کوئی بھی طاقتور نہیں بلکہ سبھی ہزول و بھگوزے ہو۔ اس رجز کے ساتھ آپ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

عمر الاطراف بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عمر الاطراف سنہ ۱۳ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ معرکہ کربلا میں شریک تھے، جنگ میں مجروح ہونے کے بعد آپ کو شفا حاصل ہوئی، اس طرح آپ واقعہ کربلا کے بعد بھی زندہ رہے اور آپ نے سنہ ۸۸ھ کو پانی حجاز میں وفات پائی۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

عمر بن حن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عمر بن حن تقریباً سنہ ۳۷ھ کو متولد ہوئے، آپ کے بارے میں مؤرخین کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں، بعض نے آپ کو شہدائے کربلا میں اور بعض دیگر نے اسیران کربلا میں شامل کیا ہے، بعض نے یہ بھی کہا کہ آپ قبل از عاشورا سفر حج میں بمقام لواء رطت کر گئے واللہ العالم۔

عون بن جعفر بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب عون بن جعفر سنہ ۳۷ھ کو مدینہ میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام اسماء بنت عمیس تھا، سنہ ۷۰ھ کو عون والدین کی معیت میں مدینہ منورہ تشریف لائے، جناب جعفر طیار کی شہادت کے بعد آپ کی کفالت کا ذمہ رسول اسلام نے لیا اور آنحضرت کی وفات کے بعد آپ امام علی کے ساتھ رہے اور جنگ جمل، جنگ صفین و نہروان میں شرکت کی، امام علی کی شہادت کے بعد آپ نے ساری زندگی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے ساتھ گزاری اور اپنی زوجہ ام کلثوم بنت علی کے ساتھ معرکہ کربلا میں حاضر ہوئے، جناب علی اکبر کے بعد آپ میدان جنگ میں تشریف لائے اور یہ رجز پڑھا:

ان تنکرونی فانا ابن جعفر، شہید صدق فی الجنان ازہر، بطیر فہا بجناح اخضر، کفی بہذا شرفا فی المحشر

اگر تم نہیں جانتے تو جان لو کہ میں جعفر کا فرزند ہوں، ایسے شہید کا فرزند جو شہادت کے بعد ہمیشہ بریں میں سبز پروں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں، اور قیامت کے دن میرے لئے یہی اعزاز کافی ہے۔

عون بن جعفر کی جنگ کی تفصیلات تک ہمیں دستری موصول ہو سکی البتہ اس میں کوئی تردید نہیں کہ آپ کے قاتل کا نام زید بن رقاد جہنی ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

عون بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

عون بن عبد اللہ سنہ ۲۵ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی زینب بنت علی تھیں، روز عاشورا جس وقت آپ میدان کارزار میں وارد ہوئے تو آپ نے اس طرح رجز پڑھا:

اَقْسَمْتُ لَا ادْخُلُ الْاِلَهَ الْجَنَّةَ، مَوَالِیَا لِاحْمَدَ وَ السَّنَةِ، وَالْفَوْزَ مِنْ بَعْدِ انْقِطَاعِ الْمَنَّةِ، هُوَ الَّذِیْ انْقَضَا بِمَنَّتِهِ، صَلَّی عَلَیْهِ اللّٰهُ بِارِی الْجَنَّةِ

میں نے قسم کھائی ہے کہ بہشت ہی میں ہاؤں گا کہ میں احمد اور سنت نبوی کا دلدادہ ہوں، کامیابی کا راز دنیا سے منہ موڑنے میں ہے، اللہ نے ہمیں اپنے احسان کے ساتھ اس ہستی کے ذریعہ نجات عطا فرمائی ہے، اس پر خدا کا درود ہو۔

آپ نے اس رجز کے ساتھ جنگ شروع کی اور کئی دشمنوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد شہادت کو نوش فرمایا، امام عسکری زیارت ناحیہ میں آپ پر یوں سلام بھیجتے ہیں:

السَّلَامُ عَلٰی عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ الطَّيَّارِ فِي الْجَنَّةِ، حَلِيفِ الْإِيمَانِ، وَ مَنَازِلِ الْإِقْرَانِ، النَّاصِحِ لِلرَّحْمَنِ، التَّقِيِّ لِلْمُتَّقِيِّ وَ الْقُرْآنِ، لَعَنَ اللَّهُ قَاتِلَهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قُطَيْبَةَ النَّبَهَانِيَّ

سلام ہو عون بن عبد اللہ بن جعفر طیار پر کہ جو جنت میں محو پرواز ہیں، جو طیف الایمان (نور ایمان) میں، بلند مرتبہ شخصیتوں کے ساتھ ہیں، جنہوں نے ہمیشہ خدا کے رحمان کی طرف لوگوں کو بلایا ہے، جو ہمیشہ تلاوت قرآن میں رہتے ہیں، اللہ ان کے قاتل عبد اللہ بن قطیبہ نہبانی پر لعنت کرے۔

عون بن عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

ابن شہر آشوب، سبط جوزی نے عون بن عقیل کو شہدائے کربلا میں شامل کیا ہے، آپ کی شہادت کی تفصیلات تک ہمیں دستری حاصل نہیں ہے۔

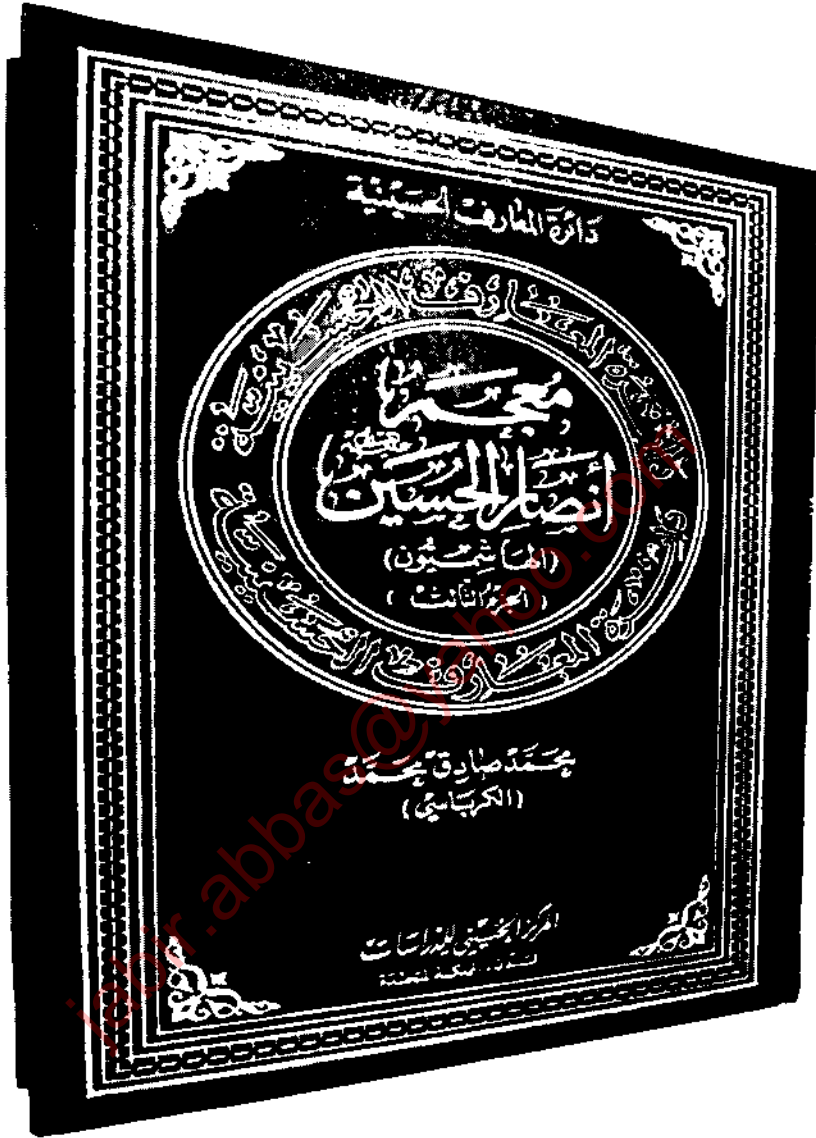
﴿ تجلیات حسین ﴾

عون بن علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

عون بن علی سنہ ۱۶ء کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے آپ کی مادر گرامی کا نام اسماء بنت عمیس تھا، مامقانی نقل فرماتے ہیں کہ آپ امام حسین علیہ السلام کے وہ بھائی ہیں جو میدان کارزار میں سب سے پہلے وارد ہوئے، جس وقت عون بن علی نے اصحاب امام حسین علیہ السلام کی ایک کثیر تعداد کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا تو امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ کی اجازت طلب کی، امام نے پوچھا اے بھائی کیا آپ مرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں موت کے لئے کیونکر آمادہ نہ ہو جاؤں جبکہ آپ کا کوئی یاور و مددگار نہیں ہے، یہ سن کر امام عالی مقام نے آپ کو جنگ کی اجازت فرمائی جس کے بعد آپ نے کئی دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر جام شہادت کو نوش فرمایا۔

عون بن مسلم بن عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

عون بن مسلم تقریباً سنہ ۳۰ء کو متولد ہوئے، صرف مورخ درہندی نے آپ کا شمار شدائے کربلا کے ذیل میں کیا ہے۔ آل عقیل سے یہ وہ تمام شدائے کربلا ہیں کہ جن کی مختصر سی سوانح حیات ہم نے اس مقالہ میں پیش کی ہے یہ مطالب اس قطرے کی مانند ہیں کہ جو ایک کوزہ آب سے افذ کیا جانے، لہذا قارئین مزید تفصیلات کے لئے اصل کتاب معجم انصار الحسین الحاشیون جلد ۲ کی طرف مراجعہ فرمائیں۔



کتاب 'امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار' تین جلدوں پر مشتمل ہے جس کی تیسری جلد (جو ۴۰۲ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۲ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۸ء کو زیر طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تہفیف کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

اصحابِ امامِ حسینؑ علیہ السلام (حصہ سوم) (کربلاء کے ۷۲ ہاشمی شہداء)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اجتماع پسند بنایا ہے یعنی انسان ابتدائے خلقت سے اپنے گرد و نواح میں موجود افراد سے انس پاتا ہے خواہ وہ افراد ماں باپ کی شکل میں ہوں یا بھائی بہن یا دوست کی شکل میں، جن سے وہ اپنی خوشیاں اور دکھ درد بانٹتا ہے۔

ماں باپ، بھائی بہن، اور دیگر تمام رشتوں کی طرح ایک رشتہ دوستی کا بھی ہے جن میں انسان اپنے دوست سے وہ تمام راز کی باتیں کرتا ہے کہ جو بسا اوقات ماں باپ اور بھائی بہن سے نہیں کی جاسکتیں، لہذا دینِ مبین اسلام میں دوست کو بڑی اہمیت دی گئی ہے چونکہ اگر دوست نیک اور خیر خواہ ہو تو وہ انسان کے ساتھ کبھی خیانت نہیں کر سکتا، لہذا بے دین، بے علم و عمل افراد سے دوستی کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔

نیک دوست وہ ہے جو اپنے دوست کی فکری، علمی، مالی اور جانی امداد کے لئے ہمہ تن اور ہمہ وقت آمادہ ہو، گرچہ دوستی کے دعویدار دنیا میں بہت نظر آتے ہیں لیکن دوست کی صحیح پرکھ مصیبت کے موقع پر ہوتی ہے، لہذا ہر انسان کو چاہیے کہ وہ دوستی سے پہلے اپنے دوست کو آزما کر دیکھ لے کہ آیا وہ دوستی میں مخلص ہے یا نہیں۔

تاریخ اسلام میں معاویہ بن ابی سفیان کے انتقال کے بعد بہت سارے مسلمان امام حسینؑ علیہ السلام کی دوستی کا دم بھرتے تھے، یہاں تک کہ جب یزید برسرِ اقتدار آیا اور امام حسینؑ علیہ السلام نے مثلث لا یبایع مثل یزید (میرے جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا) کہہ کر اس کی بیعت کو ٹھکرا دیا اور مدینہ سے ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ میں وارد ہونے تو کو فیوں نے ۱۲ ہزار خطوط امام کی خدمت میں بھیجے جن میں سے اکثر خطوط میں چالیس افراد کے اسماء اور

﴿ تجلیات حسین ﴾

ان کے دستخط موجود تھے^(۱)، کو فیوں نے ان خطوط میں امام عالی مقام کی دوستی کا دم بھرتے ہوئے آپ کو کوفہ تشریف لانے کی دعوت دی۔

امام حسین علیہ السلام نے جناب مسلم ابن عقیل کو اپنا خلیفہ بنا کر کوفہ روانہ کیا، انھارہ ہزار^(۲) لوگوں نے آپ کی بیعت کی لیکن عیسے ہی ابن زیاد کوفہ میں وارد ہوا اور اس نے لوگوں کو قتل کی دھمکی دی تو تمام دوستی کے دعوے دار یکے بعد دیگرے حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑنے لگے یہاں تک کہ آپ کو کوفہ میں بڑی بے رحمی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، حالات کے بدلنے سے آہستہ آہستہ بھونے دعویدار امام سے ہدا ہوتے گئے یہاں تک کہ ایک قلیل تعداد نے روز عاشوراء اپنی جانوں کو آپ پر قربان کیا۔

بیشک حقیقی اصحاب و مددگار کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے لیکن کربلا میں اصحاب امام حسین علیہ السلام کی قلیل تعداد نے وہ کر دکھایا کہ جس کی مثال تاریخ میں کسی نبی و ولی کے اصحاب میں نظر نہیں آتی، یہ الفاظ دیگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح اصحاب امام حسین نے دوستی کے تقاضوں کو پورا کیا ہے اس کی مثال تاریخ میں بے نظیر ہے جو رہتی دنیا تک تمام بشریت کے لئے نمونہ عمل ہے۔

کربلا کے جانبازوں کی قربانیوں کو ہر قوم و ملت نے سراہا ہے، چونکہ اصحاب کربلا نے سخت ترین حالات میں امام عالی مقام کا ساتھ نہیں چھوڑا، ان کی امام سے اس محبت و جذبہ قربانی کے ادراک کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کی سوانح حیات و سیرت پر غور و فکر کریں تاکہ ان کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ بن سکے، اسی مقصد کے پیش نظر محقق آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے حسینی دائرۃ المعارف کی چند جلدوں کو اصحاب امام حسین علیہ السلام کی سوانح حیات سے مخصوص فرمایا ہے جس میں مصنف نے ان کی زندگی پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، شیخ کرہاسی نے

^۱۔ نسیب کبری علیہا السلام من المحدثی اللحد، محمد کاظم یزدی ص ۱۳۸۔

^۲۔ اسرار عاشوراء سید محمد یزدی حصہ دوم ص ۱۰۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

یاران امام حسین کے بیان میں بنی ہاشم کو اولیت دی ہے اور اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ کربلا میں شہید ہونے والے تمام ہاشمی جوان نسل لوطالب سے تھے۔

ہم اس مقام پر معجم انصار الحسین (الہاشمیون) کی جلد سوم (جو ۴۰۲ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۸م زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے) میں موجود اصحاب امام حسین کی سوانح حیات پر مختصر سی روشنی ڈالتے ہیں:

فضل بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

فضل بن علی تقریباً سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئے، صرف مورخ کاشانی نے اپنی کتاب روضۃ الشهداء میں آپ کی شہادت کا تذکرہ کیا ہے۔

قاسم بن حن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

قاسم بن حن سنہ ۴۶ھ کو متولد ہوئے، آپ کی شہادت اس قدر عظیم تھی کہ امام عسکری نے زیارت ناحیہ میں آپ پر ان الفاظ میں سلام بھیجا:

السلام علی القاسم بن الحسن بن علی، المضروب ہامتہ، المسلوب لامتہ، حتی نادى الحسين عمہ، فجلی علیہ عمہ کالصقر، وهو یفحص برجلہ التراب، والحسین یقول: بعدا لقوم قتلوک، و من خصمہم یوم القیامۃ جدک و ابوک، ثم قال: عز والله علی عمک ان تدعوه فلا یجیبک، او یجیبک و انت قتیل جدیل، فلا ینفعک، هذا والله یوم کثر واترہ، و قل ناصرہ، جعلنی الله معکم یوم جمعکم، و یوائی میواکم، و لعن الله قاتلک عمرو بن سعد بن نفیل الازدی و اصلہ جحیم و اعد له عذابا الیما (بحار الانوار جلد ۹۸ ص ۲۷۰)

سلام ہو قاسم بن حن بن علی پر، کہ جنہیں زخموں سے پھلنی کر دیا گیا، اور ان کی زرہ سلب کر لی گئی، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے چچا حسین کو پکارا تو ان کے چچا عقاب کی مانند ان تک پہنچ گئے، اور دیکھا کہ وہ ایزیایں رگڑ رہے ہیں، اس وقت امام حسین نے یہ فرمایا: تباہ ہو تجھے قتل کرنے والے لوگ، قیامت کے دن آپ کے جد اور آپ کے بابا ان کی شکایت خدا سے کریں گے، اس کے بعد امام حسین نے کہا: خدا کی قسم تیرے چچا پر یہ بات گران ہے کہ تو اسے

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

پکارے اور وہ تجھے جواب نہ دے سکے، یا جواب تو دے لیکن اس وقت تک تو شہید ہو چکا ہو اور تیرے لئے اس کا جواب فائدہ بخش نہ ہو، خدا کی قسم اس دن اس کے دشمن زیادہ اور اس کے مددگار کم ہیں، اللہ مجھے (امام عسکری) آپ دونوں کے ساتھ اس دن اکٹھا کرے جب آپ دونوں اکٹھے ہوں، اور مجھے آپ دونوں کے ٹھکانے میں جگہ دے، اور آپ کے قاتل عمرو بن سعد بن نفیل ازدی پر لعنت کرے اور اسے دوزخ میں جلائے اور اس کے لئے دردناک عذاب مقرر کرے۔

قاسم بن عباس بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

قاسم بن عباس کی ولادت قبل از سنہ ۴۰ھ کو ہوئی، اسفرابینی (۱) اور مظفر (۲) نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا میں کیا ہے، اسفرابینی فرماتے ہیں کہ جب جناب قاسم بن عباس کے بھائی شہید ہوئے تو آپ نے امام حسین علیہ السلام سے اجازت لی اور میدان جنگ میں وارد ہو کر یہ رجز پڑھا:

الیکم من بنی المختار ضربا، یشیب لہولہ الطفل الرضیع، الا یا معشر الکفار جمعا، ہلموا دونکم ضرب فظیع

اب تمہاری طرف اولادِ رسول میں سے وہ میدان میں آ رہا ہے جس کی میت شیرِ خوار بچے کو بوڑھا کر دیتی ہے، ہاں اے کافروں کی جماعت، اب تم ایک کاری و ملک ضرب کھانے کو تیار ہو جاؤ۔

اس رجز کے بعد آپ نے حملہ کیا اور ۱۰۸ دشمنوں کو واصلِ جہنم کر کے شہرتِ شادت نوش فرمایا۔

^۱ - وفات سنہ ۳۶ھ -

^۲ - آپ کا نام عبد الواد بن احمد بن حن النجفی تھا جو سنہ ۱۳۱۰ھ کو نجف اشرف میں متولد ہوئے، آپ عالم، ادیب اور موزن کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، آپ کی تصنیفات میں البطل الاسدی حبیب، السیاسة العلویہ اور مستدرک مقاتل الظالمین جیسی کتابیں شامل ہیں، آپ کی وفات سنہ ۱۳۹۵ھ میں واقع ہوئی۔

تجلیات حسین

قاسم بن علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

قاسم بن علی تقریباً سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئے، ابن شہر آشوب نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا کے ذیل میں کرتے ہوئے فرمایا کہ عبد اللہ بن علی کے بعد قاسم بن علی میدان کارزار میں وارد ہوئے اور آپ نے ان کلمات کو اپنی زبان پر جاری فرمایا:

يا عصابة جارت علی نبیہا، و کدرت، من عیشہا ما قد نفی، فی کل یوم تقتلون سیدا، من اہلہ ظلما و ذبحا من قفا

اے وہ لوگو کہ جنہوں نے اپنے نبی پر ظلم کیا ہے، اور اس طرح تم نے اپنی صاف ستھری زندگی کو آلودہ کر دیا ہے، تم ہر روز ان کی اولاد میں سے ایک سید کو نہایت بے دردی سے قتل کرتے ہو اور اے پشت کردن سے ذبح کرتے ہو۔

کربلا کی اس معرکہ آرا جنگ میں آپ کو عمرو بن سعید ازدی نے شہید کیا۔

قاسم بن محمد الاکبر بن جعفر بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

قاسم بن محمد تقریباً قبل از سنہ ۳۷ھ کو متولد ہوئے، بعض ارباب مقاتل نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا میں کیا ہے، روز عاشور آپ نے امام حسین علیہ السلام سے اجازت لی اور میدان کارزار میں وارد ہو کر اس رجز کو پڑھا:

انا الغلام الابطحي الطلبي، من معشر من ہاشم من غالب، و نحن حقاً سادة الذوائب، هذا حسين اطيب الاطائب، من عترة الطهر النقي العاقب

میں ابٹھی جوان ہوں جو ابوطالب کی نسل سے ہے، اس کی رگوں میں بنی ہاشم و بنی غالب کا لودورتا ہے، ہم ہی حقیقت میں لوگوں کے سردار ہیں اور یہ حسین پاک، پاک نسل کے پاک ترین فرد ہیں، یہ اس پاک عترت سے ہیں جو اپنی پاکیزگی میں منفرد ہے۔

اس رجز کے بعد آپ نے حملہ شروع کیا اور ۸۰ گھوڑ سوار اور ۱۲ پیادہ افراد کو موت کے گھاٹ اتارا، جس کے بعد دشمنوں نے گھیر کر آپ کو شہید کر دیا (وسيلة الدارین: ۲۳۵)۔

تجلیاتِ حسین

محمد بن ابوسعید الاول بن حقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد بن ابوسعید سنہ ۳۵ھ کو متولد ہوئے، کربلا میں وقت شہادت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی، امام عسکری زیارت ناحیہ میں آپ پر یوں سلام بھیجتے ہیں:

السلام علی محمد بن ابی سعید بن عقیل، و لعن اللہ قاتلہ لقیط بن نضیر (یاسر) الجہنی
سلام ہو محمد بن ابی سعید بن عقیل پر، اور اللہ لعنت کرے ان کے قاتل لقیط بن ناضر (یاسر) جہنی پر۔

محمد الاصغر بن جعفر بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد الاصغر سنہ ۴۲ھ کو حبشہ میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام اسماء بنت عمیس تھا، آپ اپنے والدین کے ساتھ ۷ھ کو حبشہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے، جب آنحضرتؐ میں جناب جعفر طیار کی شہادت واقع ہوئی تو رسول اسلام نے آپ کے تمام اہل غانہ کی کفالت اپنے ذمہ لی، آنحضرتؐ کی وفات کے بعد محمد الاصغر حضرت امیر کے ساتھ تھے اور آپ نے جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان میں شرکت بھی کی، محمد الاصغر کو رسول اسلام، حضرت علی، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کی صحابیت کا شرف حاصل تھا آپ سنہ ۶۱ھ کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں شہید کئے گئے۔

محمد الاصغر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد الاصغر سنہ ۳۸ھ کو کوفہ میں متولد ہوئے، چونکہ محمد خفیه آپ سے بزرگ تھے لہذا آپ کو محمد الاصغر کہا گیا، درہندی کی روایت کے مطابق معرکہ کربلا میں جس وقت آپ نے پہلا حملہ کیا تو ۱۵۰۰ سواروں کو موت کے گھاٹ اتارا، جب پیاس کا غلبہ ہوا تو امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانی کی درخواست کی، امام عالی مقام نے صبر کی وصیت کی اور فرمایا کہ جاؤ عنقریب رسول اللہ آپ کو سیراب کریں گے، یہ سن کر محمد میدان جنگ میں تشریف لائے اور

﴿ تجلیات حسین ﴾

اس دفعہ آپ نے ۲۵۰ سواروں کو واصل جہنم کیا، یہاں تک کے دشمنوں نے اجتماعی حملہ کے ذریعہ آپ کو شہید کر دیا، زیارت ناحیہ میں آپ پر اس طرح سلام وارد ہوا ہے:

السلام علی محمد ابن امیر المومنین قتیل الأبتانی الدارمی لعنه الله و ضاعف عليه العذاب الالیم، و صلی الله علیک یا محمد و علی اهل بیتک الصابرين

سلام ہو محمد بن امیر المومنین پر کہ جو ابائی دارمی کے ہاتھوں شہید ہوئے، اللہ کی لعنت ہو دارمی پر اور وہ اس پر دردناک عذاب میں اضافہ کرے، اور آپ پر دورو ہواے محمد اور آپ کے اہلبیث پر جو کہ صبر کرنے والے ہیں، مورخ مقلاتی (۱) نے زرعہ بن شریک الدارمی کو آپ کا قاتل جانا ہے۔

محمد الاصغر بن مسلم بن حقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد الاصغر کا لقب طاہر تھا، آپ سنہ ۵۳ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ کو آپ کے بھائی ابراہیم کے ساتھ کوفہ میں شہید کیا گیا، آپ کے قاتل کا نام مارث بن عروہ الطائی تھا۔

محمد الاکبر بن مسلم بن حقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد الاکبر سنہ ۳۳ھ کو متولد ہوئے، کربلا میں آپ کی عمر ۲۷ سال تھی، بعض روایات کے مطابق میدان جنگ میں آپ نے ۱۷ دشمنان اسلام کو واصل جہنم کیا، جس کے بعد مریم (یا مرہم) ازدی اور لقیط بن یاسر جھنی نے آپ کو شہید کیا۔

۱۔ آپ کا نام ذیح اللہ بن محمد بن علی اکبر الشیرازی تھا جو سنہ ۱۳۰ھ کو محلات شیراز میں متولد ہوئے اور آپ نے سنہ ۱۳۰۵ھ میں وفات پائی، آپ کا شمار علماء امامیہ میں ہوتا ہے، آپ کی تالیفات میں کتاب الحجۃ البتین، آثار الکبراء فی تاریخ سامراء اور قرۃ العین کو شہرت ماحصل ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

محمد الاوسط بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد الاوسط تقریباً سنہ ۱۲ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام امامہ بنت ابوالعاص تھا، حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی مصاحبت میں رہے، مورخ زنجانی فرماتے ہیں کہ معرکہ کربلا میں آپ نے خوب جنگ کی اور مختلف دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد شہرت شہادت نوش فرمایا، آپ کی کیفیت شہادت کے بارے میں تاریخ میں تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

محمد بن حسن بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد بن حسن سنہ ۳۷ھ کو متولد ہوئے، آپ کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم تھا، صاحب معالی السبطین نے ذہبی سے نقل کرتے ہوئے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا میں کیا ہے۔

محمد بن حسین بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

ابن خدیق نے محمد بن حسین کو فرزند امام حسین علیہ السلام میں شامل کیا ہے اور کتاب شجرۃ انساب العلویہ میں آپ کو شدائے کربلا میں شامل کیا گیا ہے، جبکہ بعض دیگر نے آپ کا نام اسرائے کربلا کے ذیل میں بھی کیا ہے، واللہ العالم۔

محمد بن عباس الاکبر بن علی بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد بن عباس کی ولادت سنہ ۳۶ھ کے بعد واقع ہوئی، گرچہ مؤرخین نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا میں کیا ہے لیکن آپ کی شہادت کے بارے میں زیادہ معلومات موجود نہیں ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

محمد بن عبد اللہ الاکبر بن جعفر بن الوطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد بن عبد اللہ تقریباً سنہ ۲۵ ہجری کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام خوصاء بنت حفصہ بن ثقیف تھا، ابن شہر آشوب نقل فرماتے ہیں کہ آپ عبد الرحمن بن عقیل کے بعد میدان کارزار میں وارد ہوئے اور دس دشمنوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد شربت شہادت نوش فرمایا، امام عسکری زیارت ناحیہ میں آپ پر اس طرح سلام بھیجتے ہیں:

السلام علی محمد بن عبد اللہ بن جعفر، الشاہد مکلن ابیہ و التالی لابیہ، وواقیہ ببندنہ، لعن اللہ قاتلہ علمر بن نہشل التمیمی

سلام ہو محمد بن عبد اللہ بن جعفر پر، کہ جو اپنے باپ کی جگہ پر پہنچا ہے، اور اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے چلا ہے اور اپنے بدن سے اس کی حفاظت کی ہے، اللہ لعنت کرے اس کے قاتل عامر بن منشل تمیمی پر۔

محمد بن عبد اللہ الاکبر بن عقیل بن الوطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد بن عبد اللہ الاکبر سنہ ۳۷ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام میمونہ بنت علی بن ابی طالب تھا، حن بن محمد قمی^(۱) نے آپ کا ذکر شدائے کربلا کے ذیل میں کیا ہے۔

محمد الاکبر بن عقیل بن الوطاب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد الاکبر بن عقیل تقریباً سنہ ۲۰ھ کو متولد ہوئے، آپ نے زینب صفری بنت علی سے عقد فرمایا تھا، جن سے اللہ نے آپ کو دو فرزند بنام عبد اللہ الاحول^(۲) اور جعفر عطا فرمائے، خوارزمی، سنوری اور ابن شہر آشوب بیسے مورخین نے آپ کا تذکرہ شدائے کربلا کے ذیل میں کیا ہے، محمد الاکبر بن عقیل کو حضرت علی امام حن اور امام حسین عظیم السلام کی

۱۔ حن بن محمد قمی کا شمار ان علماء امامیہ میں ہوتا ہے کہ جو شیخ صدوق (متوفی سنہ ۳۸۱ھ) کے ہم عصر تھے۔

۲۔ عبد اللہ احول نے امام صادق علیہ السلام کے دور کو درک فرمایا اور سنہ ۱۲۲ھ تک حیات پائی آپ اپنے دور میں فقہ اور محدث کی حیثیت سے ہانے ہاتے تھے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

صحابیت کا شرف حاصل رہا ہے، آپ اور آپ کے بھائی مسلم بن عقیل کا شمار فقہائے آل عقیل اور بزرگانِ تابعین میں ہوتا ہے۔

محمد الباقر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

امام محمد باقر علیہ السلام پہلی رجب سنہ ۵۷ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے، معرکہ کربلا میں امام مجاہد علیہ السلام کے ساتھ آپ بھی تشریف لائے تھے، شہادت امام حسین علیہ السلام سے پہلے اور شہادت کے بعد آپ نے دیگر اسیران کربلا کی طرح اسیری کی تمام صعوبتوں کو تحمل فرماتے ہوئے مدینہ سے مکہ، مکہ سے کربلا، کربلا سے کوفہ، کوفہ سے شام اور شام سے مدینہ کے طولانی سفر کو طے فرمایا، اگرچہ امام باقر علیہ السلام کربلا میں کمن تھے لیکن پھر بھی آپ کا شمار انصار امام حسین علیہ السلام میں ہوتا ہے لہذا دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے اس مقام پر امام باقر علیہ السلام کی ولادت (سنہ ۵۷ھ) سے سنہ ۱۱۳ھ (سال وفات) تک ہر سال رونما ہونے والے واقعات پر سلسلہ وار روشنی ڈالی ہے، جسے ہم طوالت کی وجہ سے اس مقام پر بیان کرنے سے قاصر ہیں، لہذا قارئین مزید معلومات کے لئے اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

محمد بن عمرو بن حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

محمد بن عمرو سنہ ۴۹ھ کو متولد ہوئے، براتی نے اپنی کتاب المحقائق الوردیہ میں آپ کا تذکرہ اسیران کربلا کے ذیل میں کیا ہے۔

مسلم بن عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب مسلم ابن عقیل تقریباً سنہ ۴۳ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام علیہ النبطیہ تھا، آپ نے پہلے جناب رقیہ کبری بنت علی سے عقد فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو عبد اللہ الاکبر (ولادت ۳۴ھ - شہادت ۶۱ھ) اور علی (ولادت

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

۳۱۔ وفات قبل از ۶۱ھ) نامی فرزند عطا کئے، اور جب سنہ ۴۵ھ میں رقیہ کبریٰ کا انتقال ہوا تو آپ نے رقیہ صغریٰ بنت علی سے عقد فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو عبد اللہ الاصغر (حبیب اللہ) (ولادت ۴۶ھ - شہادت ۶۱ھ)، حمید (ولادت ۴۹ھ - وفات تقریباً سنہ ۱۴۲ھ)، حاکم (ولادت ۵۲ھ - شہادت ۶۱ھ) محمد الاصغر (ولادت ۵۳ھ - شہادت ۶۲ھ) اور ابراہیم (ولادت ۵۴ھ - شہادت ۶۲ھ) بیسے فرزند عطا فرمائے، آپ کو دیگر کنیزوں سے جو اولاد ہوئی ان کے اسماء کچھ اس طرح ہیں:

محمد الاکبر (ولادت ۳۳ھ - شہادت ۶۱ھ)، جعفر (ولادت تقریباً سنہ ۳۵ھ - شہادت سنہ ۶۱ھ)، عون (ولادت تقریباً سنہ ۳۰ھ - وفات قبل از ۶۱ھ)، عبد الرحمان (ولادت سنہ ۴۲ھ - شہادت سنہ ۶۱ھ)، عبد العزیز (ولادت قبل از ۶۰ھ - وفات ۶۱ھ)، مسلم (ولادت تقریباً سنہ ۴۰ھ - شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر خود رسول اسلام نے فرمادی تھی ایک روز حضرت علی نے

آنحضرت سے پوچھا:

یا رسول اللہ انک لتحب عقیلاً؟ قال: ای واللہ انی لاحبہ حبیب، حبا لہ و حبا لحب ابی طالب لہ، و ان ولده لمقتول فی محبة ولدک، فتدمع علیہ عیون المؤمنین، و تصلى علیہ الملائكة المقربون (کتاب الشہید مسلم بن عقیل ص ۲۲۱)

یا رسول اللہ کیا آپ عقیل کو دوست رکھتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا: مجھے عقیل سے دو حوالوں سے محبت ہے، ایک خود ان کے اپنے حوالہ سے اور دوسری اس حوالہ سے کہ ابوطالب کو ان سے محبت تھی اور یہ کہ ان کا فرزند آپ کے فرزند کی محبت میں قتل کیا جانے گا جس پر مومنین کی آنکھیں اشکبار ہوں گی اور ملائکہ مقربین اس پر نماز پڑھیں گے۔

رسول اسلام کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور آپ کو ۹ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کو کوفہ میں بڑی بے رحمی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، آج بھی آپ کا مزار مسجد کوفہ کے قریب موجود ہے، اور مومنین آپ پر گریہ و زاری کرتے ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

مسلم بن مسلم بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

مسلم بن مسلم تقریباً سنہ ۴۰ھ کو متولد ہوئے، مورخ اسفرابینی کتاب نور العین میں فرماتے ہیں کہ مسلم بن مسلم جناب

علی اکبر بن حسین کے بعد معرکہ کارزار میں وارد ہوئے اور یہ رجز پڑھا:

اليوم القى مسلماً وهو ابى، و فتيه ماتوا من اتباع النبى، و التقى بمسادة نالوا المنى، اولاد مولانا الرسول العربى

آج میں مسلم سے ملاقات کروں گا کہ جو میرے بابا ہیں، اور ان جوانوں سے ملوں گا جو نبی کے پیروکار ہوتے

ہوئے دنیا سے چل بے، اور میں ان سرداروں سے ملوں گا جو شہادت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں یعنی اپنے آقا و

مولا رسول عربی کی اولاد سے۔

اس رجز کے ساتھ آپ نے حملہ کیا اور ۹۰ سواروں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد شہرت شہادت نوش فرمایا۔

معین بن عقیل بن لوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

ابو مخنف^(۱) کی کتاب مقتل الحسین میں جناب ام کلثوم کی طرف چند ابیات منسوب کئے گئے ہیں کہ جن میں شہادت

معین بن عقیل اور ان کے بھائی عون کا تذکرہ ملتا ہے اور وہ ابیات یہ ہیں:

اضحكنى الدهر و ابكتنى، والدھر ذو صرف و الوان
فهل بنا فى تسعة صرعا، بالطف اضحوا رهن اكفان
و ستة ليس بجارى بهم، بنو عقیل خير فرسان
و اللیث عون و اخوه مبعی، ن نكرهم جدد احزانى

مجھے زمانے نے ہنسایا بھی ہے اور دلایا بھی ہے، زمانہ ہے ہی بے وفا اور رنگ بدلنے والا، کیا ان افراد کو یاد نہ کیا

جانے کہ جو کربلا میں شہید کئے گئے، اور ان چھ افراد کو بھی کہ جو بنی عقیل کے ایسے شجاع و بہادر تھے کہ جن کا کوئی نہ

مقابل نہ تھا، اور وہ شیر بر عون اور ان کے بھائی معین کہ جن کی یاد نے میرے غموں کو تازہ کر دیا ہے۔

^{۱-} ابو مخنف کا نام لوط بن یحیی تھا، آپ کی وفات سنہ ۱۵۷ھ میں واقع ہوئی، آپ کی تالیفات میں مقتل الحسین، اخبار الخضر، فتح العراق اور

الازارقة کو خاصی شہرت حاصل ہے۔

مذکورہ حوالہ کے علاوہ تاریخ میں کسی اور مقام پر آپ کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔

موسی بن حقیل بن الوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

موسیٰ بن عقیل تقریباً سنہ ۳۸ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام خوصاء بنت عمرو تھا، ابو مخنف اپنی کتاب مقتل الحسین میں نقل فرماتے ہیں کہ موسیٰ بن عقیل، مالک بن داود کی شہادت کے بعد معرکہ کربلا میں وارد ہوئے اور یہ رجز

۴۰۰:

يا معشر الكهول و الشبان، اضربكم بالسيف و السمّان، احمى عن الفتية و النسوان، و عن امام الانس ثم الجان، ارضى بذاك خالق الانسان، ثم رسول الملك الديان

اے بوڑھو اور جوانی میں تم پر اپنی تلواروں سے اور نیزوں سے ضرب لگاؤں گا، میں بچوں اور عورتوں کی مدد کو نکلا ہوں، اور میں انس و جن کے امام کی حمایت میں میدان میں آیا ہوں، میں اس طرح اپنے خالق کہ جو خالق انسان ہے اور پھر اس حاکم برحق کے رسول کو راضی کرنا چاہتا ہوں۔

اس روز کے بعد آپ نے حملہ کیا اور ستر (۷۰) سواروں کو موت کے گھاٹ اتار کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

یہ تھے بنی ہاشم کے وہ شہداء کہ جن کی سوانح حیات پر ہم نے اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، لیکن تاریخی شواہد کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ شہداء نے کربلا کی تعداد ۷۲ سے زائد تھی، اور ممکن ہے کہ ۷۲ کا عدد ہاشمی شہداء سے مخصوص ہو چونکہ کتاب نفس المسموم اور اسرار الشہادۃ میں اس بات کی صراحت ان الفاظ میں پائی جاتی ہے:

ان الحسين لما نظر الى اثنين و سبعين رجلا من اهل بيته صرعى-----

یعنی جب امام حسین علیہ السلام نے ۲؎ اہلبیت کو زمین پر شہید ہوئے پایا۔۔۔۔۔ اس جملہ سے واضح ہوتا ہے کہ ۲؎ شہداء سے مراد ہاشمی شہیدوں کی تعداد میں۔

ہم اس مقام پر شدائے کربلا کی تعداد میں جو ۱۵ اقوال پائے جاتے ہیں انہیں اجمال کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

﴿ تجلیات حسین ﴾

(الف) ۶۱ شہید، (ب) ۷۰ شہید، (ج) ۷۲ شہید۔ ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادہ، (د) ۷۳ شہید۔ ۳۳ سوار اور ۴۰ پیادہ، (ه) ۷۷ شہید، (و) ۸۰ شہید۔ ۳۳ سوار اور ۴۸ پیادہ، (ز) ۸۲ شہید۔ ۳۳ سوار اور ۵۰ پیادہ، (ح) ۹۲ شہید۔ ۳۳ سوار اور ۶۰ پیادہ، (ط) ۱۱۲ شہید۔ ۳۳ سوار اور ۸۰ پیادہ، (ی) ۱۱۲ شہید۔ ۳۳ سوار اور ۸۲ پیادہ، (ک) ۱۴۰ شہید۔ ۴۰ سوار اور ۱۰۰ پیادہ، (ل) ۱۳۵ شہید۔ ۴۵ سوار اور ۱۰۰ پیادہ، (م) ۱۷۰ شہید۔ ۷۰ سوار اور ۱۰۰ پیادہ، (ن) ۲۸۱ شہید، (س) ۱۱۰۰ شہید۔ ۱۰۰ سوار اور ۱۰۰ پیادہ۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مذکورہ اختلاف، ہاشمی و غیر ہاشمی شہداء دونوں سے تعلق رکھتا ہے لہذا حسینی دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے اس کتاب کے فاترہ میں پانچ جدول پیش کئے ہیں جن کے ذریعہ شہدائے بنی ہاشم کی تعداد میں اختلاف کو بالوضوح درک کیا جاسکتا ہے اور وہ پانچ جدول یہ ہیں:

پہلا جدول:

اس جدول میں ان شہدائے بنی ہاشم کا تذکرہ ہے کہ جن کی شہادت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں پایا جاتا اور ان کی تعداد ۵۱ ہے:

۱۔ ابراہیم بن الحسین الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۴۲، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

۲۔ ابراہیم بن علی الماشی (ولادت سنہ ۴۰، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

۳۔ ابوبکر بن الحسن الماشی (ولادت سنہ ۴۴، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

۴۔ ابوبکر بن علی الماشی (ولادت سنہ ۳۸، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

۵۔ ابوسعید بن عقیل الماشی (ولادت سنہ ۱۶، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

۶۔ احمد بن الحسن الماشی (ولادت سنہ ۴۴، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

۷۔ احمد بن محمد الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۴۴، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۸۔ جعفر الاکبر ابن عقیل الهاشمی (ولادت سنہ ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۹۔ جعفر الاکبر ابن علی الهاشمی (ولادت سنہ ۳۱ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۰۔ جعفر بن الحسن الهاشمی (ولادت تقریباً سنہ ۳۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۱۔ جعفر بن محمد الهاشمی (ولادت سنہ ۳۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۲۔ جعفر بن مسلم الهاشمی (ولادت تقریباً سنہ ۳۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۳۔ حمزہ بن الحسن الهاشمی (ولادت قبل از سنہ ۳۱ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۴۔ سعد بن عبد الرحمن الهاشمی (ولادت تقریباً سنہ ۵۴ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۵۔ سعید بن عقیل الهاشمی (ولادت تقریباً سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۶۔ عباس الاصغر ابن علی الهاشمی (ولادت سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۷۔ عباس الاکبر ابن علی الهاشمی (ولادت سنہ ۱۸ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۸۔ عبد الرحمن الاکبر ابن عقیل الهاشمی (ولادت سنہ ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۹۔ عبد اللہ بن ابی سفیان الهاشمی (ولادت تقریباً سنہ ۸ قبل از ہجرت، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۰۔ عبد اللہ الاصغر ابن الحسن الهاشمی (ولادت سنہ ۴۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۱۔ عبد اللہ الاصغر ابن عقیل الهاشمی (ولادت سنہ ۲۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۲۔ عبد اللہ الاصغر ابن علی الهاشمی (ولادت سنہ ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۳۔ عبد اللہ الاکبر ابن الحسن الهاشمی (ولادت سنہ ۲۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۴۔ عبد اللہ الاکبر ابن عقیل الهاشمی (ولادت سنہ ۲۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۵۔ عبد اللہ الاکبر ابن علی الهاشمی (ولادت سنہ ۳۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۶۔ عبد اللہ بن حسین الهاشمی (ولادت سنہ ۶۱ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۷۔ عبد اللہ بن مسلم الهاشمی (ولادت سنہ ۳۳ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

﴿ تجلیات صین ﴾

- ۲۸۔ عبید اللہ بن عبد اللہ الماشی (ولادت سنہ ۲۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۹۔ عبید اللہ بن مسلم الماشی (ولادت سنہ ۳۶ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۰۔ عثمان بن علی الماشی (ولادت سنہ ۳۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۱۔ عقیل بن عبد الرحمن الماشی (ولادت سنہ ۵۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۲۔ علی الاصغر ابن الحکیم الماشی (ولادت سنہ ۶۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۳۔ علی الاصغر بن عقیل الماشی (ولادت سنہ ۲۲ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۴۔ علی الاکبر ابن الحکیم الماشی (ولادت سنہ ۳۸ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۵۔ عمر الاصغر ابن علی الماشی (ولادت سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۶۔ عون بن جعفر الماشی (ولادت سنہ ۴۳ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۷۔ عون بن عبد اللہ الماشی (ولادت سنہ ۲۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۸۔ عون بن عقیل الماشی (ولادت سنہ ۵۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۹۔ عون بن علی الماشی (ولادت سنہ ۱۶ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۰۔ قاسم بن الحسن الماشی (ولادت سنہ ۳۶ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۱۔ قاسم بن العباس الماشی (ولادت قبل از سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۲۔ محمد بن ابوسعید الماشی (ولادت سنہ ۳۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۳۔ محمد الاصغر ابن جعفر الماشی (ولادت سنہ ۴۲ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۴۔ محمد الاصغر ابن علی الماشی (ولادت سنہ ۳۸ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۵۔ محمد الاکبر ابن مسلم الماشی (ولادت سنہ ۳۳ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۶۔ محمد الاوسط ابن علی الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۱۲ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۷۔ محمد بن العباس الماشی (ولادت بعد از سنہ ۳۶ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۴۸۔ محمد بن عبداللہ الاکبر الماشی (ولادت سنہ ۲۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ) (الطیار)۔
 ۴۹۔ محمد بن عبداللہ الاکبر الماشی (ولادت ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ) (العیلی)۔
 ۵۰۔ محمد بن عقیل الماشی (ولادت سنہ ۲۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
 ۵۱۔ موسیٰ بن عقیل الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۳۸ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

دوسرا ہمدول

اس ہمدول میں ان ہاشمی شہداء کے نام ذکر کئے گئے ہیں کہ جن کی شہادت کے بارے میں چند ایک مقاتل میں تذکرہ ملتا ہے لیکن ان کی شہادت کو ثابت کرنے کے لئے محقق محمد صادق الکرباسی کو کوئی قانع کنندہ دلیل میسر نہ ہو سکی (وائفہ العالم) اور وہ ۲۰ نام یہ ہیں:

- ۱۔ ابوبکر ابن الحسن الماشی (ولادت ---، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۔ احمد بن عقیل الماشی (ولادت قبل از سنہ ۴۴ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۔ احمد بن مسلم الماشی (ولادت ---، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۔ بشر بن الحسن الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۴۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۔ جعفر الاصغر ابن علی الماشی (ولادت سنہ ۴۱ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۶۔ حکم بن عقیل الماشی (ولادت قبل از سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۷۔ حمزہ بن عقیل الماشی (ولادت قبل از سنہ ۵۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۸۔ خالد بن جعفر الماشی (ولادت ---، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۹۔ خالد بن سعید الماشی (ولادت بعد از سنہ ۵۶ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۰۔ عبدالرحمان بن مسلم الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۴۲ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۱۱۔ عبداللہ بن الحکم الماشی (ولادت سنہ ۵۴ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۲۔ عقیق بن علی الماشی (ولادت سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۳۔ عقیل بن عقیل الماشی (ولادت سنہ ۵۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۴۔ عون بن مسلم الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۵۔ فضل بن علی الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۳۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۶۔ قاسم بن علی الماشی (ولادت سنہ ۳۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۷۔ قاسم بن محمد الماشی (ولادت قبل از سنہ ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۸۔ مسعود بن --- الماشی (ولادت ---، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۹۔ مسلم بن مسلم الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۴۴ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۰۔ معین بن عقیل الماشی (ولادت ---، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

اگر جدول اول و دوم میں موجودہ ۵۱ اور ۲۰ افراد کو جمع کیا جائے تو ۷۱ افراد ہوتے ہیں، اور اگر اس تعداد میں امام حسین علیہ السلام کو شامل کیا جائے تو شہدائے کربلا کی ۷۲ تعداد پوری ہو جاتی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۷۲ شہداء سے مراد شہدائے بنی ہاشم ہیں (وائفہ العالم)۔

تیسرا جدول:

اس جدول میں ان چار شہداء کے نام درج ہیں کہ جن کی شہادت تو کربلا میں واقع نہیں ہوئی لیکن ان کی شہادت کربلا سے ضرور مربوط ہے:

- ۱۔ ابراہیم بن مسلم الماشی (ولادت سنہ ۵۴ھ، شہادت سنہ ۶۲ھ، مقام شہادت کوفہ)۔
- ۲۔ محسن بن الحسین الماشی (ولادت سنہ ۶۱ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ، آپ حلب میں سقط ہو گئے تھے)۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

- ۳۔ محمد الاصفرائین مسلم الماشی (ولادت سنہ ۵۳ھ، شہادت سنہ ۶۳ھ، مقام شہادت کوفہ)۔
 ۴۔ مسلم بن عقیل الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۵۳ھ، شہادت سنہ ۶۰ھ، مقام شہادت کوفہ)۔

پرتما جدول:

اس جدول میں ان افراد کا تذکرہ ہے جو معرکہ کربلا میں شریک ہو کر مجروح ہوئے اور درجہ شہادت پر فائز نہ ہو سکے، اسی طرح اس جدول میں ان افراد کا بھی تذکرہ ہے جو کربلا میں موجود تو تھے لیکن کمسنی کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے اور بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام اسیر بنائے گئے:

- ۱۔ حن بن حن الماشی (ولادت سنہ ۳۹ھ، وفات سنہ ۹۲ھ)۔
- ۲۔ زید بن الحن الماشی (ولادت سنہ ۲۰ھ، وفات سنہ ۱۲۰ھ)۔
- ۳۔ عبداللہ الاوسط بن الحن الماشی (ولادت سنہ ۳۶ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۔ عبداللہ بن العباس الاکبر الماشی (ولادت سنہ ۵۶ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۔ عبید اللہ بن علی الماشی (ولادت سنہ ۳۹ھ، وفات سنہ ۶۷ھ)۔
- ۶۔ عقیل بن محمد الماشی (ولادت بعد از سنہ ۴۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۷۔ علی بن الحسین الماشی۔ امام سجاد علیہ السلام (ولادت سنہ ۳۳ھ، شہادت سنہ ۹۲ھ)۔
- ۸۔ عمر الاطراف ابن علی الماشی (ولادت سنہ ۱۳ھ، وفات سنہ ۸۸ھ)۔
- ۹۔ عمرو بن الحن الماشی (ولادت سنہ ۳۷ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۰۔ قاسم بن عبداللہ الماشی (ولادت تقریباً سنہ ۵۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۱۔ محمد الاصفرائین الحن الماشی (ولادت سنہ ۳۷ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۲۔ محمد بن علی الماشی۔ امام باقر علیہ السلام (ولادت سنہ ۵۷ھ، شہادت سنہ ۱۱۳ھ)۔
- ۱۳۔ محمد بن عمرو الماشی (ولادت سنہ ۴۹ھ، وفات قبل از سنہ ۱۱۳ھ)۔

تجلیات حسین

پانچواں جدول:

اس جدول میں ان افراد کے اسماء درج ہیں کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کربلا میں موجود تھے لیکن شیخ کرباسی کی تحقیق کے مطابق کربلا میں یہ حضرات حاضر نہ تھے:

- ۱۔ اسماعیل بن عبداللہ الماشی (ولادت سنہ ۵۶ھ، وفات سنہ ۱۳۵ھ)۔
- ۲۔ جعفر بن الحسین الماشی (ولادت بعد از سنہ ۲۰ھ، وفات قبل از سنہ ۵۰ھ)۔
- ۳۔ صبیحہ بنت العباس الاکبر الماشی (ولادت سنہ ۵۰ھ، وفات سنہ ۱۵۰ھ)۔
- ۴۔ علی بن مسلم الماشی (ولادت سنہ ۳۶ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔

چھٹا جدول:

اس جدول میں ان افراد کے اسماء درج ہیں کہ جن کا تذکرہ تاریخ کی بعض کتب میں موجود ہے لیکن محقق کرباسی کی تحقیق کے مطابق ان افراد کا یا تو وجود نہیں ہے یا پھر ان کے ناموں میں غلط واقع ہوا ہے۔

- ۱۔ حمزہ بن الحسین الماشی۔ ۲۔ زید بن الحسین الماشی۔ ۳۔ عبدالرحمان الاوسط ابن عقیل الماشی۔ ۴۔ حدی بن عبداللہ الماشی۔ ۵۔ علی بن علی الماشی۔ ۶۔ عمرو بن الحسین الماشی۔ ۷۔ قاسم بن الحسین الماشی۔ ۸۔ محمد بن الحسین الماشی۔ ۹۔ یحییٰ بن الحسن الماشی۔

ان تمام بدولوں کے بعد چونکہ معتمد انصار امام حسین کی تینوں بدولوں میں زیارت ناحیہ کا حوالہ دیا گیا ہے لہذا اس مقام پر زیارت ناحیہ کو اسکی سند کے ساتھ نقل کیا گیا ہے ہم یہاں صرف سند زیارت کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں:

زیارت ناحیہ امام حسن عسکری علیہ السلام (ولادت ۲۳۲ھ شہادت ۲۶۰ھ) کی جانب سے سنہ ۲۵۲ھ کو وارد ہوئی ہے، اس زیارت کو سید ابن طاووس نے اپنی کتاب الاقبال میں نقل کیا ہے جس کی سند محمد بن غالب الاصفہانی پر منتہی ہوتی

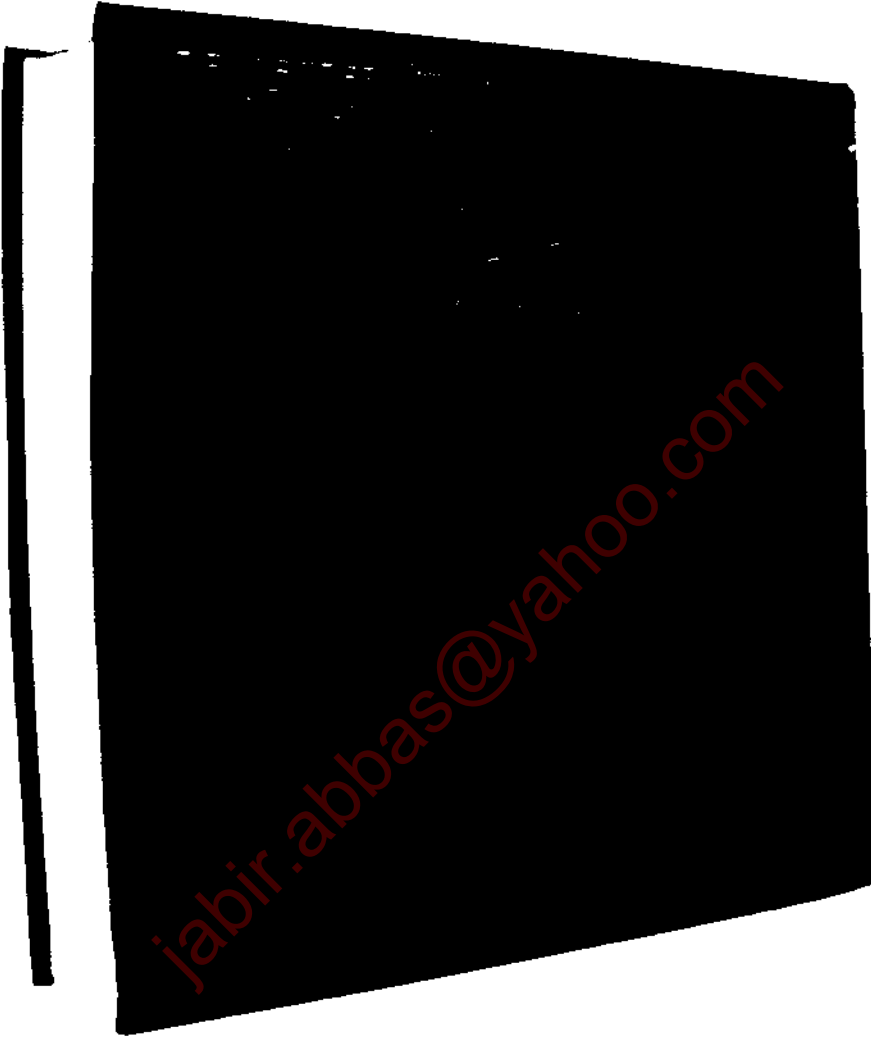
﴿ تجلیات حسین ﴾

ہے یعنی جب محمد بن غالب نے امام حسن عسکری سے زیارت امام حسین علیہ السلام پر جانے کی اجازت لی تو آپ نے یہ اس زیارت کو پڑھنے کا حکم فرمایا، یہ زیارت امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت (۲۵۵ھ) سے تین سال پہلے وارد ہوئی ہے، البتہ اس زیارت کو امام زمانہ علیہ السلام کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے، شاید اس کی وجہ کلمہ ناحیہ ہے جس کے معنی جانب اور طرف کے ہیں اور یہ لفظ امام عسکری اور امام زمانہ علیہما السلام کے لئے استعمال ہوتا ہے، امام عسکری علیہ السلام نے اس زیارت میں شہدائے کربلا کے نام اور ان کی کیفیت شہادت پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ تھام شہدائے بنی ہاشم کا تذکرہ جو محمد اللہ اس مقام پر مکمل ہوا۔

﴿ تجلیات صین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین' تین جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد (جو ۵۱۱ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۳ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۹ء کو زیور طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تکمیل کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

کربلا میں خواتین کا کردار (حصہ اول) (امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دینِ مبین اسلام میں خواتین کو بڑی اہمیت دی ہے، جبکہ دیگر مذاہب میں دور جاہلیت سے دور ماضی تک خواتین پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے رہے، کبھی انہیں بوجھ سمجھ کر دفن دیا گیا تو کبھی آلہ تجارت و تبلیغات سمجھ کر ان سے مادی استفادہ کیا گیا۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ خواتین کے حقوق کے پاسبان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہی عورتوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے ہیں، یہاں تک کہ آج کے دور میں عورت تربیت اولاد، خانہ و شوہر داری کے ساتھ ساتھ معاشی امور میں بھی مردوں کے شانہ بہ شانہ مشکلات کا شکار نظر آتی ہے۔

دینِ مبین اسلام میں عورت کو گھر کی زینت قرار دیا گیا ہے، حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نے جب حضور سے تقسیم کار کی درخواست کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عورت کی خلقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لئے تربیت اولاد، خانہ داری اور شوہر داری جیسے کام مناسب ہیں، معاش کی تلاش، زوجہ اور اولاد کی کفالت اور اس جیسے دیگر سخت امور کی ذمہ داری مرد پر ہے، حضورؐ کی اس تقسیم بندی پر جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے خوشی و رضایت کا اظہار فرمایا۔

قابل ذکر بات ہے کہ دین اسلام میں خواتین کے لئے کوئی ایسا حکم وارد نہیں ہوا ہے کہ جس سے ان کی حق تلفی ہوتی ہو، گرچہ دشمنان اسلام نے بعض عموماً (کہ جن میں بلوغ، عورت کا ناقص العقل ہونا، زن و مرد کے باہمی اختلاط کی ممانعت، عورت اور امر معاش، مرد کا حاکم ہونا، حجاب، مرد کی ولایت، تعدد زوجات، حق طلاق، ارث جیسے مطالب شامل ہیں) کے نام پر یہ پروپیگنڈہ کرنے کی پوری کوشش کی کہ بنیادی طور پر اس دین میں خواتین کے لئے

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

کسی قسم کے حقوق نہیں پائے جاتے، لہذا ہم اس مقام پر مذکورہ مسائل اور ان میں موجود غلط فہمیوں کو برطرف کرنے کے لئے ان میں سے بعض موارد کو پیش کرتے ہیں۔

بلوغ:

اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ دین اسلام میں عورتوں پر مردوں سے ۶ سال پہلے شرعی احکام کیوں واجب ہو جاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب واضح ہے اور وہ یہ کہ چونکہ لڑکیاں جسمانی اور فکری اعتبار سے ۹ سال کی عمر میں بالغ ہوتی ہیں لہذا شریعت اسلام نے ان پر شرعی احکام و فرائض کو چھ سال پہلے لاگو فرمایا ہے، لڑکیوں کے فکری رشد کا اندازہ مدارس میں موجود طلبہ اور طالبات سے کیا جاسکتا ہے، اکثر مشاہدات میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ ۹ سالہ لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان عقل کے اعتبار سے کافی فرق پایا جاتا ہے، اس عمر میں لڑکوں کی نسبت لڑکیوں کی فکری توانائیاں دوچندان ہوتی ہیں، لہذا اسی فکری رشد کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے لڑکیوں کو لڑکوں سے پہلے مکلف بناتے ہوئے بعض امور میں انہیں استقلال بھی عطا فرما دیا ہے، جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِذَا بَلَغَتِ الْجَارِيَةُ تِسْعَ سَنِينَ دَفَعَ إِلَيْهَا مَالَهَا، وَ أَقْبَمَتِ الْحُدُودَ التَّامَّةَ لَهَا وَ عَلَيْهَا (وسائل الشیخ ج ۱۸- ص ۱۱۴)

یعنی جب لڑکیاں نو (۹) سال کی ہو جائیں تو ان کا مال انہیں دے دیا جائے (چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق رکھتی ہیں) اور اسی عمر سے ان کے حق میں یا ان کے خلاف احکام و حدود النسیہ جاری کی جائیں گی۔

اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں جہاں ۹ سال کی عمر میں خواتین کو مکلف بنایا گیا ہے وہیں انہیں یہ اختیار بھی دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مال میں خود تصرف کر سکیں، اور اگر فوراً کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کو یہ شرف عطا کیا ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں مردوں سے پہلے حاضر ہو جاتی ہیں جو کہ اللہ کی جانب سے ان پر ایک خاص عنایت و کرم کی دلیل ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اس کے برعکس معتزین (کہ جن میں غرہی مالک شامل ہیں) کے یہاں لڑکیوں کے بلوغ کے لئے کوئی خاص عمر معین نہیں ہے، لہذا مختلف ادوار اور مالک میں ۱۶ سے ۱۸ سال کو ان کے بلوغ کی عمر قرار دیا گیا ہے، جن میں وقت و مکان اور سیاستوں کی بنیاد پر تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے، جبکہ دین اسلام میں چودہ سو سال سے آج تک ایک ہی حکم ہے کہ جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا۔

ناقص العقل، ناقص الخلق، ناقص الایمان:

ائمہ عظیم السلام سے بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ عورتیں ناقص العقل، ناقص الخلق اور ناقص الایمان میں مثلاً امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

معشر الناس ان النساء نواقص الایمان، نواقص الخلق، نواقص العقل

اے لوگو، بیشک خواتین کا ایمان ناقص، ان کا ارث میں مرد سے حصہ کم، اور ان کی عقلیں ناقص ہیں، اس روایت یا اس جیسی دوسری روایات^(۱) کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ دین اسلام میں خواتین کو مردوں سے کم سمجھا جاتا ہے، جبکہ اعتراض کرنے والے نے مذکورہ حدیث کی تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنے لئے ایک

رائے قائم کر لی ہے، امام علی مقام نے تینوں باتوں کی وجہ کو بھی اسی حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے:

فاما نقصان ایماتهن ففقودهن عن الصلاة الصوم فی ایام حیضهن

ان کے ناقص الایمان ہونے کی دلیل ایام حیض میں ان کا نماز اور روزہ سے محروم ہونا ہے۔

و اما نقصان عقولهن فشهادة امرأتین منهن كشهادة الرجل الواحد

ان کے ناقص العقل ہونے کی وجہ ان میں سے دو عورتوں کی گواہی کا ایک مرد کی گواہی کے برابر ہونا ہے۔

و اما نقصان خلقهن فمواريثهن على الانصاف

اور ان کا ناقص الخلق ہونا اس لئے ہے کہ انہیں ارث میں مردوں کا نصف حصہ ملتا ہے۔

^۱ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اسلام سے روایت نقل کی کہ حضور نے فرمایا: یا ایہذا المرأۃ لانک ناقصت الذین و العقل (نکار

﴿ تجلیات حسین ﴾

اس حدیث کے ادراک کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہاں نقص سے مراد کسی قسم کا نقص و عیب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حالت حیض میں عورتوں کو روزہ اور نماز جیسے فریضہ سے معذور رکھا ہے، لہذا جہاں حالت حیض میں نماز واجب ہی نہ ہو تو وہاں نقص کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی، نقص اس جگہ پر کما جائے گا کہ جہاں واجب موجود ہو اور اس پر عمل نہ کیا جائے، لہذا اس مقام پر نقص کا مطلب نماز اور روزہ جیسے واجبات کو ان سے برطرف کرنا ہے، اور اس کے علاوہ اگر کوئی عورت حالت حیض میں نماز کے وقت مصلے پر بیٹھ کر ذکر و تسبیح میں وقت گزارے تو اسے نماز کا ثواب عطا کیا جاتا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں حدیث شریف میں نقص سے مراد عورت میں کمی نہیں بلکہ اس کے لئے اللہ کی طرف سے سہولت کا تذکرہ ہے۔

پھر امام عالی مقام نے فرمایا کہ عورتیں ناقص العقل ہیں جس کی وجہ ان کی دو گواہیوں کا مرد کی ایک گواہی کے برابر ہونا ہے، امام کی اس فرمائش سے بھی عورتوں میں کسی قسم کا نقص ظاہر نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو کچھ ایسی خصوصیات دی ہیں کہ جو عورتوں کو عطا نہیں کی گئیں اور جو خصوصیات عورتوں میں ہیں وہ مرد میں نہیں پائی جاتیں جیسے مرد جہانی طور پر قوی ہوتا ہے لیکن عورت کی تخلیق مرد کے مقابلہ میں نازک و لطیف ہے، اسی طرح عورتوں میں احساسات و عاطفہ، شرم و حیا مرد کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہے، لہذا اگر عورت جہانی طور پر مرد سے قوی نہ ہو، یا مرد میں احساسات کم پائے جائیں تو یہ ان میں کسی قسم کی کمی اور نقص کی دلیل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مصالح خلقت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں اسی طرح خلق فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کی ذمہ داریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں عورت کی نسبت عاطفہ کو کم اور عقل کو زیادہ رکھا ہے تاکہ وہ معاش کی تلاش اور دیگر مشکل امور کو حل کر سکے، لیکن عورت میں عقل پر احساسات کو غالب فرمایا ہے تاکہ عورت ماں بننے کے فرائض اور تربیت اولاد جیسی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی مقام پر کوئی مادہ ہو جائے تو عورتیں مرد کی نسبت زیادہ حساس ہو جاتی ہیں، اور اس حالت میں ان میں فیصلہ اور تشخیص کی قدرت کم نظر ہو جاتی ہے، اسی لئے دین اسلام نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر رکھا ہے تاکہ اگر ان میں

﴿ تجلیات حسین ﴾

سے ایک بھول جانے تو دوسرے کی یاد دہانی سے حادثہ کی تفصیلات کو درک کیا جاسکے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى (بقرہ ۲۸۲)

پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں کہ جن کی گواہی پر تم راضی ہو کو گواہ بناؤ تاکہ اگر ان میں سے ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دہانی کروادے، حضرت امیر کے اس مدلل بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ حکم بھی مرد و عورت میں خلقت و صفات کے فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے صادر کیا گیا ہے، لہذا کسی بھی صورت سے نواقص العقل کے معنی ذہنی شور میں کمی کے نہیں ہیں کیونکہ چہ بسا مدارس میں طالبات کی بیٹن رفت طلبہ سے پیشتر نظر آتی ہے، اور ایک حکیم و مدبر امام سے یہ بات دور ہے کہ وہ کبھی طور پر عورتوں کو کم شور قرار دیں۔

اب جاں تک وراثت میں عورتوں کو آدھا حصہ ملنے کا سوال ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دین اسلام میں عورت کی ذمہ داری یا باپ پر عائد ہوتی ہے یا پھر شوہر پر، جبکہ عورت پر کسی کی کفالت واجب نہیں ہے، لیکن مرد پر واجب ہے کہ وہ والدین، زوجہ اور اولاد کے اخراجات اٹھائے جبکہ عورتیں اس ذمہ داری سے معاف رکھی گئی ہیں، لہذا جو پیسہ انہیں ملتا ہے وہ صرف انہیں کا ہوتا ہے اور مرد کے اخراجات زیادہ ہیں لہذا اس کا حصہ دوگنا قرار دیا گیا ہے، جو کہ عین عدل الہی ہے۔

حجاب:

حجاب کے مسئلہ میں دین اسلام پر دو اعتراض کئے جاتے ہیں، ایک یہ کہ اسلام میں حجاب کیوں واجب کیا گیا ہے اور یہ حجاب عورتوں پر ہی کیوں واجب ہے؟

پہلے سوال کے سلسلہ میں یہ کما جائے گا کہ یہ تصور غلط ہے کہ اسلام ہی میں عورتوں پر حجاب واجب ہے، جبکہ تمام اقوام و مذاہب میں حجاب کا وجود ثابت ہے، گرچہ اس کی حدود اور طریقہ میں فرق پایا جاتا ہے، لہذا الہی مذاہب

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

(جیسے یہودیت و مسیحیت) کے ساتھ ساتھ بت پرستوں میں بھی حجاب کا نظریہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ محض عورتوں کے تحفظ کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

دوسری طرف یہ بھی کہنا غلط ہوگا کہ اسلام میں صرف عورت پر حجاب واجب کیا گیا ہے جبکہ اس دن میں مردوں کے لئے بھی حجاب موجود ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ، وَ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (سورہ نور آیت ۳۰-۳۱)

اور اے پیغمبر اسلام آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی زیادہ پاکیزہ بات ہے اور بیشک اللہ ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے، اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جواز خود ظاہر ہے۔

مذکورہ آیت میں مردوں کا حجاب عفت داری اور نگاہوں کا نیچا رکھنا ہے، لیکن عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نگاہوں کو نیچا رکھنے اور عفت داری کے ساتھ ساتھ زینت کے مقامات کو بھی مردوں سے چھپائیں تاکہ اس ذریعہ سے ان کی حفاظت ہو اور وہ اشرار کے گزند سے محفوظ رہ سکیں، لہذا دین اسلام یا کسی بھی مذہب میں حجاب عورت کی حفاظت و وقار کا ذریعہ ہے، کیونکہ عورت کی مثال موتی یا اس قیمتی زیور کی سی ہے کہ جسے صدف یا صندوق میں رکھا جاتا ہے۔

یعنی بھی اعتراضات عورت کے سلسلہ میں کئے جاتے ہیں اگر معترضین تعصب کے بغیر ان کے جوابات کو مسلمانوں سے حاصل کر لیں تو پھر کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی، دین اسلام نے کسی بھی مقام پر عورت کو نیچا نہیں دکھایا بلکہ قرآن مجید تو ان خواتین کا قصیدہ پڑھتا ہے کہ جنہوں نے عفت و حجاب کے ساتھ ساتھ عظیم قربانیاں پیش کیں، جن میں جناب ہاجرہ (زوجہ حضرت ابراہیم)، آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون)، افاقہ (مادر حضرت موسیٰ)،

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

صفیاء (زوجہ حضرت موسیٰ)، بقیس (ملکہ صبا)، حنہ (مادر حضرت مریم)، حضرت مریم (مادر حضرت عیسیٰ) جیسی نیک اور پاک بیبیاں شامل ہیں۔

ان پاک بیبیوں کے علاوہ تاریخ اسلام میں بھی کچھ ایسی شخصیات گزری ہیں کہ جنہوں نے وقت آنے پر ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں کہ جن کی وجہ سے دین اسلام تروتازہ ہو گیا، جن میں ان خواتین کا نام سرفہرست ہے جنہوں نے کربلا میں دین کی بقاء کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کر کے جان کی عورتوں کی لئے ایک مثال قائم کر دی کہ اگر دین خدا کو کسی بھی قسم کی قربانی درکار ہو تو کربلا کی بیبیوں کی مثال ان کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔

بیشک ہمیں کربلا میں ماضی ہونے والی بیبیوں کے کارناموں کی مثال کسی اور مقام پر نظر نہیں آتی چونکہ شدائے کربلا کی صعوبتیں انکی شہادت پر ختم ہو گئیں، لیکن کربلا میں موجود بیبیوں نے اسیری کا زخم بھی برداشت کیا اور کربلا سے کوفہ، کوفہ سے شام، اور شام سے مدینہ کی ساری سختیوں اور تکلیفوں کو برداشت فرمایا۔

لہذا ایسی شیر دل ماؤں اور بہنوں کی سوانح حیات کا جائزہ لینا ایک ضروری امر ہے، اسی مقصد کے تحت حسین دائرۃ المعارف کے مصنف آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے اس دائرۃ المعارف کی تین جلدوں کو ناصرات امام حسین علیہ السلام سے مخصوص فرمایا ہے کہ جس میں انکی سوانح حیات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، ہم اس مقام پر کتب معجم انصار الحسین النساء جلد اول (جو ۵۱۱ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۹ میلادی کو زیر طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے) میں موجود ناصرات امام حسین علیہ السلام کی سوانح حیات پر الفبا کی ترتیب کے مطابق اہل روشنی ڈالتے ہیں۔

ام اسحاق بنت طلحہ التیمیہ:

ام اسحاق تقریباً سنہ ۳۰ھ کو متولد ہوئیں اور سنہ ۹۳ھ کے بعد آپ نے وفات پائی، آپ کا نام ہی ام اسحاق تھا چونکہ تاریخ میں اس کے علاوہ کوئی اور نام آپ کے لئے ذکر نہیں کیا گیا ہے، امام حسن علیہ السلام نے آپ سے عقد فرمایا جس کے نتیجہ میں اللہ نے آپ کو طلحہ نامی فرزند عطا کیا، امام حسن علیہ السلام نے شہادت کے موقع پر امام حسین سے

﴿ تجلیات حسین ﴾

وصیت فرمائی کہ وہ آپ کے بعد ام اسحاق سے عقد فرمائیں، عدت وفات کے بعد امام حسین علیہ السلام نے آپ سے عقد کیا جس کے نتیجے میں فاطمہ صغریٰ اور علی اصغر^(۱) متولد ہوئے، ام اسحاق کربلا میں موجود تھی اور آپ نے دیگر بیٹیوں کی طرح اسیری کی تمام صعوبتوں کو تحمل فرمایا۔

امامہ بنت ابی العاص الجبشہ:

آپ تقریباً سنہ ۶ قبل از ہجرت کو متولد ہوئیں، حضرت علی علیہ السلام نے ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۱ھ میں آپ سے عقد فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمد الاوسط اور عبد الرحمن نامی دو فرزند عطا فرمائے جو کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے، گرچہ تاریخی شواہد کے مطابق جناب امامہ تقریباً سنہ ۳۹ھ یا بروایت دیگر سنہ ۵۷ھ میں وفات پا گئیں، لیکن مورخ مازندرانی نے کا آپ کا تذکرہ ان خواتین میں کیا ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں جس سے یہ پتہ چلتا کہ ان کے نزدیک امامہ کی وفات سنہ ۶۱ھ کے بعد واقع ہوئی ہے۔

ام بشیر فاطمہ بنت ابی مسعود الخزرجیہ اور ام حبیب بنت عباد الشعلبیہ:

آپ تقریباً سنہ ۷ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے بارے میں زیادہ تفصیل موجود نہیں ہیں لیکن قدر مسلم یہ ہے کہ معرکہ کربلا میں آپ بھی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ حاضر ہوئیں، لہذا آپ کی وفات سنہ ۱۱ھ کے بعد واقع ہوئی، اسی طرح کربلا میں حاضر ہونے والی شخصیتوں میں ام حبیب بنت عباد کا بھی نام ملتا ہے کہ جن کی ولادت تقریباً سنہ ۳ قبل از ہجرت، اور وفات تقریباً سنہ ۱۱ھ میں واقع ہوئی۔

^۱۔ آیت اللہ کرباسی کے نزدیک جناب علی اصغر کی والدہ کا نام ام اسحاق تھا، گرچہ مشہور قول کے مطابق جناب رباب کو مادر علی اصغر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، واللہ العالم۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

ام الحن بنت الحن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ:
ام الحن تقریباً سنہ ۳۸ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام بشیر فاطمہ بنت ابی مسعود تھا، کربلا میں آپ کی عمر تقریباً بارہ سال تھی، جب خیام امام حسین پر دشمنوں نے حملہ کیا تو آپ گھوڑوں کی ناپوں میں آکر شہید ہو گئیں، ظاہر آپ کو امام حسین علیہ السلام کے پائنتی دفن کیا گیا ہے۔

ام الحنین بنت الحن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ:
ام الحنین تقریباً سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام بشیر فاطمہ بنت ابی مسعود تھا، عصر عاشور جب خیام امام حسین پر دشمنوں نے حملہ کیا تو آپ اپنی بہن ام الحن کے ساتھ گھوڑوں کی ناپوں میں آکر شہید ہو گئیں، ظاہر آپ کو بھی امام حسین علیہ السلام کے پائنتی دفن کیا گیا ہے۔

ام خدیجہ:

آپ تقریباً قبل از سنہ ۲۵ھ کو متولد ہوئیں، آپ کا شمار حضرت امیر المومنین کی کنیزوں میں ہوتا ہے، حضرت امیر سے آپ کو خدیجہ نامی بیٹی ہوئی جن کا عقد عبد الرحمان الاکبر بن عقیل (شہید کربلا) سے ہوا، ام خدیجہ اپنی بیٹی خدیجہ کے ساتھ کربلا میں حاضر ہوئیں۔

ام سعید بنت مرہ الشقیہ:

ام سعید قبل از سنہ ۵۵ھ متولد ہوئیں، حضرت امیر نے تقریباً سنہ ۲۰ھ شہر مدینہ میں آپ سے عقد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر سے آپ کو تین لڑکیاں اور ایک لڑکا عطا فرمایا جن کے نام بترتیب یہ ہیں:

﴿ تجلیات حسین ﴾

(الف) ام الحمن - ولادت سنہ ۲۱ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ - (ب) رملۃ الکبریٰ - ولادت سنہ ۲۲ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ - (ج) عمر الاوسط - ولادت سنہ ۲۳ھ وفات سنہ ۳۸ھ - (د) ام کلثوم الصغریٰ - ولادت ۲۴ھ وفات قبل از سنہ ۴۰ھ۔

مورخ مازندرانی نے ام سعید بنت عروہ کا تذکرہ کر بلا میں حاضر ہونے والی خواتین کے ذیل میں کیا ہے، لیکن چونکہ شیخ کرباسی کی تحقیق کے مطابق ام سعید سنہ ۳۵ھ کو وفات پا گئیں تھیں لہذا آپ کے نزدیک ام سعید کا کر بلا میں حاضر ہونا ایک بعید امر ہے۔

ام شعیب الخرمیہ:

آپ سنہ ۲ قبل از ہجرت کو متولد ہوئیں، اور سنہ ۲۰ھ میں بطور کنیز حضرت امیر المومنین کے گھر تشریف لائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت علی سے تین لڑکیاں عطا کیں:

(الف) نفیہ بنت علی - ولادت سنہ ۲۲ھ وفات بعد از سنہ ۶۱ھ - (ب) نینب صغریٰ بنت علی - ولادت سنہ ۲۳ھ وفات قبل از سنہ ۴۰ھ - (ج) رقیہ صغریٰ بنت علی - ولادت سنہ ۲۴ھ وفات بعد از سنہ ۶۱ھ۔

مورخ مازندرانی نے اپنی کتاب معالی السبطین میں ذکر کیا ہے کہ رقیہ صغریٰ بنت علی اپنی مادر گرامی ام شعیب کے ساتھ کر بلا میں حاضر ہوئیں، جبکہ محقق آیت اللہ محمد صادق الکرباسی کی تحقیق کے مطابق ام شعیب کی وفات بعد از ۴۰ھ ہو چکی تھی جس کی بنا پر ان کا کر بلا میں حاضر ہونا ان کے نزدیک غیر قابل قبول ہے۔

ام فاطمہ:

آپ قبل از سنہ ۹ھ متولد ہوئیں، اور سنہ ۲۳ھ میں آپ کو حضرت علی علیہ السلام کی کنیزی کا شرف موصول ہوا، اللہ نے آپ کو حضرت علی سے فاطمہ نامی دختر عطا کی کہ جن کا عقد لوسعید بن عقیل (شید کر بلا) سے ہوا، ام فاطمہ اپنی بیٹی فاطمہ اور داماد لوسعید کے ساتھ کر بلا میں حاضر ہوئیں جہاں لوسعید بن عقیل شید کئے گئے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

ام کلثوم صفری بنت محمد اللہ بن جعفر الطیار بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ:
آپ کی ولادت تقریباً سنہ ۳۰ھ کو ہوئی، زینب کبریٰ بنت علی آپ کی مادر گرامی تھیں، امام حسین علیہ السلام نے آپ کا عقد قاسم بن محمد الاکبر بن جعفر الطیار سے فرمایا، آپ اپنی مادر گرامی جناب زینب سلام اللہ علیہا اور شوہر جناب قاسم بن محمد الاکبر کے ساتھ کربلا میں حاضر ہوئیں تھیں۔

ام کلثوم کبریٰ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ:
حضرت امام علی علیہ السلام کی پاریشیاں تھیں:
(الف) زینب کبریٰ بنت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔ ولادت سنہ ۶، شہادت سنہ ۶۲ھ۔ جناب زینب کی کنیت ام کلثوم تھی۔
(ب) ام کلثوم کبریٰ بنت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔ ولادت سنہ ۹ھ وفات سنہ ۶۱ھ۔ جناب ام کلثوم کا نام زینب تھا۔

(ج) زینب صفری بنت ام شعیب الخزومیہ۔ ولادت سنہ ۲۳ وفات سنہ ۳۰ھ۔ آپ کی کنیت ام کلثوم تھی۔
(د) ام کلثوم صفری بنت ام سعید الثقفیہ۔ ولادت سنہ ۲۴ھ وفات سنہ ۳۰ھ۔ آپ کا نام زینب تھا۔
امام علی علیہ السلام کی چاروں بیٹیوں کے نام زینب جن میں سے ہر ایک کی کنیت ام کلثوم تھی، اس مقام پر ہماری گفتگو ام کلثوم کبریٰ بنت زہرا سلام اللہ علیہا کے بارے میں ہے، آپ کی ولادت ۱۶ شعبان سنہ ۹ھ میں واقع ہوئی، گرچہ اہل سنت کے یہاں یہ مشہور ہے کہ آپ کی شادی عمر ابن خطاب کے ساتھ ہوئی لیکن مذہب امامیہ کے نزدیک یہ بات صحیح نہیں ہے، چونکہ جن سے حضرت عمر کا عقد ہوا وہ ام کلثوم بنت جریول الانصاریہ تھیں نام میں مشابہت کی وجہ سے مورخین شبہ کا شکار ہو گئے جبکہ جناب ام کلثوم بنت علی کا عقد خود حضرت امیر نے اپنے بھتیجے عون بن جعفر طیار سے فرمایا تھا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

جناب ام کلثوم کو عون بن جعفر طیار سے اولاد نہ ہو سکی، دونوں زن و شوہر کربلا میں حاضر ہوئے جہاں دین اسلام کی بقاء کے لئے جناب عون نے بام شہادت نوش فرمایا، بعد از واقعہ عاشورا جناب ام کلثوم اسیر ہوئیں اور جناب زینب کی طرح کوفہ اور شام میں آپ نے فصیح و بلیغ خطبے ارشاد فرمائے، مدینہ واپسی کے بعد سنہ ۶۱ھ ہی میں آپ نے دار فانی کو وداع فرمایا۔

ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ:

جناب ام کلثوم تقریباً سنہ ۱۲ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے والد کا نام فضل اور والدہ کا نام صفیہ تھا، امام حسن علیہ السلام نے آپ سے سنہ ۲۶ھ میں عقد فرمایا جن سے محمد الاصفہر (ولادت سنہ ۳۷، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ) اور فاطمہ صغریٰ متولد ہوئے، جناب ام کلثوم سے امام حسن علیہ السلام کی سنہ ۳۶ھ میں طلاق واقع ہوئی، لیکن کتاب معالی السبطین میں آپ کا شمار کربلا میں حاضر ہونے والی خواتین میں کیا گیا ہے، لہذا قوی احتمال اس بات کا ہے کہ آپ اپنے فرزند محمد الاصفہر کے ساتھ معرکہ کربلا میں حاضر ہوئی ہوں جو اپنے چچا کے ساتھ کربلا میں تشریف لائے اور اسیر بنائے گئے۔

اس مقام پر ہم یہ چاہیں گے کہ امام حسن علیہ السلام کی ازواج اور ان کی اولاد کا تذکرہ کریں کیونکہ بنی امیہ نے امام حسن علیہ السلام کی عظمت کو کم کرنے کے لئے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ امام عالی مقام نے تین سو عورتوں سے عقد فرمایا، جبکہ یہ بات حق و حقیقت سے دور ہے چونکہ امام حسن علیہ السلام کی مختلف زمانوں میں آٹھ بیویاں اور ۲۰ کنیزیں تھیں، جن کی تفصیل ہمیں تاریخ میں کچھ اس طرح سے ملتی ہے:

امام حسن کی ازواج اور انکی اولاد

۱۔ فاطمہ بنت عقبہ الخزرجیہ (ولادت تقریباً سنہ ۷ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ): امام حسن علیہ السلام نے سنہ ۱۹ھ میں آپ سے عقد فرمایا، جناب فاطمہ بنت عقبہ کی امام حسن سے ہونے والی اولاد کے نام یہ ہیں:

﴿ تجلیات حسین ﴾

زید (ولادت سنہ ۲۰ھ، وفات سنہ ۱۲۰ھ)، ام الخیر رملہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۰ھ، وفات سنہ ۳۱ھ)، احمد (ولادت سنہ ۳۲ھ شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام کربلا)، ام الحن الصغریٰ (ولادت تقریباً سنہ ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام کربلا)، بشیر (ولادت تقریباً سنہ ۳۸ھ شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام کربلا)، ام الحسین (ولادت تقریباً سنہ ۳۹ھ شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام کربلا)۔

۲۔ ام کلثوم بنت فضل الماشیہ (ولادت تقریباً سنہ ۱۲ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)، امام حن علیہ السلام نے تقریباً سنہ ۲۶ھ میں آپ سے عقد فرمایا جن سے محمد الاصغر (ولادت سنہ ۳۷ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ) اور فاطمہ صغریٰ پیدا ہوئے۔

۳۔ جعدہ بنت الاشعث الکعمیہ (ولادت سنہ ۲۲ھ، وفات بعد از سنہ ۵۰ھ) امام حن علیہ السلام نے جعدہ بنت اشعث سے تقریباً سنہ ۳۶ھ کو عقد فرمایا، جعدہ کو امام حن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

۴۔ خولہ بنت مطہور الغزالیہ (ولادت تقریباً سنہ ۱۰ھ، وفات قبل از سنہ ۶۱ھ) سے امام حن علیہ السلام نے تقریباً سنہ ۳۶ھ میں عقد فرمایا، جن سے انہ نے آپ کو حن شنی (ولادت سنہ ۳۹ھ، شہادت سنہ ۹۲ھ) محمد الاکبر نامی فرزند عطا کئے۔

۵۔ ام اسحاق بنت طلحہ التیمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۰ھ، وفات بعد از سنہ ۹۳ھ) سے امام حن علیہ السلام نے تقریباً سنہ ۳۸ھ کو عقد فرمایا جن سے طلحہ بن حن تقریباً سنہ ۴۹ھ کو متولد ہوئے۔

۶۔ عائشہ بنت غلیفہ اسمعیہ: امام حن علیہ السلام نے اپنی اس زوجہ کو طلاق دی تھی۔

۷۔ حصہ بنت عبد الرحمن التیمیہ: امام علی مقام نے اپنی اس زوجہ کو بھی طلاق دی تھی۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۸۔ ہمدان سہیل الحامیہ۔

یہ تھیں امام حسن علیہ السلام کی وہ ازواج کہ جو مختلف زمانوں میں امام علی مقام کے عقد میں تھیں اب ہم آپ کی کنیزوں اور ان کی اولاد کی طرف روشنی ڈالتے ہیں:

امام حسن علیہ السلام کی کنیزیں اور ان سے آپ کی اولاد:

- (۱)۔ ریلہ ام آرونی ہمدانی (فارسی): آپ کو امام حسن علیہ السلام سے اسماعیل و حمزہ نامی دو فرزند ہوئے۔ (۲)۔
- رباب المازنیہ (الآریہ): بھڑین حسن (ولادت سنہ ۴۹ھ، وفات سنہ ۱۱۱ھ) آپ کے فرزند تھے جو کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے۔ (۳)۔ حمیدہ الغریبہ: آپ کے عبد اللہ الاوسط (ولادت سنہ ۴۱ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ، بمقام کربلا) اور عبد الرحمان (ولادت سنہ ۴۹ھ) نامی دو فرزند تھے۔ (۴)۔ زینب الجلیلیہ: عبد اللہ الاصغر (ولادت سنہ ۴۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ) آپ کے فرزند تھے جو کربلا میں شہید ہوئے۔ (۵)۔ رملہ الرومیہ (جو ہمارے درمیان ام فروہ کے نام سے مشہور ہیں): جناب قاسم آپ کے فرزند تھے جو سنہ ۴۱ھ کو متولد ہوئے اور سنہ ۱۱۱ھ ہجری کو کربلا میں شہید ہوئے۔ (۶)۔ قصبہ ام مرازم: آپ کے ایک فرزند تھے کہ جن کا نام مرازم تھا۔ (۷)۔ ناحیہ ام یحیوب: آپ کے فرزند کا نام یحیوب تھا۔ (۸)۔ نرجس الرومیہ: آپ کی دو بیٹیاں تھیں کہ جن کا نام ام الحسن الکبریٰ اور بنت الحسن تھا۔ (۹)۔ ملیکہ ام الحسن: آپ کی دختر کا نام ام الحسن الوسطی تھا۔ (۱۰)۔ الصبا: ام سلمہ آپ کی دختر تھیں۔ (۱۱)۔ ماصمہ ام رقیہ: رقیہ آپ کی بیٹی تھیں۔ (۱۲)۔ صافیہ زنجیہ (ولات تقریباً ۵ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۱۱۱ھ):
- امام حسن علیہ السلام سے آپ کو ایک دختر ہوئی کہ جن کا نام فاطمہ کبریٰ (ولادت تقریباً سنہ ۴۰ھ، وفات تقریباً سنہ ۷۰ھ) تھا۔ (۱۳)۔ ام عقیل: آپ کے فرزند کا نام عقیل تھا۔ (۱۴)۔ ام علی اصغر: آپ کے فرزند کا نام علی اصغر تھا۔ (۱۵)۔ ام علی الاکبر: آپ کے فرزند کا نام علی اکبر تھا۔ (۱۶)۔ ام عمرو الثقیف: آپ کے فرزند کا نام عمرو تھا جو تقریباً سنہ ۳۷ھ کو متولد ہوئے اور سنہ ۱۱۱ھ کو کربلا کے میدان میں شہید کئے گئے۔ (۱۷)۔ ام یحییٰ: آپ کے بیٹی نامی فرزند تھے۔ (۱۸)۔ ام عبد الرحمان: آپ کے فرزند کا نام عبد الرحمان تھا۔ (۱۹)۔ ام سکینہ: آپ کی دختر کا نام سکینہ

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

تھا۔ (۲۰)۔ نفیلہ الدینیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۹ھ، وفات بعد از سنہ ۱۱ھ): آپ کے ایک فرزند کا نام لایوکر تھا جو سنہ ۴۴ھ کو مقتول ہوئے اور سنہ ۶۱ھ کو کربلا میں شہادت پائی۔

یہ تھے امام حسن علیہ السلام کی ازواج، کنیزوں اور ان سے آپ کی اولاد کے اسماء کہ جن کا تذکرہ اہل نسب نے تاریخ میں کیا ہے، ہماری اس تفصیل سے جی امیہ اور ان کے پیروکاروں کا مذکورہ پر ویکٹوڈ باطل ہو جاتا ہے۔

ام وحب بنت وحب نصرانی:

ام وحب بنت وحب تقریباً سنہ ۲۹ھ کو مقتول ہوئیں، آپ کے شوہر اور فرزند کا نام بھی وحب تھا، آپ اور آپ کے فرزند (جو کہ نصرانی تھے) نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر اسلام قبول فرمایا۔

اکثر مورخین آپ کے فرزند وحب بن وحب اور وحب بن عبد اللہ کلبی کو ایک فرد سمجھتے ہیں، جبکہ وحب بن عبد اللہ لہنی مادر گرامی قر، والد عبد اللہ کلبی اور زوجہ ہانیہ کوفیہ کے ساتھ کربلا تشریف لائے تھے کہ جہاں یہ تمام افراد شہید کئے گئے، وحب بن عبد اللہ کے گھرانے کی ہر فرد ابتداء سے مسلمان اور شیعہ علی تھی۔

لیکن جناب وحب بن وحب اور آپ کی مادر گرامی مسلمان نہ تھے بلکہ آپ دونوں نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر اسلام قبول فرمایا، شیخ صدوق (محمد بن علی بن حسین قمی) نقل فرماتے ہیں کہ روز عاشورا جب وحب بن وحب میدان کا زار میں تشریف لے گئے اور ایک عظیم جنگ کے بعد شہریت شہادت نوش فرمایا تو عمر سعد نے آپ کا سر کٹ کر خیام حسینی کی طرف اٹھال دیا، یہ دیکھ کر آپ کی مادر گرامی ام وحب نے تلوار اٹھائی اور مقتول کی طرف جانے لگیں اس وقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے ام وحب عورتوں پر جاد واجب نہیں ہے، واپس چلی آؤ، بیٹیک تمہارا اور تمہارے فرزند کا مقام جنت میں میرے مانا رسول اللہ کے ساتھ ہے، پھر امام نے آپ کو شہادت کی بشارت دی اور اس طرح آپ نے بھی کربلا میں شہادت پائی، قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ کے فرزند جناب وحب بن وحب کا شہادت کے موقع پر عقد نہیں ہوا تھا۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

برۃ (فتح الباء وفتح الراء المشددة):

برہ امام حسین علیہ السلام کی کنیز تھیں، جب شہرمانو مادر امام سجاد علیہ السلام حالت نفاس میں رحلت فرما گئیں تو امام حسین علیہ السلام نے امام سجاد کی کھالت کے لئے برہ کو معین فرمایا، جو آپ کے ساتھ کربلا میں حاضر ہوئیں، جناب برہ کی وفات سنہ ۶۱ھ کے بعد واقع ہوئی۔

ام احمد:

ام احمد قبل از سنہ ۳۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ محمد بن عقیل کی زوجہ تھیں کہ جن سے اللہ نے آپ کو احمد نامی فرزند عطا فرمایا، بعض ارباب مقاتل نے آپ کا تذکرہ کربلا میں حاضر ہونے والی خواتین کے ذیل میں کیا ہے، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی وفات سنہ ۶۱ھ بعد واقع ہوئی۔

ام الحسن بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

ام الحسن تقریباً سنہ ۲۱ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے والد حضرت علی اور والدہ ام سعید بنت عروہ تھیں، رملہ کبریٰ، عمر اوسط اور ام کلثوم صفری آپ کے سگے بھائی بہن تھے، آپ کا سب سے پہلا عقد جعدہ بن بہیرہ الخزومی سے ہوا جن سے اللہ نے آپ کو عبد اللہ اور یحییٰ نامی دو فرزند عطا فرمائے، سنہ ۴۱ھ میں شوہر کی وفات کے بعد آپ نے جعفر اکبر بن عقیل سے عقد فرمایا جن کے ساتھ آپ کربلا تشریف لائیں اور جہاں آپ کے شوہر نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہادت نوش فرمایا، شوہر کی شہادت کے بعد آپ اسیر ہوئیں یہاں تک کہ امام سجاد کے ساتھ مدینہ واپس لوٹیں، آپ کی وفات شہر مدینہ میں واقع ہوئی، اور قاہرہ آپ کو بقیع میں دفنایا گیا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ام القاسم:

ام القاسم قبل از سنہ ۲۳ھ متولد ہوئیں، آپ کا عقد محمد اکبر بن جعفر بن ابیطالب سے ہوا جو سنہ ۳۷ھ کو جنگ صفین میں شہید کئے گئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمد اکبر بن جعفر سے قاسم نامی فرزند عطا فرمایا جو آپ کے ساتھ کربلا تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اس قدر جنگ کی کہ مجروح ہوئے اور کربلا کے بعد اسیر بھی بنائے گئے۔

ام محمد:

ام محمد قبل از سنہ ۲۰ھ متولد ہوئیں، آپ اپنے فرزند محمد بن لوسعید بن عقیل بن ابیطالب بن عبدالمطلب کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ کے فرزند نے امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کر دی، ام محمد کی وفات بعد از سنہ ۶۱ھ میں واقع ہوئی۔

بحرہ ہنت مسعود الخرمیہ:

آب تقریباً سنہ ۳۶ھ کو متولد ہوئیں، کربلا میں آپ اپنے شوہر جتادہ بن کعب بن حث انصاری اور اپنے فرزند عمرو بن جتادہ کے ساتھ حاضر ہوئیں، جہاں آپ کے شوہر اور فرزند دونوں درجہ شہادت پر فائز ہوئے، روایات کے مطابق شوہر کی شہادت کے بعد آپ نے اپنے فرزند کو زہر پسنائی اور جنگ کی اجازت کے لئے امام کی خدمت میں بھیجا، چونکہ عمرو بن جتادہ گیارہ سال کے تھے اور کچھ ہی دیر پہلے آپ کے والد شہید ہوئے تھے لہذا امام عالی مقام نے ماں کا لحاظ کرتے ہوئے اجازت نہیں دی، یہ دیکھ کر عمرو نے کہا: مولا میری ماں نے مجھے یہ زہر باندھ کر بھیجا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہیں کہ میں بھی درجہ شہادت پر فائز ہو جاؤں، اس اشتیاق شہادت کو دیکھ کر امام عالی مقام نے عمرو کو جنگ کی اجازت دی، جب عمرو شہید ہوئے تو دشمنوں نے آپ کے سر کو لشکر امام حسین کی طرف اچھال دیا، بحرہ نے اپنے فرزند کے سر کو اٹھایا اور اسے واپس قاتلین کی طرف پھینک دیا۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

جلالہ منت الی طالب العاشع:

آپ سنہ ۲۸ قبل از ہجرت کو مکہ مکرمہ میں متولد ہوئیں، آپ کے والد لوطا اب اور والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں، آپ کا عقد مغیرہ بن مارث بن عبد المطلب سے ہوا کہ جن سے آپ کو تین بیٹے (جعفر، عبد اللہ، عبید اللہ) اور ایک بیٹی (حانکہ) پیدا ہوئی، آپ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ حاضر ہوئیں جہاں آپ نے اپنی آنکھوں سے اپنے فرزند عبد اللہ کی شہادت کو دیکھا، واقعہ کربلا کے بعد آپ نے اسیری کے ستم بھی سہے اور کاروان امام سجاد کے ساتھ مدینہ واپس لوٹیں۔

حمیہ:

آپ تقریباً سنہ ۲۸ھ کو متولد ہوئیں، آپ کا شمار امام حسن علیہ السلام کی کنیزوں میں ہوتا ہے، عبد الرحمن بن حسن آپ کے فرزند تھے کہ جن کے ساتھ آپ کربلا میں حاضر ہوئی تھیں۔

صلیہ (ح مضموم، فون مکھوی مطروح و مشد):

آپ قبل از سنہ ۵۵ھ کو متولد ہوئیں، آپ کو امام حسین علیہ السلام نے نوفل بن مارث بن عبد المطلب سے خریدا تھا، آپ سے سم نامی شخص نے عقد کیا جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منج نامی فرزند عطا فرمایا جن کے ساتھ آپ کربلا تشریف لائیں، کربلا کی اس معرکہ آرا جنگ میں منج درجہ شہادت پر فائز ہوئے، زیارت ناحیہ میں امام عسکری علیہ السلام نے منج پر یوں سلام بھیجا:

السلام علی منجج مولیٰ الحصین۔

تجلیات حسین

حمیدہ بنت مسلم بن عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
 جناب حمیدہ سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے والد مسلم ابن عقیل اور ماں رقیہ صفری^(۱) بنت امیر المومنین تھیں، لہذا
 امام حسین علیہ السلام آپ کے اور آپ کے شوہر عبد اللہ الاحول (جن کی ماں کا نام زینب صفری بنت علی تھا اور جو
 امام حسین علیہ السلام کی بہن تھیں) بن محمد بن عقیل کے ماموں تھے۔
 یہ وہی حمیدہ ہیں کہ جب کربلا کے راستہ میں جناب مسلم ابن عقیل کی شہادت کی اطلاع ملی تو امام حسین علیہ السلام
 نے آپ کے سر پر دست شفقت پھیرا تھا، آپ کربلا میں اسیر ہوئیں اور جب قید سے واپسی ہوئی تو کچھ مدت کے بعد
 جناب عبد اللہ الاحول^(۲) بن محمد بن عقیل (جو کہ آپ کے خالہ زاد بھائی اور مچھا کے بیٹے بھی تھے) نے آپ سے
 عقد فرمایا۔

ندجہ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ
 جناب ندجہ بنت علی تقریباً سنہ ۳۹ھ میں متولد ہوئیں، آپ کا عقد عبد الرحمن (ولادت سنہ ۳۷ھ) بن عقیل بن ابی
 طالب سے تقریباً سنہ ۵۳ھ کو ہوا، جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند سعد (ولادت سنہ ۵۴ھ) اور عقیل (ولادت
 سنہ ۵۵ھ) عطا فرمائے، آپ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ کربلا تشریف لائیں جہاں آپ کے شوہر شہید ہوئے اور دونوں
 فرزند خوف و ہراس کی شدت کی وجہ سے شہید ہو گئے جس کے بعد آپ اسیر بنائی گئیں اور امام سجاد کے ساتھ مدینہ واپس
 لوئیں۔

۱۔ رقیہ صفری بنت علی، زینب صفری بنت علی اور نفیہ بنت علی سگی بہنیں تھیں کہ جن کی مادر گرامی کا نام ام شعیب الخزومیہ تھا،
 (معجم انصار الحنین الرجال ج ۱ ص ۸۲)۔

۲۔ عبد اللہ الاحول کی مادر گرامی زینب صفری بنت علی تھیں، اور جناب حمیدہ کی والدہ رقیہ صفری بنت علی تھیں، لہذا دونوں کی مائیں ایک
 دوسرے کی بہنیں تھیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

غلیدہ:

جباب غلیدہ قبل از سنہ ۶۱ھ متولد ہوئیں، آپ جباب عقیل بن ایطاب کی کنیز تھیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین فرزند عطا کئے جن کے نام تاریخ میں کچھ اس طرح سے بیان کئے گئے ہیں:

- ۱۔ عبد اللہ الاکبر (ولادت سنہ ۲۰ھ، شہادت ۶۱ھ)۔ ۲۔ عبد اللہ الاصغر (ولادت سنہ ۲۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔ ۳۔ عبد الرحمن الاکبر (ولادت سنہ ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ) آپ اپنے فرزندوں کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ کے تینوں فرزند امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید کئے گئے، فرزندوں کی شہادت کے بعد آپ نے امام سجاد علیہ السلام کے ساتھ اسیری کی سختیوں کو تحمل فرمایا یہاں تک کے مدینہ واپس ہوئیں، سنہ ۶۱ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی، قاہرا آپ کو جنت البقیع میں دفنایا گیا ہے۔

فوصاء بنت عمرو المصائب:

- جباب فوصاء تقریباً سنہ ۸۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی کنیت ام البنین تھی، جباب عقیل بن ایطاب نے سنہ ۱۵ھ میں آپ سے عقد فرمایا جن سے آپ کو چار فرزند اس ترتیب کے ساتھ ہوئے:
- ۱۔ یزید بن عقیل، آپ کی کوئی اولاد نہ تھی، آپ ہی کے نام پر جباب عقیل کی لویزید قرار پائی۔
 - ۲۔ لوسعید بن عقیل (ولادت سنہ ۶۱ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)، آپ نے فاطمہ بنت علی سے عقد فرمایا، جو آپ کے ساتھ کربلا میں حاضر تھیں۔
 - ۳۔ جعفر الاکبر بن عقیل (ولادت سنہ ۳۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)، آپ نے ام الحسن بنت علی سے عقد فرمایا، جو آپ کے ساتھ کربلا میں حاضر تھیں۔
 - ۴۔ موسیٰ بن عقیل (ولادت سنہ ۳۸ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)، آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

جنابِ فوصاء اپنے تین فرزندوں (یعنی ابوسعید، جعفر الاکبر اور موسیٰ) کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ کے تینوں بیٹے شہید کئے گئے، جس کے بعد آپ نے اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ اسیر بنائی گئیں یہاں تک کہ امام سجاد علیہ السلام کے ساتھ مدینہ واپس لوٹیں۔

فوصاء بنتِ فاضل بن زید بن عثمان الوائلی:

جنابِ فوصاء تقریباً سنہ ۱۱ھ کو متولد ہوئیں، آپ کا عقد عبد اللہ الاکبر بن جعفر طیار سے ہوا جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمد الاصفیٰ، عبید اللہ اور ابوبکر نامی تین فرزند عطا کئے، صاحبِ معالیٰ نے آپ کا تذکرہ کربلا میں حاضر ہونے والی خواتین میں کیا ہے۔

رباب بنتِ امریاء القیس بن مدی بن اوس بن جابر بن کعب بن حلیم الکدعی:

رباب بنتِ امریاء القیس سنہ ۶ھ کو متولد ہوئیں، چونکہ آپ کے والد دومۃ الجندل میں مقیم تھے لہذا احتمال قوی ہے کہ آپ کی ولادت دومۃ الجندل^(۱) یا اس کے اطراف میں واقع ہوئی ہو، آپ کی دواور بڑی بہنیں (محیاء اور سلمیٰ) تھیں، محیاء سے حضرت علی اور سلمیٰ سے امام حسن علیہما السلام نے عقد فرمایا تھا، جنابِ رباب کا عقد امام حسین علیہ السلام سے سنہ ۱۹ھ میں واقع ہوا، آپ امام حسین علیہ السلام کی پہلی زوجہ تھیں جو ادب و اخلاق، حسن و جمال، عقل و فہم میں دوسری عورتوں پر برتری رکھتی تھیں اسی لئے امام عالی مقام نے آپ سے انس و محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ آج دومۃ الجندل سیریا کی اس شاہ راہ پر واقع ہے کہ جو شہر مدینہ پر غلبہ ہوتی ہے، یہ وہی مقام ہے کہ جہاں جنگِ صفین کے بعد حکمین نے فیصلہ کیا تھا۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

لَعَنَكَ اِثْنَيْنِ لَاخْبُتْ دَلَا، ثَجُلْ بِهَا سَكُونَتُهُ وَ الزَّيْلُ^(۱)----- تمہاری قسم کہ میں اس گھر کو دوست رکھتا ہوں کہ جس میں سکینہ و رباب موجود ہوں۔

جواب رباب سے تین بیٹیاں اور ایک فرزند متولد ہوئے، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ فاطمہ کبریٰ۔ ولادت سنہ ۲۰، وفات سنہ ۱۱۰ھ۔

۲۔ سکینہ۔ ولادت سنہ ۴۲، وفات سنہ ۱۱۷ھ۔

۳۔ رقیہ۔ ولادت سنہ ۵۷۔ شہادت سنہ ۶۱ھ۔

۴۔ عبد اللہ۔ ولادت دس محرم سنہ ۶۱، شہادت سنہ ۶۱ھ۔

جواب رباب، فاطمہ کبریٰ، سکینہ، رقیہ اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لے گئیں، آپ کو امام علی مقام سے اس قدر محبت تھی کہ بعد از شہادت آپ نے بے شمار مرثیے کے جنہیں وہ صبح و شام پڑھ کر گریہ زاری کرتی تھیں، لکھا گیا ہے کہ آپ کے مرثیے کو سننے بہت ساری عورتیں جمع ہوتی تھیں اور عزا داری کے بعد ستر (2) بطور تبرک تقسیم کیا جاتا، تاکہ اسے کھا کر امام حسین علیہ السلام پر زیادہ سے زیادہ گریہ کیا جاسکے۔

امام حسین علیہ السلام نے جناب رباب کے بعد بڑھتی ہوئی منزلہ ذیل خواہشیں سے مختلف زمانوں میں عقد دائم فرمایا:

۱۔ امام حسین علیہ السلام نے سلاف (لموت) قضایہ سے سنہ ۲۰ھ کو آپ کا عقد فرمایا جن سے جعفر بعد از سنہ ۲۱ھ اور قاتلہ و سلی (۳) متولد ہوئے، سلاف سنہ ۳۰ھ سے پہلے ہی مدینہ میں وفات پا گئیں۔

۱۔ دیوان امام الحسین من الشعر المنسوب الیه، تألیف آیت اللہ محمد صادق الکرکری، جلد اول ص ۱۹۳۔

۲۔ ستوں کو تحفہ چڑھوں سے بنایا جاتا ہے، بعض لوگ اسے بچے ہونے جو یا آنے سے بناتے ہیں کہ جس میں فکر بھی ملانی پاتی ہے۔

۳۔ آیت اللہ محمد صادق الکرباسی کے نزدیک یہی وہ فاطمہ و سبطی تھیں کہ جو ملالت و بیماری کی وجہ سے کربلا میں حاضر نہ ہو سکیں جبکہ فاطمہ صغریٰ و کبریٰ دونوں کربلا میں موجود تھیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۲۔ سنہ ۳۰ھ میں امام حسین علیہ السلام کا عقد سیدہ شاہ زنان بن یزدگرد ثالث ساسانی سے مدینہ میں ہوا، جن سے ام کلثوم (ولادت سنہ ۳۱ھ)، زینب (ولادت سنہ ۳۲ھ)، امام سجاد (ولادت سنہ ۳۳ھ) پیدا ہوئے، جناب شاہ زنان سنہ ۳۳ھ میں وفات پا گئیں۔

۳۔ سنہ ۳۵ھ میں آپ نے جناب لیلی بنت ابی مرہ الثقفیہ سے مدینہ میں عقد فرمایا جن سے علی اکبر سنہ ۳۸ھ کو کوفہ میں متولد ہوئے، جناب لیلی نے سنہ ۶۳ھ میں وفات پائی۔

۴۔ سنہ ۳۸ھ میں امام حسین علیہ السلام نے سیدہ حانکہ بنت زید العدیہ سے مدینہ میں عقد فرمایا جن سے ابراہیم سنہ ۴۸ھ کو مدینہ میں متولد ہوئے اور محسن سنہ ۶۱ھ کو شہر حلب میں سقط ہو گئے، جناب حانکہ نے سنہ ۶۱ھ کے بعد وفات پائی۔

۵۔ سنہ ۵۰ھ میں آپ نے ام اسحاق سے عقد فرمایا جن سے فاطمہ صغری (ولادت سنہ ۵۱ھ) اور علی اصغر سنہ ۶۰ھ کو متولد ہوئے، جناب ام اسحاق نے سنہ ۶۱ھ کے بعد مدینہ میں وفات پائی۔

رقیہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیؓ:

جناب رقیہ سنہ ۵۷ھ کے اواخر میں متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام رہاب بنت امریہ القیس تھا، آپ کربلا میں حاضر ہوئیں اور اسیری کی تمام صعوبتوں کو برداشت فرمایا، ۶ صفر سنہ ۶۱ھ کو زندان شام میں آپ کی شہادت واقع ہوئی، آج بھی آپ کا مقبرہ شام کی سرزمین پر موجود ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

رقیہ صفری بنت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

جناب رقیہ صفری سنہ ۲۲ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام شعیب الخزومیہ تھا، جناب مسلم ابن عقیل نے پہلے جناب رقیہ کبری^(۱) بنت علی سے عقد فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو عبد اللہ الاکبر (ولادت ۳۲ھ - شہادت ۶۱ھ) اور علی (ولادت ۳۳ھ - شہادت سنہ ۶۱ھ) نامی فرزند عطا کئے، اور جب سنہ ۳۵ھ میں رقیہ کبری کا انتقال ہوا تو آپ نے رقیہ صفری بنت علی (جن کی والدہ کا نام ام شعیب الخزومیہ تھا) سے اسی سال (سنہ ۳۵ھ) میں عقد فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو عبد اللہ الاصغر (حبیب اللہ) (ولادت ۳۶ھ - شہادت ۶۱ھ)، حمیدہ (ولادت ۳۹ھ - وفات تقریباً سنہ ۱۳۲ھ)، عائکہ (ولادت ۵۲ھ - شہادت ۶۱ھ) محمد الاصغر (ولادت ۵۳ھ - وفات ۶۲ھ) اور ابراہیم (ولادت ۵۴ھ - وفات ۶۲ھ) جیسے فرزند عطا فرمائے۔

رقیہ صفری بنت علی کے فرزند عبد اللہ الاصغر کربلا میں شہید ہوئے، محمد اصغر اور ابراہیم (مشہور بہ پسران مسلم) کوفہ میں شہید ہوئے، بعد از شہادت امام حسین جب غیموں کو لوٹا جا رہا تھا تو اسی وقت عائکہ گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آکر شہید ہو گئیں، اور حمیدہ لہنی ماں جناب رقیہ بنت علی کے ساتھ اسیر بنائی گئیں اور امام سجاد کے ساتھ مدینہ واپس لوٹیں۔

رملۃ الکبری بنت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

رملۃ الکبری^(۲) تقریباً سنہ ۲۲ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام سعید بنت عروہ بن مسعود تھا، آپ کا عقد عبد اللہ مطلبی (شہید کربلا) سے ہوا، آپ کی اولاد کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا ہے، البتہ آپ کے شوہر کربلا میں

۱- رقیہ کبری بنت علی کی مادر گرامی کا نام صباء بنت ربیعہ الخزومیہ تھا، محمد انصار الحسین الماشمون جلد ۱ ص ۸۳۔

۲- حضرت علی کی ایک اور بیٹی تھیں کہ جن کا نام رملۃ الصفری تھا، جن کی ماں کا نام تارخج میں ام رملۃ الصفری ذکر کیا گیا ہے، محمد انصار الحسین الماشمون جلد ۱ ص ۸۳۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

شہید ہوئے اور آپ اسیر بنائی گئیں، آپ کی تاریخ وفات تک بھی ہمیں دستری موصول نہ ہو سکی، ممکن ہے کہ آپ کی وفات امام سجاد کے ساتھ مدینہ لوٹنے کے بعد ہوئی ہو۔ واللہ العالم۔

ردہ الرومی:

جناب ردہ امام حن علیہ السلام کی کنیز تھیں جن کے بارے میں احتمال ہے کہ وہ روم کی فتومات میں اسیر بنائی گئی ہوں، آپ کی ولادت قبل از سنہ ۴۱ھ کو ہوئی، چونکہ علماء متاخرین کے نزدیک مشہور ہے کہ جناب قاسم کی ماں ردہ تھیں لہذا آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، آپ کی حیات طیبہ کے بارے میں مزید اطلاعات تک ہمیں دستری موصول نہ ہو سکی، البتہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں تھیں۔

روضہ خادمہ رسول اللہ:

جناب روضہ کی ولادت قبل از ہجرت، قبل از سنہ ۵ھ میں واقع ہوئی، آپ رسول گرامی قدر کی کنیز تھیں جنہوں نے ساری زندگی فائدان اہل بیت کی خدمت میں گزار دی، آپ نے بعد از رسول بیت حضرت علیؑ میں تقریباً چودہ سال خدمت کی پھر جناب زینب کے گھر چلی آئیں جہاں آپ نے تقریباً پچاس سال آپ کی خدمت کی یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں اور اسیری کے مقام کو بھی تحمل فرمایا، اور امام سجاد علیہ السلام کے ساتھ مدینہ واپس لوٹیں۔

زینب بنت الحمن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

امام باقر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے آپ کا نام زینب بعض نے فاطمہ اور بعض دیگر نے ام عبد اللہ ذکر کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر امام علیہ السلام کی مادر گرامی کا نام فاطمہ،

﴿ تجلیات حسین ﴾

لقب زینب، کنیت ام عبد اللہ تھی، امام حسن علیہ السلام کی یہ دختر نیک اختر تقریباً قبل از سنہ ۴۳ھ کو متولد ہوئیں، کتب متفق میں آپ کے کربلا میں حاضر ہونے کے بارے میں تذکرہ نہیں ملتا ہے لیکن چونکہ امام باقر علیہ السلام کربلا شریف لائے تھے اور آپ کمن بھی تھے لہذا اس بات سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شاید آپ کی مادر گرامی بھی کربلا میں حاضر ہوئی ہوں، مگر یہ کہ کہا جانے کہ آپ کسی مرض کی بناء پر مدینہ ہی میں رہ گئیں۔ واللہ العالم۔

زینب صغریٰ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ:

زینب صغریٰ سنہ ۲۳ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام شعیب الخزومیہ تھا، نفیہ (ولادت سنہ ۲۲ھ وفات بعد از سنہ ۶۱ھ) اور رقیہ صغریٰ (ولادت سنہ ۲۴ھ وفات بعد از سنہ ۶۱ھ) آپ کی سگی بہنیں تھیں، زینب صغریٰ نے سنہ ۳۷ھ میں محمد الاکبر ابن عقیل سے عقد فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو دو فرزند عطا فرمائے، عبد اللہ الاحول^(۱) (ولادت سنہ ۳۸ھ وفات سنہ ۱۴۲ھ) اور جعفر (ولادت سنہ ۳۹ھ شہادت روز عاشوا سنہ ۶۱ھ)۔

مورخ مازندرانی نے اپنی کتاب محالی السبطین میں نقل فرمایا ہے کہ جناب زینب صغریٰ اپنے شوہر محمد الاکبر ابن عقیل کے ساتھ کربلا میں حاضر ہوئیں جہاں آپ کے شوہر اور آپ کے فرزند جعفر شہید کئے گئے۔

زینب کبریٰ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشیہ:

جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا سنہ ۶ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی فاطمہ زہرا، والدہ حضرت علی، نانا رسول خدا، مائی جناب خدیجہ، دادا حضرت ابوطالب اور دادی فاطمہ بنت اسد تھیں، آپ کا نام زینب، لقب عقیلہ بنی ہاشم، ملیکہ عرب، سیدہ بطحاء اور کنیت ام کلثوم تھی، جس وقت آپ کی ولادت ہوئی تو جناب زہراء سلام اللہ علیہا نے

^۱۔ عبد اللہ احول نے امام صادق علیہ السلام کے دور کو درک فرمایا اور سنہ ۱۴۲ھ تک حیات پائی آپ اپنے دور میں تھیہ اور محدث کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

مولا علی کو آپ کا نام معین کرنے کے لئے کہا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں اس امر میں رسول اللہ پر سبقت حاصل نہیں کر سکا، لہذا جب دونوں حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نومولود کی مانگنا کی تجویز رکھی تو حضورؑ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے فرمان کا منتظر ہوں، اسی وقت جناب جبریل امین درود و سلام کے ساتھ نازل ہوئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ اس نومولود کا نام اللہ تعالیٰ نے زینب معین فرمایا ہے، اس طرح آپ کا نام زینب معین ہوا یعنی وہ بیٹی کہ جو اپنے باپ کی زینت ہے، مانگنا ہی کے بعد رسول اسلام نے حضرت زینب کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور گریہ کرنے لگے، حضرت زہراء سلام علیہا نے جب گریہ کا سبب پوچھا تو حضورؑ نے ان مصائب کو بیان فرمایا کہ جو آئندہ اس نومولود پر وارد ہونے والے تھے، حضرت زہراء سلام علیہا نے پوچھا کہ بابا جو میرے اس مولود کی مصیبت پر گریہ کرے گا اس کا ثواب کیا ہوگا؟ تو حضورؑ نے فرمایا جو زینب پر رونے سے اسے حن و حسین پر رونے کا ثواب نصیب ہوگا۔

جناب زینب کبریٰ کو رسول گرامیؑ قدس، حضرت زہراءؑ، امام علیؑ، امام حنؑ، امام حسینؑ، امام سجادؑ، امام باقرؑ علیہم السلام کی مصاحبت کا شرف حاصل ہوا، آپ علم و تقویٰ و زہد کے بلند مراتب پر فائز تھیں، امام سجاد علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا:

انت بحمد اللہ عالمۃ غیر مطعمۃ و فہمۃ غیر مفہمۃ

یعنی محمد اللہ آپ ایسی عالمہ ہیں کہ جن کا کوئی معلم نہیں، اور ایسی فہمیدہ ہیں کہ کسی کو انہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں، آپ نے مذکورہ معصومین سے روایات نقل کی ہیں اور آپ سے بی شمار اصحاب پیغمبر نے بھی روایت کی ہے کہ جن میں عبد اللہ ابن عباسؓ، عبد اللہ بن جعفرؓ، محمد بن عمرو الباشیؓ، عطاء بن سائبؓ جیسے اصحاب شامل ہیں۔

مورخ شیخ عبد اللہ امقانی لکھتے ہیں کہ چونکہ امام سجاد علیہ السلام کربلا میں تیار تھے لہذا امام حسین علیہ السلام نے امامت کی بعض امتیازات جناب زینب سلام اللہ علیہا کے سپرد رکھے، اور چند وصیتیں بھی آپ کو فرمائیں یہاں تک کہ امام حسین اور امام سجاد علیہما السلام نے بھی اگر ولایت اور احکام الہیہ کو بیان کرنے میں آپ کو اپنی نائبہ خاصہ بنایا تھا اسی لئے لوگ امام سجاد علیہ السلام کی شفا یابی تک ملال و حرام الہی کے جاننے کے لئے جناب زینب کبریٰ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

آپ کے فہم و علم کا یہ عالم تھا کہ امام علی علیہ السلام نے کمسنی میں آپ سے فرمایا کہ اے میری نور نظر وادہ (ایک) کو، تو جناب زینب نے اپنی زبان سے وادہ کہا، پھر امام نے فرمایا بیٹا امین (دو) کو تو آپ نے فرمایا بابا میں اپنی زبان کہ جس سے ابھی ابھی میں نے وادہ کہا ہے امین (دو) کیسے کہہ سکتی ہوں؟ اس سے آپ کا اشارہ خدا کے ایک ہونے (توحید) کی طرف تھا۔

کسی اور موقع پر جناب زینب نے حضرت امیر سے پوچھا کہ کیا آپ ہم سے محبت کرتے ہیں تو امام نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ سے محبت نہ کروں تو جناب زینب نے فرمایا کہ بابا جان محبت خدا سے ہوتی ہے اور آپ ہم سے محبت نہیں بلکہ شفقت فرماتے ہیں۔

جب حضرت امیر سنہ ۳۱ھ میں کوفہ تشریف لے گئے تو لوگوں کی درخواست پر جناب زینب سلام اللہ علیہا نے عورتوں کو تفسیر قرآن اور دوسرے علوم دینیہ سے بہرہ مند فرمایا، ایک مرتبہ آپ عورتوں سے کھیمس کی تفسیر بیان فرما رہی تھیں کہ امام علی علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے بیٹی کی آواز سنی تو فرمایا اے زینب یہ حروف کربلا میں آپ کے بھائی حسین پر پڑنے والی مصیبت کو بیان کرتے ہیں۔

جناب زینب کی شادی جناب عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی گرچہ کئی خواستگاروں نے خواستگاری کی لیکن امام علی مقام نے سب کو رد فرمادیا، جب آپ اپنے شوہر کے گھر تشریف لائیں تو جناب عبداللہ کے مال میں برکت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کو مال کثیر عطا فرمایا، لیکن شوہر کے میاں سب کچھ ہونے کے باوجود زہد کا یہ عالم تھا کہ امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ

انھا ما اخذت شیئا من یومھا لغدھا ابدا

میری چھو بھی جناب زینب نے کسی بھی وقت کل کے لئے آذوقہ و مال دنیا کو جمع نہیں فرمایا، امام مجاہد کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ جناب زینب جو کچھ گھر میں ہوتا یا تو اسے مصرف میں لاتیں یا پھر راہ خدا میں خرچ کر دیتیں۔

آپ کی عفت و پاکدامنی کا عالم یہ تھا کہ گرچہ آپ عصمت کبریٰ کے درجہ پر فائز نہیں تھیں لیکن آپ کو عصمت صغریٰ ضرور ماحصل تھی، گرچہ ابھی آپ کا بچپن تھا لیکن بیٹی مازنی کہتا ہے کہ میرا گھر حضرت علی کے پردوس

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

میں تھا لیکن نہ میں نے کبھی نہ نب کو دیکھا اور نہ ہی کبھی ان کی آواز سنی، اور جب بھی وہ ناما رسول اللہ کی زیارت پر ہاتھیں تورات میں گھرے اس حالت میں نکلتیں کہ امام حن آپ کے واسطے، امام حسین آپ کے بائیں جانب اور حضرت علی آپ کے آگے ہوتے تھے اور جب روضہ رسول پر پہنچتے تو حضرت علی قدموں کو بجا دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ جب امام حن نے پراخ بھانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگ آپ کی بہن نہ نب کو دکھ سکیں۔

جناب نہ نب سلام اللہ علیہا کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی نوافل کو ترک نہیں فرمایا اسی لئے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

يَا اَهْلَ الْاَيْمَانِ لَا تَمْسِكُنِي فِي نَافِلَةِ اللَّيْلِ

اے بہن مجھے نماز شب میں نہ بھولنا، فاطمہ بنت حسین فرماتی ہیں کہ جناب نہ نب سلام اللہ علیہا نے شب عاشور بھی نماز شب کو ترک نہیں فرمایا، امام مجاہد نے فرمایا کہ میری پھوپھی نے کربلا سے شام کے سفر کی مشقتوں میں کسی بھی وقت نماز شب کو ترک نہیں فرمایا، ایک مرتبہ جب میں نے دیکھا کہ آپ نماز بیڑہ کر ادا کر رہی ہیں تو پوچھا: اے پھوپھی آپ کے بیڑہ نماز پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ دشمن ہم سب کو چوبیس گھنٹے میں صرف ایک روٹی دیتے ہیں، لہذا ہمیں کی بیٹابی کو دکھ کر میں اپنا حصہ انہیں دے دیتی ہوں جس کی وجہ سے میرے بدن پر اس قدر ضعف طاری ہے کہ میں بیڑہ کر نوافل ادا کرتی ہوں۔

جناب نہ نب سلام اللہ علیہا ایسی عبادت گزار تھیں کہ آپ کی عبادت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

فرمایا ہے:

إِنَّ رَبَّكَ يَنْظُمُ أُنْثَى ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَنِصْفَهُ وَثَلَاثَةً مِنْ الثَّنِينَ مَضَعٌ (مزل آیت ۲۰)

اے رسول (م) (تھینا آپ (م) کا پروردگار ہاتا ہے کہ آپ (م) کبھی رات کی دو تہائی کے قریب، کبھی نصف شب اور کبھی ایک تہائی (نماز کیلئے) قیام کرتے ہیں اور ایک گروہ آپ کے ساتھیوں میں سے بھی آپ کے

ساتھ عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے، جناب زینب نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ مذکورہ آیت میں اس گروہ سے مراد ہم ہیں جو اپنے ہمد کے ساتھ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ کربلا میں شرکت کی، اور بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام آپ کی شہادت و قیام کے مقاصد کو مسلمانوں کے گھر گھر منتقل فرمایا، آپ نے مصیبتوں پر ایسا صبر فرمایا کہ تاریخ میں کوئی ایسی بی بی نظر نہیں آئیں کہ جن پر ایک دن میں اس قدر مصائب پڑے ہوں اور اس کے باوجود وہ صبر کی اس منزل پر فائز ہو کہ جب ابن زیاد نے پوچھا کہ

کیف رایت صنع اللہ فی الخبیث،

تو تمہارا اس اللہ کے بارے میں کیا خیال کہ جس نے تمہارے بھائی حسین کے ساتھ ایسا سلوک کیا؟ تو آپ نے برجستہ طور پر فرمایا:

ما رایت الا جمیلا

م نے اللہ سے نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا، اور وہ قالم و فاسق و فاجر ہیں کہ جنہوں نے نواسہ رسول کو شہید کر کے ان کے اہلبیت کو اسیر کیا ہے۔

جناب زینب کبری صابرہ ہونے کے ساتھ ساتھ شجاع بھی تھیں جس کا اندازہ آپ کے کوفہ و شام میں دیئے گئے خطبات سے لگایا جاسکتا ہے، جس کے نتیجے میں ابن زیاد و یزید بیسے طاغوت زمانہ آپ کے سامنے زبان دارازی نہ کر سکے، یہاں تک کہ جب آپ شام سے مدینہ واپس لوٹیں، تو آپ نے اہل مدینہ کے سامنے کربلا میں چشم دیدہ مصائب کی تصویر کشی کی جس کی وجہ سے مدینہ والوں میں ایک انقلاب برپا ہو گیا، دلی مدینہ نے جب اس بات کی خبر یزید تک پہنچائی تو یزید نے حکم دیا کہ جناب زینب کبری کو کسی صورت مدینہ چھوڑنے پر مجبور کیا جائے، جناب زینب چند بنی ہاشم کی عورتوں کے ساتھ مدینہ سے آخری مرتبہ رخصت ہوئیں، اور ۲۷ رجب یا شعبان سنہ ۶۱ھ کے اوائل میں شہر

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مصر میں داخل ہوئیں، بعض مورخین^(۱) کہتے ہیں جناب زینب سلام اللہ علیہا کی شہادت اسی شہر میں واقع ہوئی، اور شام میں آپ کی بہن ام کلثوم^(۲) (زینب صغریٰ بنت علی وفاطمہ علیہا السلام) دفن ہیں، جب کہ دیگر علماء کا قول یہ ہے کہ مصر کے بعد آپ شام تشریف لائیں جہاں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور موجودہ مقبرہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا ہی سے منسوب ہے۔

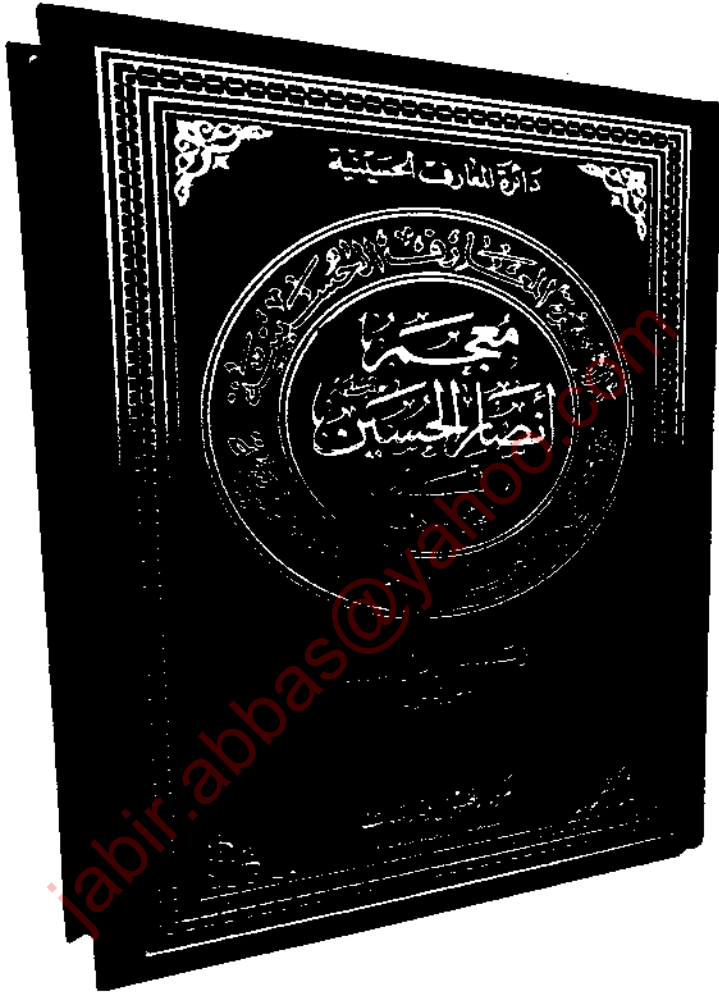
jabir.abbas@yahoo.com

^۱ جن میں خود آیت اللہ محمد صادق کرباسی شامل ہیں۔

^۲ جن کا نام بھی زینب تھا جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ امام علی علیہ السلام کی چار بیٹیوں کا نام زینب اور ان سب کی کنیت ام کلثوم تھی۔

﴿ تجلیات سین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین' تین ہلدوں پر مشتمل ہے جس کی دوسری جلد (جو ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۳ء کو لکھی گئی اور سنہ ۲۰۱۰ء کو زیر طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تکفیس کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تہلیات مسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

کرہا میں خواہین کا کردار (حصہ دوم)
(امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواہین)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بشر کی ہدایت و راہنمائی کے لئے آسمانی کتب اور صحیفوں کو پیغمبران الہی پر نازل فرمایا جن میں سے سب سے آخری کتاب قرآن مجید ہے جو تمام آسمانی لکھنوں پر فضیلت رکھتی ہے، یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں تمام آسمانی لکھنوں کا خلاصہ موجود ہے اسی لئے ذاتِ احدیت نے فرمایا:

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین یعنی کوئی خشک و تر نہیں کہ جس کا تذکرہ کتابِ مبین میں نہ ہو (انعام آیت ۵۹)۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ہدایت دینے والی کتاب میں مرد و عورت سے ایک جیسا خطاب فرمایا ہے، جبکہ بعض لوگوں کو (جن میں مسلمان بھی شامل ہیں) یہ شبہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف مردوں سے خطاب فرمایا ہے، جبکہ یہ سوچ قرآن مجید سے کوسوں دور ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مختلف مقامات پر مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں سے بھی خطاب فرمایا ہے جس پر شاہد و گواہ مندرجہ ذیل آیات ہیں:

۱۔ یا ایہا الناس انا خلقناکم من نکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرکم عند اللہ انتقام ان اللہ علیم خبیر (حجرات، آیت ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد (آدم (ع)) اور ایک عورت (حواء (ع)) سے پیدا کیا ہے اور پھر تمہیں مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے، اور اللہ ہر شے کا جاننے والا اور ہر بات سے باخبر ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

۲۔ فَلَسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّى لَا اُضِيعُ عَمَلٌ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (آل عمران، آیت ۱۹۵)
پس خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا کہ میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

۳۔ وَ مَن يَعْمَلْ مِّنَ الصَّالِحٰتِ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَوْ لَنُكِبْ بِدُخْلُوْنَ الْجَنَّةِ وَلَا يَظْلَمُوْنَ نَقِيرًا (نساء آیت ۱۲۴)
اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت درانحالیکہ وہ مومن ہو تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ مَن عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (نحل، آیت ۹۷)
جو شخص بھی نیک عمل کرے گا وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو ہم اسے پاکیزہ حیات عطا کریں گے اور انہیں ان اعمال سے بہتر جزا دیں گے جو وہ زندگی میں انجام دے رہے تھے۔

۵۔ وَ مَن عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَوْ لَنُكِبْ بِدُخْلُوْنَ الْجَنَّةِ يَرْزُقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (غافر آیت ۴۰)
اور جو نیک عمل کرے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان بھی ہو انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہاں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

۶۔ وَ اِنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى (نحم آیت ۴۵)

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اور اسی اللہ نے زوجین یعنی مرد و عورت کو خلق فرمایا۔

۷۔ فجعل منه الزوجين الذكر والانثى (قیامت آیت ۳۹)

پھر اللہ نے اس جمے ہوئے خون سے زوجین یعنی مرد اور عورت کو بنایا۔

۸۔ ان المسلمين و المسلمات و المومنین و المومنات و القانتین و القانتات و الصادقین و الصادقات و الصابرين و الصابرات و الخاشعين و الخاشعات و المتصدقین و المتصدقات و الصانمین و الصانمات و الحافظین فروعهم و الحافظات و الذاکرین اللہ كثيرا و الذاکرات اعد اللہ لهن مغيرة و اجرا عظیما (ازاب

آیت ۳۵)

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں اور بچے مرد اور بچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عفت کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور خدا کا بھڑت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور عظیم اجر مہیا کر رکھا ہے۔

مذکورہ تمام آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرد و عورت میں کسی قسم کا فرق نہیں پایا جاتا بلکہ ان میں سے جو جتنا پرہیزگار ہوگا وہ اللہ کی نگاہ میں اتنی ہی قدر و قیمت کا حامل ہوگا، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ وہ دین اسلام کہ جو عورتوں کے حقوق کا پاسبان ہے اسی دین کے پیروکار بعض مطالب میں غلط فہمی کا شکار ہو بیٹھے جس کے نتیجہ میں انہوں نے خود کو عورتوں سے برتر و بہتر سمجھنا شروع کر دیا، جو کہ دشمنان اسلام کے لئے ایک ایسا ہتھیار ثابت ہوا کہ جس کے سارے انہوں نے اسلام و مسلمین کو سرکوب کرنے میں کسی قسم کی کسر نہ چھوڑی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مرد کی عورت پر ولایت، مرد کو چار عورتوں سے عقد کرنے کی اجازت، حق طلاق اور اس بیسے دیگر امور ایسے ہیں کہ جن کی بنا پر مردوں نے خود کو عورتوں سے برتر سمجھنا شروع کر دیا، لہذا اگر اس سلسلہ میں وارد شدہ اشکالات پر ہم یہاں اجلی روشنی ڈالیں تو بے جا نہ ہوگا۔

عورت پر مرد کی ولایت:

دن مہین اسلام میں قناعات، ماکہیت اور مرجعیت ایسے مناصب ہیں کہ جو عورتوں کے لئے تجویز نہیں کئے گئے، چونکہ حضرت امیر المومنین کے ارشاد کے مطابق عورت پھول کی مانند ہے^(۱) لہذا ان کے لئے سزاوار نہیں کہ ان کاموں کو انجام دیں کہ جن میں مشقت و زحمت پائی جاتی ہے، لہذا اگر اس دن میں عورت کو کسی منصب سے روکا بھی گیا ہے تو وہ اس کی سولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے معاش کی ذمہ داری مرد کے سپرد فرمائی ہے جیسا کہ ذاتِ امت نے قرآن مجید میں فرمایا:

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض و بما انفقوا من اموالهم (نساء آیت ۳۴)

مرد عورتوں پر سرپرست اور ان کے امور کے نگران ہیں ان فضیلتوں کی بنا پر جو خدا نے بعض کو بعض پر دی ہیں اور اس بنا پر کہ انہوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے۔

^۱ - لفن المرأة ربحقة و ليمت بقهر مقلقة (وسائل الشیخ شرح درعالمی / ج ۸۷ / ۲۰ - باب بیو من آداب مشرة النساء - ص:

(۱۶۸) عورت کی مثال ایک پھول کی سی ہے اور وہ قہرمان نہیں لہذا اس سے وہ کام نہ لئے جائیں کہ جو اسکی خلقت سے موازنہ نہ رکھتے ہوں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی جگ جیسی مشقت سے عورتوں کو معاف رکھا ہے، جو کہ ان کے حق میں اللہ کی جانب سے ایک لطف و کرم ہے، لیکن آج غربی ممالک میں عورتوں کو جگ میں شرکت کی ترغیب دلائی جاتی ہے، جو کہ ان کے حق میں ایک کھلے ظلم کی نشانی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر داری میں ان کے لئے جاد کا ثواب رکھا جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جهاد المرأة حسن التبعيل یعنی عورت کا جاد خوب شوہر داری کرنے میں ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا قیم قرار دیا ہے یعنی تمام مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عورتوں کی ضرورتوں کو پورا کریں، اور چونکہ مرد عورتوں کی تمام ضرورتوں کے ذمہ دار ہیں (و بما انفقوا من اموالهم) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں عورتوں کا سرپرست بنایا ہے۔

بیشک مرد کو سرپرست یا عورت کے امور کا ذمہ دار بنانا صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ عورت کی نسبت جہانی اعتبار سے قوی تر ہے جیسا کہ اللہ نے مذکورہ آیت میں فرمایا بما فضل اللہ بعضهم علی بعض کہ اللہ نے بعض کو بعض دیگر پر (جہانی اعتبار) سے فضیلت دی ہے، لہذا اگر عورت مرد سے جہانی اعتبار سے قوی ہوتی تو اسے مرد کا قیم و سرپرست بنایا جاتا، لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اسی لئے اس نے خلقت کو مد نظر رکھتے ہوئے مردوں کو عورتوں کا ذمہ دار بنایا ہے اور اس کا یہ فیصلہ عدالت پر استوار ہے۔

تحد زوہات:

دینِ مبین اسلام میں مردوں کو ایک ساتھ حد اکثر چار عورتوں سے عقد کرنے کی اجازت دی گئی ہے، قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے ہمیں یہ حکم ہے:

فَانكِحُوا مَا طَلَبَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَ ثَلَاثَ وَ رِبَاعَ فَلَئِنْ خِفْتُمْ اَلَا تَطْلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكُمْ اَدْنٰى اَلَا تَعْلَمُوْنَ (نساء آیت ۳)

تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو دو، تین تین، چار چار سے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ (ان کے ساتھ) عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی (بیوی) کرو۔ یا جو تمہاری ملکیت میں ہوں (ان پر اکتفا کرو) یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ بے انسانی کرو۔

مذکورہ آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ایک سے زائد عقد کی اجازت اسی وقت ہے کہ جب انسان ازواج کے نہایت حدت کے ساتھ پیش آنے کی صلاحیت رکھتا ہو، جبکہ اگر یہ شرط پوری نہ ہو سکتی ہو تو مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہی عقد کو جائز فرمایا ہے۔

﴿ تجلیاتِ صین ﴾

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ باری تعالیٰ نے مردوں کو ایسی اجازت کیوں دی؟ جبکہ یہ حکم نہ عورتوں کے نزدیک قابل قبول ہے اور نہ ہی آج کا دور اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک مرد متعدد عورتوں سے عقد کرے۔

اس سوال کے ذیل میں سب سے پہلے یہ کتنا ہوگا کہ مذکورہ اجازت صرف اجازت ہے کہ جس میں ضروری نہیں کہ ہر مالدار مرد متعدد عورتوں سے عقد کرے اب یہی بات ان دلائل کی کہ جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اجازت فرمائی ہے تو اس ضمن میں روایات و اقوال علماء سے جو وجوہات قابل استفادہ ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں:

۱۔ عورتوں کی تعداد کا مردوں کی تعداد سے زیادہ ہونا، ۲۔ عورتوں کا مردوں کی نسبت جلد بوزھایا یا نہ ہونا، ۳۔ حالت حیض و نفاس اور اسی طرح حالت حل میں تمکین کے لئے میاں نہ ہونا، ۴۔ عورت کا چار ہونا، ۵۔ عورت کا بچہ دار نہ ہونا، ۶۔ مرد کی حاجت، ۷۔ کثرت نسل۔

مذکورہ دلیلوں کے پیش نظر اگر پہلی ہی دلیل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگر اڑھت مجموع دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو تو چار صورتیں ہی قابل تصور ہونگی، مثلاً اگر مردوں کی کل جمعیت ۱۰۰ اور عورتوں کی ۱۵۰ ہو تو اس صورت میں یا تو:

- (الف) سو سے ۵۰ زائد عورتیں آگے آئیں اور اعلان کریں کہ وہ ساری زندگی بغیر عقد کے زندگی گزار دیں گی۔
- (ب) یا کچھ مدت کے لئے ۱۰۰ عورتیں ۱۰۰ مردوں کے ساتھ عقد کریں اور پھر کچھ مدت کے بعد شوہر سے طلاق لے کر دوسری عورتوں کو اجازت دیں، مگر انہیں بھی نکاح کرنے کا حق حاصل ہو سکے اور اس طرح کسی کی حق تکلیفی نہ ہو۔
- (ج) یا ان میں سے کوئی بھی مرد کے عقد ثانی پر راضی نہ ہو جس کے نتیجے میں معاشرہ میں فحشاء بڑھتا جائے، جو کہ دور ماضی کی صورت حال ہے۔

(د) یا اسلام کے قانون کو مانتے ہوئے صرف ان مردوں کو عقد ثانی سے کی اجازت دی جائے جو عدالت و انصاف سے پیش آسکتے ہیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مذکورہ چار صورتوں میں چوتھی صورت ہی اس مسئلہ کا حل ہے کہ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے بشر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے معین فرمایا ہے، اسی طرح اگر دوسری ۶ دلیلوں میں بھی غور و فکر کی جائے تو اس حکم کا فلسفہ و حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ دنیا کی پیشرفت کے ساتھ ساتھ اب لوگ یہ بھی سوال کرنے لگے ہیں کہ اسلام میں مردوں کی طرح عورتوں کو بھی متعدد شوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی، جبکہ غربی ممالک میں عورتیں مختلف اوقات میں مختلف مردوں کے ساتھ زندگی گزارتی ہیں؟

یہ ایک ایسا شیطانی سوال ہے کہ جس کے ذریعہ خواہین کو پوری طرح گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ غربی ممالک میں عورتیں اپنی زندگی میں متعدد مردوں کے ساتھ متعدد اوقات میں زندگی بسر کرتی ہیں لیکن اس پیشرفت کے باوجود بھی ان کے درمیان یہ بات قابل قبول نہیں ہے کہ ایک عورت بیک وقت متعدد شوہر یا پانچزرکھے، چونکہ خود وہ معتقد ہیں کہ اس روش سے نہ نسل کا تحفظ ہو سکتا ہے اور نہ ہی یہ بات عورتوں کے مزاج سے سازگار ہے، گرچہ ان کے مرد اس کے برخلاف ذہنیت و کردار کے حامل ہی کیوں نہ ہوں، اسی فطرت (یعنی عورت کا ایک مرد پر راضی ہونا اور مرد کا اس کے برخلاف ہونا) کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام نے مرد کو چار عقد کی اجازت اور عورتوں کو ایک شوہر کی اجازت فرمائی ہے۔

مسئلہ طلاق:

ایک اور اہم اشکال جو اختیار کی طرف سے اور احیاء بعض مسلمانوں کی طرف سے بھی کیا جاتا ہے وہ ہے طلاق کا مسئلہ کہ طلاق کا حق مرد کو ہی کیوں دیا گیا ہے؟ اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لئے چار صورتیں قابل غور ہیں:

(الف) یا طلاق کا حق صرف مرد کو دیا جائے، (ب) یا طلاق کا حق صرف عورت کو دیا جائے، (ج) یا طلاق کا حق دونوں کو ماحصل ہو، (د) یا طلاق کا حق دونوں میں سے کسی کو نہ ہو بلکہ کسی تیسرے فرد کے ہاتھ میں یہ حق دے دیا جائے، ان چار صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت قابل تصور نہیں ہو سکتی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اب جب ان صورتوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ چوتھی صورت (یعنی طلاق کا حق کسی تیسرے فرد کو دے دیا جائے) کسی کے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کی زندگی کا فیصلہ کوئی اور کرے، اب رہی بات تیسری صورت کی کہ طلاق کا حق دونوں کو دیا جائے تو اس صورت سے بھی زوجین کے درمیان کوئی مل تو نہیں نکلے گا بلکہ اختلاف و کشیدگی اور گھر کے نوٹنے کے امکانات بڑھ جائیں گے، لہذا آخر میں پہلی اور دوسری صورت باقی رہ جاتی ہے، یعنی یا تو مرد کو طلاق کا حق دے دیا جائے یا پھر عورت کو، اس مقام پر دین اسلام نے مندرجہ ذیل دلائل کی بنیاد پر طلاق کا حق مرد کے سپرد کیا ہے:

- ۱۔ نکاح کی ابتدا میں عورت کو پورا حق دیا گیا ہے یعنی وہ چاہے تو عقد پر راضی ہو جائے یا پھر آنے والے رشتہ کو رد کر دے، لہذا چونکہ ابتدا میں نکاح کا اختیار عورت کے ہاتھ میں ہے تو طلاق کا اختیار مرد کو دے دیا گیا۔
- ۲۔ عورت کا مهر، نفقہ، و دیگر ذمہ داریاں مرد کے اوپر ہیں اسی لئے اسے طلاق کا اختیار دیا گیا ہے۔
- ۳۔ اگر طلاق صورتوں کے اختیار میں ہو تو مفیدہ اور نقصانات زیادہ رونما ہونگے، چونکہ عورتیں ہذبات میں غلط فیصلے کر سکتی ہیں۔

گرچہ مذکورہ باتوں کے پیش نظر طلاق کا حق مرد کو موصول ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کو کسی قسم کا اختیار موصول نہ ہو چونکہ دینِ مبین اسلام میں عورتوں کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ عقد کے وقت شرط مقرر کر سکتی ہیں کہ طلاق کا حق انہیں بھی دیا جائے، لیکن اگر عدم علمی کی بنا پر یہ اختیار ان کے پاس نہ ہو تو وہ اختلاف کی صورت میں ماکم شرع کی طرف رجوع کر کے طلاق غلط کی درخواست کر سکتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اگر مرد میں وہ میوہ پائے جائیں کہ جن کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے تو مرد ہی کی طرح عورت کو بھی پورا اختیار ہے کہ وہ احکام میں بیان کردہ میوہ کی بنا پر نکاح کو فسخ کر دے، لہذا کلی طور پر یہ کہنا غلط ہوگا کہ اسلام میں طلاق دینے کا حق صرف مرد کو موصول ہے۔

دنیا کے تمام حقوق دانوں سے میرا اس بات پر چیلنج ہے کہ اگر وہ عورتوں کے حقوق کے متعلق اسلامی قوانین کا جائزہ لیں اور بغیر کسی تعصب کے ہر قانون کے لئے بیان شدہ وجہ و علت کو درک کرنے کی کوشش کریں تو

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

صرف ان کے اعتراضات ہی برطرف نہ ہو گئے بلکہ انہیں یہ نتیجہ حاصل ہو گا کہ دینِ مسبین اسلام میں جو قوانین خواتین کے لئے معین کئے گئے ہیں ان کی مثال کسی ملت و مذہب میں نظر نہیں آتی، یہی وجہ ہے آج غریب ممالک میں بہت ساری عورتیں مسلمان ہوتی نظر آ رہی ہیں۔

اس بات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے کہ اسلامی اقدار و قوانین کے پیش نظر مسلمان خواتین نے تاریخِ بشریت میں ترقی ہی نہیں بلکہ ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں کہ جو بے نظیر ہیں، کربلا کی سرزمین مسلمان خواتین کی اقدار کی بولتی تصویر ہے کہ جہاں خاندانِ اہل بیت کی عورتوں نے عفت، عبادت، زہد، سخاوت، ایثار، صبر، شکر، شجاعت و حریت کا نمونہ قیامت تک آنے والی عورتوں کے لئے پیش کر کے یہ بتا دیا کہ جہاں اسلام کے بچانے میں امام حسین و اصحابِ امانؑ نے قربانیاں دی ہیں وہیں اسی مقصد کے پیش نظر اہل بیتِ درم نے بھی صبر و تحمل کے ساتھ مشکلات کا سامنا کیا۔

لہذا ہر دور کی عورتوں کے لئے کربلائی خواتین نمونہٴ عمل ہیں، اسی اہمیت کے پیش نظر آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے حسینی دائرۃ المعارف کی ۳ جلدوں کو معجم انصارِ حسین (نساء) سے مخصوص فرمایا ہے، جس کی دوسری جلد (جو ۳۸۸ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۱۰ میلادی میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے) میں موجود نامراتِ امام حسین علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ پر ہم الفباء کی ترتیب کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں:

سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشیہ:

جناب سکینہ (سین مضموم، کاف مفتوح) سنہ ۴۲ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئیں، آپ کے والد بزرگوار امام حسین علیہ السلام اور والدہ ماجدہ جناب رباب بنت امرء القیس تھیں، (آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی کے نزدیک شام میں شہید ہونے والی امام حسین علیہ السلام کی بیٹی کا نام رقیہ تھا، جن کی قبر اسی نام سے دمشق میں موجود ہے، اگرچہ بعض دیگر علماء کا نظریہ یہ بھی ہے کہ جناب سکینہ و جناب رقیہ ایک ہی فرد کے دو نام ہیں، واللہ العالم)۔

تجلیاتِ حسین

جناب فاطمہ کبری (ولادت سنہ ۲۰ھ، وفات سنہ ۱۱۰ھ) حضرت رقیہ (ولادت سنہ ۵۵ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ) اور جناب عبداللہ رضیع (ولادت دس محرم سنہ ۶۱ھ، شہادت دس محرم سنہ ۶۱ھ) آپ کے سگے بھائی بہن تھے، آیت اللہ کرباسی کی تحقیق کے مطابق تاریخ میں ائمہ اور ان کی اولاد کی تعداد اور ان کے اسماء کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، اس کی وجہ سلاطین وقت اور مؤرخین کی اہلبیٹ کے ساتھ عداوت و دشمنی تھی ایک وجہ ایک جیسے ناموں کا کثرت سے استعمال تھی، مثلاً فاطمہ کبری، فاطمہ وسطی اور فاطمہ صفری یا علی اکبر، علی اصغر و علی اوسط وغیرہ، اس ضمن میں آیت اللہ کرباسی نے حضرت امام حسین کی اولاد بالخصوص دختران کے بارے میں تحقیق کر کے یہ رائے قائم کی ہے کہ حضرت سکینہ کا نکاح عبداللہ الاکبر^(۱) بن امام حسن علیہ السلام سے ہوا جن سے آپ کو اولاد نہ ہو سکی، عبداللہ الاکبر کربلا میں اپنے معجا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے جس کے بعد آپ ساری زندگی بیوہ رہیں، امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی بعد آپ کو دیگر اسیروں کی طرح اسیر بنایا گیا یہاں تک کہ آپ امام سجاد کے ساتھ قید سے رہا ہو کر مدینہ واپس لوٹیں، کتب مقاتل میں درج ہے کہ گیارہویں محرم کو جب قافلہ کو قنگاہ سے گزرا گیا تو آپ نے خود کو بابا کے جنازے پر گرایا اور امام علی مقام کے گھونے مبارک سے یہ آواز سنی:

شہیدی ما ان شہیدتم ماء عذب فلنکرونی او سمعتم بغریب او شہید فلنبدونی

آیت اللہ کرباسی کی تحقیق کے مطابق جناب سکینہ زمانے کی برکترین عالمہ، فاضلہ، زاہدہ و عابدہ تھیں، آپ کی ذکاوت و فصاحت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ گریہ کرتے ہوئے اپنی مادر گرامی کے پاس پہنچیں تو ماں نے سوال کیا: بیٹا گریہ کا کیا سبب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: من ذل بنی فہبیزۃ فللمنعتین ہابیزۃ یعنی میرے قریب سے شد کی مکھی گزری اور اس نے اپنے باریک دنگ سے مجھے ڈس لیا، جناب سکینہ نے اس کھسکی کے باوجود اپنے کلام میں وزن و سجع کا پورا خیال رکھا جو کہ اس خاندان کی عظمت کی طرف ہماری توجہات کو مبذول کرتا ہے، جناب سکینہ عالمہ و فاضلہ ہونے کے ساتھ ساتھ راویہ بھی تھیں یعنی علماء رہال نے آپ کا شمار روایات ثقات میں کیا ہے۔

^۱ - جناب عبداللہ الاکبر بن امام حسن علیہما السلام سنہ ۲۵ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام نفیدہ تھا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

حسینی دائرۃ المعارف کی اس جلد میں آیت اللہ کرباسی نے لکھا ہے کہ جناب سکینہ سنہ ۱۱۷ھ کو شہر مدینہ میں وفات پاگئیں، مگرچہ بعض لوگوں نے دمشق میں موجود قبر کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ مؤرخ امین^(۱) نے شیخ عباس قمی^(۲) (صاحب مفاتیح الجنان) سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رقیہ بنت امام حسین کی قبر دمشق میں ہے اور اسی شہر دمشق کے قبرستان باب الصغیر میں جو قبر سکینہ کے نام سے موسوم ہے وہ کسی بادشاہ کی بیٹی کی قبر ہے کہ جن کی قبر پر سکینہ بنت الملک کدہ تاجس کے کچھ حصہ بعد یہ شہرت ہو گئی کہ یہ قبر سکینہ بنت الحسین کی ہے جبکہ جناب سکینہ کی قبر مدینہ منورہ کے جنت البقیع میں واقع ہے۔

سلاف (سین مضموم):

جناب سلاف تقریباً سنہ ۱۲ھ میں متولد ہوئیں، آپ حضرت علی علیہ السلام کی کنیز تھیں جو امام حسین علیہ السلام کے گھر منتقل ہوئیں، جب امام حسین علیہ السلام نے جناب شہر بانو سے عقد فرمایا اور امام سجاد متولد ہوئے تو امام حسین نے آپ کو امام سجاد علیہ السلام کی خدمت گزاری کے لئے معین فرمایا، آپ کے شرف کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کو تاریخ میں امام سجاد علیہ السلام کی خادمہ کے نام سے جانا جاتا ہے، جناب سلاف کو خاندان اہلبیت سے اس قدر محبت تھی کہ آپ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لے گئیں اور معرکہ کربلا کے بعد آپ نے اسیری کی سختیوں کو تحمل فرمایا اور امام سجاد علیہ السلام کے ساتھ مدینہ واپس لوٹیں۔

۱۔ آپ کا نام محسن بن عبد الکریم العاطل الحسینی تھا جو سنہ ۱۲۸۳ھ کو متولد ہوئے اور سنہ ۱۳۷۱ھ میں وفات پائی، آپ کا شمار ہر گن علماء شیعہ میں ہوتا ہے، آپ مرقد سیدہ زینب کے جوار میں دفن ہیں۔

۲۔ شیخ عباس قمی ابن محمد رضا سنہ ۱۲۹۳ھ کو شہر قم میں متولد ہوئے آپ کا شمار ان علماء امامیہ میں ہوتا ہے کہ جن کی خدمات قابل تحسین ہیں، آپ کی بہت ساری تالیفات ہیں کہ جن میں سے مفاتیح، سفیر البحار، اور کحل البصر کو خاصی شہرت حاصل ہے، شیخ عباس قمی کی وفات سنہ ۱۳۰۵ھ کو شہر نجف میں واقع ہوئی۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

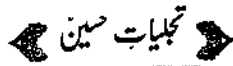
سلی ام الرافع:

جناب سلی تقریباً سنہ ۱۰ قبل ہجرت کو متولد ہوئیں، آپ رسول گرامی قدر کی غامدہ تھیں، حضور کی وفات کے بعد آپ نے حضرت علی، امام حسن اور پھر جناب زینب کے گھر میں خدمت کی اور انھیں کے ساتھ کربلا تشریف لائیں، شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد آپ نے اسیری کے ستم سے، اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے ساتھ مدینہ واپس ہوئیں، آپ کی قبر بخت البقیع میں واقع ہے۔

جناب سلی کے شوہر کا نام ابو رافع ابراہیم تھا، آپ نے جناب جعفر طیار کے ساتھ حبشہ ہجرت کی پھر رسول گرامی قدر کے ساتھ مدینہ ہجرت فرمائی، دو قبلوں کی طرف نماز ادا کی، بیعت عقبی و بیعت رضوان میں رسول گرامی قدر کے ہاتھوں پر بیعت کی، حضور کے بعد امام علی کے ساتھ رہے یہاں تک کے جنگ جمل و صفین و نہروان میں شرکت فرمائی، امام علی کی شہادت کے بعد امام حسن کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے اور سنہ ۴۰ھ میں وفات پائی، کتاب السنن اور کتاب الاحکام والقضایا آپ کی مشہور کتابیں ہیں کہ جن میں آپ نے امام علی علیہ السلام سے روایات کو نقل کیا ہے، علماء شیعہ کے نزدیک آپ کا شمار موثق و معتبر روایات میں ہوتا ہے۔

جناب سلی کو جناب ابراہیم ابو رافع سے عبید اللہ اور علی نامی دو فرزند ہوئے، جن کا شمار حضرت علی علیہ السلام کے قریب ترین اصحاب میں ہوتا ہے، جناب عبید اللہ امام علی کے کاتب تھے، جن کی دو کتابوں بنام قضایا امیر المؤمنین اور کتاب من شہد معہ کو خاصی شہرت ماحصل ہے، آپ نے اس قدر حیات پائی کہ عبد امام محمد باقر علیہ السلام کو درک فرمایا، آپ کے بھائی علی نے بھی فنون فقہ پر کتاب لکھی، آپ دونوں کا شمار راویان ثقات میں ہوتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ جناب سلی کے خاندان کا ہر فرد محب اہل بیت تھا اور علماء شیعہ نے ان میں سے ہر ایک کو ثقہ مانا ہے۔



شاہ زمان بنت یحییٰ ثالث ابن شہر بن ابروین ہرمزین انوشیروان الساسانی:

جناب شاہ زمان ^(۱) سنہ ۱۱۰ھ کو مدائن میں متولد ہوئیں، آپ کے والد ساسانی حکمرانوں کے آخری بادشاہ تھے، جب لشکر اسلام کو ایران پر فتح حاصل ہوئی تو جناب شاہ زمان کو اسیر بنایا گیا، جب آپ مدینہ میں وارد ہوئیں تو مولا امیر المومنین نے فرمایا کہ رسول اسلام کے فرمان کے مطابق (اكرموا هديم كل قوم يعني ہر قوم کے کریم افراد کا احترام کرو)، جناب شاہ زمان کی خرید و فروخت نہ کی جائے، لہذا حضرت امیر المومنین نے اور آپ کے ساتھ تمام مہاجرین و انصار نے اسیروں کا آزاد کر دیا جس کے بعد جناب شہر بنو کو اختیار دیا گیا کہ آپ جس سے چاہیں عقد فرمائیں تو آپ نے امام حسین علیہ السلام کو انتخاب فرماتے ہوئے کہا کہ لشکر مسلمین کے حملہ در ہونے سے پہلے میں نے خواب میں رسول اسلام و حضرت زہرا سلام اللہ علیہما کو دیکھا کہ انہوں نے میرا عقد امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اور انہیں کے ہاتھوں میں مسلمان ہوئی۔

جناب شاہ زمان کے ساتھ ان کی بہن مروارید بھی اسیر ہوئیں جن کا عقد حضرت امیر نے محمد ابن ابی بکر سے فرمایا، شاہ زمان سے امام سجاد اور مروارید سے قاسم نامی فرزند پیدا ہوئے۔

جناب شاہ زمان کی وفات کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ آپ کی وفات امام سجاد علیہ السلام کی ولادت کے بعد حالت نفاس میں ہو گئی، قول مشہور کے مقابلہ میں بعض مورخین نے فرمایا کہ آپ کربلا میں حاضر ہوئیں یہاں تک کہ بعد از کربلا امام سجاد کے ساتھ مدینے لوٹیں اور اسی شہر میں آپ نے وفات پائی، ایک قول یہ بھی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے آپ کو عراق جانے سے پہلے ذیقعدہ کے اواخر میں ایران روانہ کیا تاکہ بعد میں امام ان سے جا

۱۔ مورخین نے امام سجاد علیہ السلام کی مادر گرامی جناب شاہ زمان کے لئے چودہ نام یا القاب ذکر کئے ہیں، آپ کو شاہ زمان کے ساتھ شہر بنو، بنان بنو، بنان شاہ بھی کہا گیا ہے، آپ کے مختلف القاب میں کہ جن میں، علوہ (رخ مسکور و او مفتوح)، غزالہ، سلاطہ، سدر، حرار کو خاص شہرت حاصل ہے، حضرت علی علیہ السلام نے آپ کے لئے شاہ زمان اسم معین فرمایا۔

تجلیاتِ حسین

میں لیکن اس درمیان امام حسین علیہ السلام کی شہادت واقع ہو گئی اور اس طرح جناب شاہ زمان شہری میں مقیم رہیں یہاں تک کہ آپ نے اسی شہر میں وفات پائی^(۱)

صافیہ زنجیہ:

جناب صافیہ زنجیہ تقریباً سنہ ۵ قبل از ہجرت کو متولد ہوئیں، امام حسن علیہ السلام نے آپ سے عقد فرمایا جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فاطمہ نامی دختر عطا کی جو کہ امام سجاد علیہ السلام کی زوجہ اور امام باقر علیہ السلام کی مادر گرامی تھیں، لہذا جناب صافیہ امام باقر علیہ السلام کی مانی ہونے کا شرف رکھتی ہیں، چونکہ کربلا میں فاطمہ اور ان کے فرزند یعنی امام باقر علیہ السلام ماضر تھے لہذا احتمال ہے کہ جناب صافیہ بھی کربلا میں ماضر ہوئی ہوں۔ واللہ العالم۔

صفیہ بنت علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن المہاشم القرشیہ:

مورخ طبری نے جناب صفیہ کا تذکرہ اسرا نے کربلا میں کیا ہے، لیکن کسی اور مورخ نے حضرت علی کی بیٹیوں میں جناب صفیہ کا ذکر نہیں کیا ہے، لہذا آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی کے نزدیک یہ احتمال ہے کہ صفیہ جناب ام الحسن بنت علی کا نام ہی جن کی ولادت تقریباً سنہ ۲۱ھ اور وفات بعد از سنہ ۶۱ھ واقع ہوئی۔ واللہ العالم۔

صباہ بنت عباد بن ربیعہ النخعیہ:

جناب صباہ تقریباً سنہ ۳ قبل از ہجرت کو متولد ہوئیں، آپ حضرت علی کی کنیز تھیں کہ جن سے عمر اطرف اور رقیہ کبریٰ متولد ہوئے، جناب رقیہ کبریٰ (جو کہ مسلم ابن عقیل کی زوجہ تھیں) سنہ ۴۵ھ میں وفات پانگیں اور جناب صباہ

۱۔ آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے قول اول کو انکاب کیا ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اپنے فرزند عمر اطوف کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں ان کے فرزند مجروح ہوئے اور اپنی ماں کے ساتھ اسیر بنائے گئے۔

حائکہ بنت زید العدویہ:

سنہ ۳۸ھ میں امام حسین علیہ السلام نے سیدہ حائکہ بنت زید العدویہ سے مدینہ میں عقد فرمایا جن سے ابراہیم سنہ ۴۸ھ کو مدینہ میں متولد ہوئے اور محسن سنہ ۶۱ھ کو شہر ملب میں سقط ہو گئے، جناب حائکہ نے سنہ ۶۱ھ کے بعد وفات پائی، مورخین نے آپ کا شمار کربلا میں ماضی ہونے والی خواتین میں فرمایا ہے۔

حائکہ بنت مسلم بن عقیل بن ابی طالب بن محمد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب حائکہ بنت مسلم سنہ ۵۳ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام رقیہ صفری بنت علی تھا، آپ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد جب خیاں حسینی کو لوٹا ہانے لگا تو گھوڑوں کی ٹاپوں کے درمیان آکر شہید ہو گئیں، شہادت کے وقت آپ کی عمر سات سال تھی۔

غزالہ:

جناب غزالہ تقریباً سنہ ۱۴ھ کو متولد ہوئیں، آپ امام حسین علیہ السلام کی کنیز تھیں کہ جنہیں امام حسین نے امام سجاد علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر ان کی دیکھ بھال اور مذمتگداری کے لئے معین فرمایا تھا، جناب غزالہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں، آپ نے بعد از شہادت حسین امام سجاد کے ساتھ اسیری کی مشقتوں پر صبر کیا اور مدینہ واپس ہوئیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

فائزہ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب فائزہ بنت علی سنہ ۳۴ھ کو متولد ہوئیں، آپ کا عقد جناب عبد اللہ الاصغر بن عقیل سے ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے محمد، عبد الرحمان اور دو بیٹیاں سلی اور ام کلثوم عطا کئے، جناب فائزہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ کے شوہر عبد اللہ اور فرزند محمد شہید کئے گئے۔

فاطمہ بنت الحمن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

فاطمہ بنت امام حسن علیہ السلام تقریباً سنہ ۴۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ کا عقد امام سجاد علیہ السلام سے تقریباً سنہ ۵۶ھ میں ہوا جس کے نتیجہ میں امام باقر علیہ السلام پیدا ہوئے، لہذا امام باقر وہ امام ہیں کہ جو ماں باپ کی جانب سے آل علی و فاطمہ سلام اللہ علیہما میں شامل ہیں۔

جناب فاطمہ بنت حسن اپنے شوہر اور فرزند کے ساتھ کربلا تشریف لائیں، اور اسیری کے ستم سے، اور جب مدینے واپس لوٹیں تو انہ نے سنہ ۶۲ھ میں آپ کو ایک اور فرزند عطا کیا کہ جن کا نام عبد اللہ الباہر تھا۔

فاطمہ صفری بنت الحمن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی کے نزدیک فاطمہ و سلی بنت الحمن علالت و بیماری کی وجہ سے کربلا میں حاضر نہ ہو سکیں جبکہ فاطمہ صفری و کبری دونوں کربلا میں موجود تھیں، فاطمہ و سلی کی مادر گرامی کا نام ملوۃ البلوۃ القھنابیہ تھا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

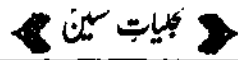
فاطمہ صغریٰ سنہ ۵۱ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام اسحاق تھا، آپ جناب علی اسغریٰ سگی بہن تھیں، سنہ ۶۰ھ میں جن شنی^(۱) بن امام حسن علیہ السلام سے آپ کا عقد ہوا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو عبد اللہ المحض (ولادت سنہ ۷۰ھ) حسن مثنیٰ (ولادت سنہ ۷۷ھ) ابراہیم الغمر (ولادت سنہ ۷۸ھ) اور زینب و ام کلثوم عطا کئے، آپ^(۲) اپنے شوہر کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ نے اسیری کی تمام مشقتوں کو تحمل فرمایا۔

جناب فاطمہ صغریٰ کو علم حدیث میں راویہ کے نام سے جانا جاتا ہے کہ جنہوں نے امام حسین، امام مجاہد، زینب بنت علی، فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بلال عبد اللہ بن عباس، اسماء بنت عمیس سے روایات نقل کیں، اور آپ سے بھی بہت سے راویوں نے روایات نقل کی ہیں کہ جن میں عبد اللہ المحض، ابراہیم الغمر، حسن مثنیٰ، زینب بنت حسن شنی، محمد الدیباج، زیاد بن ابی یزید المدنی، ام ہشام بن زیاد المدنی، مصعب بن محمد العبدری شامل ہیں۔

جناب فاطمہ صغریٰ کی وفات سنہ ۱۱۷ھ میں واقع ہوئی، علی الظاہر آپ کو بقیع میں دفنایا گیا ہے۔

^۱ جن شنی سنہ ۳۹ھ میں متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام خولہ بنت منظور تھا، جن شنی کربلا میں اپنے بچا کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ صغریٰ سے آپ کا عقد فرمایا، موزنین لکھتے ہیں کہ کربلا میں آپ نے انیس ۱۹ دشمنوں کو واصل جسم کیا، اس جنگ میں آپ کے بدن پر ۱۸ ضربتیں وارد ہوئیں جن کی وجہ سے آپ غش کھا کر زمین پر گر گئے، جب سب شہدائے سر ہدائے جا رہے تھے تو لوگوں نے آپ کے بدن میں رنق حیات پائی، لشکر دشمن سے اسماء بن فارہ فراری نے آپ کی شفاعت کی اور اس طرح حسن شنی کربلا میں شہید نہیں ہوئے، ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دیا جس کے نتیجے میں آپ سنہ ۹۲ھ ہجری کو اس دار فانی سے وداع کر گئے۔

^۲ آیت اللہ محمد صادق الکرکبانی کے نزدیک فاطمہ و سلیٰ بنت الحسین علالت و بیماری کی وجہ سے کربلا میں حاضر نہ ہو سکیں جبکہ فاطمہ صغریٰ و کبریٰ دونوں کربلا میں موجود تھیں، فاطمہ و سلیٰ کی مادر گرامی کا نام ملوۃ البلوۃ القضاۃ تھا۔



jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین' تین جلدوں پر مشتمل ہے جس کی تیسری جلد (کہ جو ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۲۰۰۳ء کو نکھی گئی اور سنہ ۲۰۱۱ء کو زلیو طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مٹا کی تنقیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

تجلیاتِ حسین

کربلا میں خواتین کا کردار (حصہ سوم)
(امام حسینؑ طیبہ السلام کی مددگار خواتین)

بشریت اس مخلوق خداوندی کا نام کہ جس کی خلقت کو ذات باری نے دو صنفوں پر تقسیم فرمایا ہے، بشریت کی پہلی صنف مرد اور دوسری عورت کے نام سے جانی جاتی ہے، یہ دونوں صنفیں انسانیت میں تو ایک دوسرے کے شریک ہیں لیکن قاہری خلقت اور مزاج میں ان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے نوع بشریت میں یہ فرق اس لئے رکھا تاکہ اس ذریعہ سے انسانیت میں تنوع کے ساتھ بنی آدم کے سکون کے وسائل بھی فراہم ہو جائیں، اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ذات باری نے قرآن مجید میں فرمایا:

و من آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذالک لآیات
لقوم یتفکرون (روم، آیت ۲۱)

اور اس کی نشانیاں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اس مقصد (سکون) کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی خلقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ قانون وضع کئے جن میں بعض قوانین مردوں سے مخصوص ہیں تو بعض عورتوں سے اور کچھ قوانین میں دونوں ایک دوسرے کے شریک ہیں، جہاں تک کہ اسلام و ایمان و علم کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت میں سے ہر ایک کو مساوی قرار دیا ہے جس پر گواہ قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

ان المسلمین و المسلمات و المومنین و المومنات و القانتین و القانتات و الصادقین و الصادقات و الصابرين و الصابرات و الخاشعین و الخاشعات و المتصدقین و المتصدقات و الصانمین و الصانمات و

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

الحافظین فروجهم و الحافظات و الذاکرین اللہ كثيرا و الذاکرات اعد اللہ لهن مخررة و اجرا عظیما (احزاب آیت ۳۵)

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں اور بچے مرد اور بچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور خدا کا بھڑت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور عظیم اجر مہیا کر رکھا ہے۔

لیکن بعض امور ایسے ہیں جو صرف مرد سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً معاش کی تلاش، عورت کے لئے گھر، لباس اور ان بیسے وسائل کا اہتمام کرنا مرد کی ذمہ داری ہے، شوہر داری، خانہ داری اور بچوں کی نگہداشت و تربیت بیسے امور کو عورتوں کے سپرد کیا گیا ہے، قابل ملاحظہ بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دینِ مبین اسلام میں یہ تقسیم بندی دونوں صنفوں کی صلاحیتوں کو مد رکھتے ہوئے طے کی گئی ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ دورِ حاضر میں اغیار کی طرح مسلمانوں نے بھی دنیا کے حصول کی غرض سے اسلامی خانہ داری کے نظام کو ترک کر کے غریب رویہ اختیار کر لیا ہے کہ جہاں ایک عورت مرد کے شانہ بہ شانہ معاش کی تلاش میں صبح سے شام تک در بہ در ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہے، جبکہ وہ لوگ کہ جو خود کو پیشرفتہ اور عورتوں کے حقوق کے پاسان کہتے ہیں وہی ان سے بھرپور کام لینے کے باوجود انہیں مردوں کی نسبت بیس فیصد کم تنخواہ دیتے ہیں۔

وہ ممالک کہ جہاں عورتوں کے کام کرنے کو ان کے ترقی یافتہ ہونے کی دلیل سمجھا جاتا ہے وہیں پر جب ایک عورت اپنے کام سے فارغ ہو کر گھر لوٹتی ہے تو چونکہ فطری طور پر مجموعے بچے باپ کی نسبت ماں سے زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں، لہذا ان کے لئے لازم ہو جاتا ہے کہ وہ ان کی غذا اور دوسری ضروریات کو پورا کریں، جس کی وجہ سے عورت پر ذمہ داریوں کا بوجھ مرد کی نسبت دو برابر ہو جاتا ہے، اس تفصیل کے تناظر میں اگر ابھی طرح غور کیا جائے تو یہ نتیجہ سامنے آنے لگا کہ آج کے دور میں ترقی و پیشرفت کے نام پر عورتوں کے ساتھ کھل کر ظلم کیا جا رہا ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اسلام اس جگہ کہ جہاں عورت کا کام کرنا ناگزیر ہو اسے کام کرنے کی پوری اجازت دیتا ہے، لیکن جہاں مرد کی آمدنی کافی ہو تو ایسی صورت میں مزید رہیوں کے حصول کے لئے اولاد کو بے بی سیئر (دایہ) کے حوالے کر کے عورت کو گھر سے بے گھر کرنا اسلامی خانہ داری کے نظام کو تباہ کرنے کے برابر ہے۔

وہ گھرانے کہ جہاں عورتیں کام پر جاتی ہیں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کی اولاد کی تربیت اسلامی اقدار پر نہیں ہوتی اور نہ ہی ایسے گھروں میں زن و شوہر کے درمیان اتفاق رائے پائی جاتی ہے، چہ بسا کام ہی کے مسئلہ کو لے کر زن و شوہر میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، میں نے ایسے خاندان بھی دیکھے ہیں کہ جن میں صرف گھر کے ڈکوریٹیشن کے مسئلہ پر زن و شوہر میں نا اتفاقیوں وجود میں آگئیں اور وہ گھر ٹوٹ گیا، بات صرف اتنی تھی کہ باورچی خانہ کو کس طرح ڈکوریٹ کیا جائے، جب مرد نے اپنی رائے پر اصرار کیا اور عورت نے کہا کہ میں بھی کاتی ہوں لہذا میری بھی بات مانی جائے، تو اسی بات کو لے کر اس قدر ناگواریاں آگے بڑھیں کہ فریقین میں طلاق واقع ہو گئی۔

لہذا اسلام کی رو سے عورت سے وہ کام نہ کروائے جائیں کہ جن کے لئے وہ ذمہ دار نہیں ہیں، حضرت امیر کے قول کے مطابق (کہ عورت ایک پھول کی طرح ہے) ان کا بہترین مقام گھر اور بہترین کام خانہ داری ہے۔

خواتین کے لئے یہ بات بامٹ غور و فکر ہے کہ دنیا کی سب سے مقدس خواتین کہ جن میں جناب فاطمہ زہرا، جناب ہاجرہ (زوجہ حضرت ابراہیم)، جناب آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون)، جناب افا جیہ (مادر حضرت موسیٰ)، جناب صفیاء (زوجہ حضرت موسیٰ)، جناب بقیہ (ملکہ صبا)، جناب حنہ (مادر حضرت مریم)، حضرت مریم (مادر حضرت عیسیٰ) شامل ہیں نے بھی خانہ داری، شوہر داری (باشثناء حضرت مریم) اور تربیت اولاد میں اپنی زندگی کو بسر فرمایا، جس کی وجہ سے آج بھی انہیں طاہرہ، عالمہ، محدثہ و صدیقہ، حورائے انسیہ (انسانی حور) جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، اسی طرح خواتین کی لئے دوسری مثال کربلائی خواتین ہیں کہ جنہوں نے گھر میں رہتے ہوئے اولاد کی ایسی تربیت کی کہ کربلا میں آنے والا ہر جوان بے درنگ موت کو گلے لگانے کے لئے تیار تھا، آج کے دور بلکہ ہر دور کی خواتین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان بھٹیوں کی زندگی کا ہانڈہ لیں اور اپنی زندگی کو ان کی حیات طیبہ کی روشنی میں سنواریں، تاکہ دور ماضی کی منہی تجلیات سے محفوظ رہیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اسی مقصد کے پیش نظر آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے تین جلدوں پر مشتمل معجم انصارِ حسین (النساء جلد اول) میں کربلا میں تشریف لانے والی بی بیوں کی سوانح حیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ہم اس مقام پر جلد سوم (کہ جو ۳۴۵ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۱۱ میں چھپ چکی ہے) میں موجود کربلائی خواتین کی حیات طیبہ پر اجمالی روشنی ڈالتے ہیں۔

فاطمہ صفری بنت علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

جناب فاطمہ صفری بنت علی (کہ جن کی کنیت ام ایہا قحی) تقریباً سنہ ۳۵ھ کو متولد ہوئیں، حضرت علی علیہ السلام کی ایک اور بیٹی تھیں کہ جن کا نام فاطمہ کبریٰ^(۱) تھا لہذا فاطمہ کبریٰ کے مقابلہ میں آپ کو فاطمہ صفری کہا گیا ہے، جناب فاطمہ صفری نے ابوسعید بن عقیل^(۲) سے عقد فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو حمیدہ نامی بیٹی عطا کی، آپ اپنے شوہر کے ساتھ کربلا تشریف لائیں جہاں ابوسعید بن عقیل امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید کئے گئے۔

راویانِ حدیث کی ایک کثیر تعداد نے حضرت علی علیہ السلام کی ان دونوں بیٹیوں سے احادیث بیان کی ہیں کہ جن میں مارث بن کعب کوفی، کلم بن عبد الرحمن البطل، زین بن حبیب الحمصی، عروہ بن عبد اللہ الجعفی، عیسیٰ بن عثمان، موسیٰ بن عبد اللہ الجعفی، نافع بن عبد الرحمن القاری، ابوبصیر (یحییٰ بن اسحاق الاسدی)، ابراہیم الغمری، الحسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام شامل ہیں۔

۱- فاطمہ کبریٰ بنت علی کہ جن کی کنیت ام حسین یا ام حن تھی سنہ ۲۱ھ کو متولد ہوئیں، گرچہ آپ کی وفات سنہ ۴۳ھ کے بعد واقع ہوئی لیکن آپ کربلا میں حاضر نہ تھیں۔

۲- ابوسعید بن عقیل سنہ ۱۶ھ کو متولد ہوئے۔

جناب فاطمہ بنت عقبہ الخزرجیہ تقریباً سنہ ۷ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے والد نے آپ کی کنیت ام بشیر رکھی جبکہ آپ کی اولاد میں سے کسی کا نام بشیر نہ تھا، آپ کے ایک بھائی بھی تھے کہ جن کا نام بشیر تھا، لگتا ہے کہ آپ کے والد کو بشیر نام کافی پسند تھا اسی لئے انہوں نے اپنی بیٹی کی کنیت ام بشیر اور بیٹے کا نام بشیر رکھا۔

عقبہ الخضر جیہ کا شمار ان اصحاب رسول گرامی قدر میں ہوتا ہے کہ جو مکہ میں حضور پر ایمان لائے، ظاہر آپ نے ہجرت سے ایک سال قبل اسلام قبول فرمایا اور رسول گرامی قدر کے ساتھ اسلام کی پہلی جنگ، جنگ بدر میں شرکت کی اسی شمولیت کی وجہ سے آپ کو بدری لقب دیا گیا، حضور کی وفات کے بعد آپ حضرت علی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ جنگ صفین میں بھی شرکت کی، آپ نے امام علی علیہ السلام کے بارے میں ایسے قصیدے کئے کہ جن سے آپ کی اہلبیت کی نسبت محبت واضح ہوتی ہے۔

اسی محبت کی بنیاد پر جناب عقبہ الخزرجیہ کی بیٹی فاطمہ کا عقد امام حسن علیہ السلام سے ہوا جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زید (ولادت سنہ ۲۰ھ، وفات سنہ ۱۲۰ھ)، ام الخیر، احمد (ولادت سنہ ۴۴ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ، بمقام کربلا)، ام الحمن (ولادت تقریباً سنہ ۴۷ھ شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام کربلا)، ام الحسین (ولادت سنہ ۴۹ھ، وفات سنہ ۶۱ھ بمقام کربلا) نامی اولاد عطا کی۔

جناب فاطمہ بنت عقبہ امام حسین علیہ السلام اور اپنے فرزندوں کے ہمراہ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں جناب زید نے امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ جنگ کی اور مجروح ہو کر اسیر بنائے گئے، جناب احمد کربلا میں شہید ہوئے، اور آپ کی دو بیٹیاں یعنی ام الحسن اور ام الحسین گھوڑوں کی ٹاپوں میں اگر شہید ہو گئیں، سلام ہو فاطمہ بنت عقبہ پر کہ جن کی چار اولاد کربلا میں شہید کی گئیں۔

تجلیاتِ حسین

فاطمہ الکبریٰ بنت الحسین بن علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشیؓ

جناب فاطمہ کبریٰ (۱) سنہ ۲۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام رباب بنت امری ء القیس تھا، جناب سکینہ (ولادت سنہ ۴۲ھ، وفات سنہ ۱۱۷ھ)، حضرت رقیہ (ولادت سنہ ۵۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ) اور جناب عبداللہ رضیع (ولادت دس محرم سنہ ۶۱ھ، شہادت دس محرم سنہ ۶۱ھ) آپ کے سگے بھائی بہن تھے، آپ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں، بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام جب آپ کو اسیر بنا کر کوفہ لایا گیا تو آپ نے فصیح و بلیغ خطبہ (۲) پڑھا کہ جسے تاریخ نے اپنے اوراق میں کچھ اس طرح سے رقم کیا ہے:

۱۔ امام حسین علیہ السلام کی ایک اور بیٹی تھیں کہ جن کا فاطمہ صغریٰ تھا جو سنہ ۵۱ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام احقاق تھا، آپ جناب علی اصغر کی سگی بہن تھیں، سنہ ۶۰ھ میں منیٰ میں * بن امیہ بن عبدالمطلب سے آپ کا عقد ہوا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو عبداللہ المحض (ولادت سنہ ۷۰ھ) حسن مثنیٰ (ولادت سنہ ۷۷ھ) ابراہیم الغمر (ولادت سنہ ۷۸ھ) اور زینب و ام کلثوم عطا کئے، آپ اپنے شوہر کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ نے اسیری کی تمام مشقتوں کو تحمل فرمایا۔

* منیٰ سنہ ۳۹ھ کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کا نام فولہ بنت منظور تھا، منیٰ کربلا میں اپنے چچا کے ساتھ تشریف لائے تھے، امام حسین علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ صغریٰ سے آپ کا عقد فرمایا، مؤرخین لکھتے ہیں کہ کربلا میں آپ نے انیس ۱۹ دشمنوں کو واصل جہنم کیا، اس جنگ میں آپ کے بدن پر ۱۸ ضربتیں وارد ہوئیں جن کی وجہ سے آپ غصہ کھا کر زمین پر گر گئے، جب سب شہدائے کربلا کے سر ہدا کئے جا رہے تھے تو لوگوں نے آپ کے بدن میں رحمتِ حیات پائی، لشکر دشمن سے اسماء بن غارہ فراری نے آپ کی شفاعت کی اور اس طرح حسن مثنیٰ کربلا میں شہید نہیں ہوئے، ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دیا جس کے نتیجے میں آپ سنہ ۹۲ھ ہجری کو اس دار فانی سے وداع کر گئے۔

۲۔ گرچہ صاحب کلاب ملوٹ نے اس خطبہ کو جناب فاطمہ صغریٰ کی طرف منسوب کیا ہے، لیکن آیت اللہ محمد صادق الکرہی کے نزدیک یہ قول دو دلیلوں کی بناء پر ضعیف ہے:

۱۔ جناب فاطمہ صغریٰ کی عمر اسیری کے وقت ۱۰ سال تھی، گرچہ فائدان اہل بیت کا بچہ بچہ فصیح و بلیغ خطبہ دینے کی قدرت و توانائی رکھتا ہے لیکن چونکہ فاطمہ کبریٰ بھی دربار ابن زیاد میں موجود تھیں لہذا بڑی بہن کے ہوتے ہوئے معمولی بہن کا خطبہ دینا اور بڑی بہن کا سکوت کرنا قابلِ تامل ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

الحمد لله عدد الرمل والحصى، وزينة العرش إلى الثرى، أحمده وأؤمن به وأتوكل عليه، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمداً عبده ورسوله، وأن نزيته ذبحوا بشط الفرات بغير نحل ولا ترات.

اللهم إني أعوذ بك أن أفتري عليك الكذب، وأن أقول عليك خلاف ما أنزلت من أخذ العهود لوصية علي بن أبي طالب، المصلوب حقاً، المقتول بغير ذنب - كما قتل ولده بالأمس - في بيت من بيوت الله، فيه مشر مسلمة مسلمة: صفة على صيغة المؤنث لاسم الجمع «مشر». بالسنتهم، تصاً لرووسهم، ما دفعت عنه ضيماً في حياته ولا عند مماته، حتى قبضته إليك محمود النقوبة، طيب العريكة، معروف المناقب، مشهود المذاهب معروف المواقف، لم تأخذه في الله لومة لائم ولا غل غلغل، هديته يا رب للإسلام صغيراً، وحمدت مناقبه كبيراً، ولم يزل ناصحاً لك ولرسولك صلواتك عليه وآله حتى قبضته إليك، زاهداً في الدنيا، غير حريص عليها، راغباً في الآخرة، مجاهداً لك في سبيلك، رضيته فاخترته وهديته إلى صراط مستقيم.

أما بعد، يا أهل الكوفة، يا أهل المكر والخدر والخيلاء الخيلاء: العجب والكبر. فابنا أهل بيت ابتلانا الله بكم، وابتلاكُم بنا، فجعل بلاءنا حسناً، وجعل علمه عندنا وفهمه لدينا، فنحن عيبة علمه ووعاء فهمه وحكمته وحقته على أهل الأرض في بلاده لعباده، أكرمنا الله بكرامته وفضلنا بنبيه محمد على كثير ممن خلق تفضيلاً بيتاً.

فكذبتمونا، وكفرتُمونا، ورايتُم قتلنا حلالاً وأموالنا نهياً، كأننا أولاد ترك أو كبل، كما قتلتم جدنا بالأمس، وسيوفكم تقطر من دماننا أهل البيت، لحد متقدم، قرّت بذلك عيونكم، وفرحت قلوبكم، افتراءً على الله ومكراً مكرتُم، والله خير الماكرين.

فلا تدعونكم أنفسكم إلى الجذل بما أصبتم من دماننا ونالت أيديكم من أموالنا، فإن ما أصابنا من المصائب الجليلة والرزايا العظيمة في كتاب من قبل أن نبرأها، إن ذلك على الله يسير، لكيلا تأسوا على ما فاتكم ولا تفرحوا بما آتاكم، والله لا يحب كل مختال فخور.

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کربلا میں امام مجاہد علیہ السلام کی طبیعت ناساز تھی تو امام حسین علیہ السلام نے ایک کلاب اور اپنی وصیت فاطمہ کبریٰ کے حوالے کی مگر بعد میں وہ ان دونوں چیزوں کو امام مجاہد علیہ السلام کے حوالے کر دیں، جناب فاطمہ کبریٰ نے وصیت کے مطابق عمل کیا اور وہ کلاب و وصیت میرے (امام باقر) بابا سے جو تک پہنچی، امام حسین علیہ السلام کا ان امانتوں کو جناب فاطمہ کبریٰ کے حوالے کرنا ان کے کمال کی طرف اشارہ ہے اور یہ بات بعید ہے کہ ایسی باکال ہدیٰ بہن کے ہوتے ہوئے جناب فاطمہ صغریٰ خطبہ دیں اور وہ سکوت اختیار کریں، لہذا مذکورہ خطبہ جناب فاطمہ کبریٰ سے منسوب ہے۔

اس خطبہ کو فاطمہ بنت علی علیہ السلام سے بھی منسوب کیا گیا ہے، لیکن یہ رائے بھی قابل قبول نہیں چونکہ اس خطبہ میں جناب فاطمہ کبریٰ نے حضرت علی کو اپنا بہن کہا ہے: فقہنا لکم یا أهل الكوفة، ائی ترات لرسول الله قبلکم ونحول له لديمک بما عندکم باخيه علي بن ابي طالب جدي۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

تباً لكم، فانتظروا اللعنة والعذاب، فكان قد حل بكم، وتواترت من السماء نقمات، فمسحتكم بعذاب ويزيق بعضكم بأس بعض ثم تخلّدون في العذاب الاليم يوم القيامة بما ظلمتمونا، ألا لعنة الله على الظالمين. ويلكم، اتدرون آية يد طاعتنا منكم؟! وآية نفس نزعنا إلى قتالنا؟! أم بآية رجل مشيتم إلينا تبغون محاربتنا؟!

فست والله قلوبكم، وغلظت أكبادكم، وطبع على أفئدتكم، وختم على أسماعكم وأبصاركم، وسؤل لكم الشيطان وأملى لكم وجعل على بصركم غشاوة فأنتم لا تهتدون.

فتباً لكم يا أهل الكوفة، أي ترات لرسول الله قبلكم ونحول له لديكم بما عندتم بأخيه علي بن أبي طالب جذي وبنيه وعتره النبي الأخيار صلوات الله وسلامه عليهم، وافتخر بذلك مفتخركم فقال: قَدْ قَتَلْنَا عَلِيَّكُمْ وَبَنِيهِ بِسُيُوفٍ هندية ورماح وسبينا نساءهم سبي ترك ونطحناهم فأى نطاح بفيك أيها القاتل الكئيب والأتلب الكئيب: قتلت الحجارة، والتراب، وكذلك الأتلب، افتخرت بقتل قوم زكاهم الله وأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً، فأكظم وأفع كما أفعى أبوك، فإتما لكل امرء ما اكتسب وما قدمت يداه.

أحسبتمونا ويلاً لكم علي ما فضلنا الله عليكم. فما ننبتا إن جاش دهرأ بحورنا وبحرك ساج لا يوارى الذعابصا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء، والله ذو الفضل العظيم، ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور.

ترجمہ:

حمد ہے اللہ کے لئے، دروں اور لکڑیوں کی تعداد اور زمین و آسمان کے وزن کے برابر، میں اس کی حمد بجالاتی ہوں اور اس پر ایمان کے ساتھ اسی پر توکل کرتی ہوں، اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور حضرت محمد اس کے عبد اور اس کے رسول ہیں، اور آنحضرت کی ذریت و اولاد کو کسی جرم و خطا کے بغیر نہ فرات کے کنارے ذبح کیا گیا۔ اے اللہ، میں اس سے تیری پناہ پاہتی ہوں کہ تجھ پر جھوٹی تہمت لگاؤں اور اس کے برخلاف بات کروں جو کچھ تو نے امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی وصایت و امامت کے عہد کے بارے میں نازل فرمایا ہے، وہ اپنے حق سے محروم کئے گئے، اور انہیں اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں کہ جس میں زبانی دعویدار مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود تھی بلا جرم قتل کیا گیا جس طرح ان کی اولاد کو کل کسی جرم کے بغیر قتل کر دیا گیا، ان پر ڈھائے جانے والے مصائب کا سلسلہ ان کی پوری زندگی اور ان کی رحلت تک جاری رہا یہاں تک کہ بالآخر

تجلیاتِ حسین

تو نے انہیں اپنی طرف بلا لیا، وہ پاکیزہ خصلتوں کے حامل، پاک سیرت و کردار کے مالک، فضائل و مناقب میں معروف اور اپنے نظریات و مواقف میں مشہور تھے، انہیں اللہ کے معاملے میں کسی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی تھی، خواہ کوئی جس قدر بھی ان کے بارے میں ناگوار الفاظ کیوں نہ کہے، اور نہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو کوئی اہمیت دیتے تھے، پروردگار! تو نے انہیں بچپن ہی سے اسلام کی نعمت سے نوازا اور زندگی بھر انہیں پاکیزہ صفات پر لائق ستائش قرا دیا، وہ ہمیشہ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں نصیحت فرماتے رہے یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا، وہ دنیا میں زاہد و بے رغبت تھے، آخرت میں کوشاہ تھے، تیری راہ میں جہاد کرنے والے تھے، تو ان پر راضی تھا، تو نے انہیں چنا اور صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا۔

ابا بعد، اے اہل کوفہ، اے دھوکہ و فریب اور دغا کرنے والو! اے مکاری و سبکدوشی کے حامل لوگو! ہم اہلبیت کا امتحان لیا ہے اللہ نے ہمارے ذریعے اور تمہیں آزمایا ہے ہمارے ذریعے، تو اس نے ہمیں اس امتحان میں اچھا پایا، اس نے اپنا علم و فہم ہمارے پاس قرار دیا، ہم اس کے علم کے خزینے اور اس کے فہم و حکمت کا ظرف ہیں، اور ہم روئے زمین پر اس کے بندوں میں اس کی جنتیں ہیں، اللہ نے ہمیں اپنی عنایات کے ساتھ عزت عطا کی، اور ہمیں اپنے نبی محمد کے ذریعے اپنی کثیر مخلوق پر برتری عطا فرمائی، مگر تم نے ہماری تکذیب کی، ہمارا انکار کیا اور ہم سے جنگ کرنے کو طلال اور ہمارے اموال لوٹنے کو روا جانا، گویا ہم ترک یا کابلیوں کی اولاد ہیں، تم نے کل ہمارے جہ کو قتل کیا، اور تمہاری تلواریں ہم اہلبیت کے خون سے تربیں، یہ سب کچھ کسی پرانی دشمنی کا نتیجہ ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کر کے اپنے دلوں کو خوش کیا اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں، تم نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور مکر و فریب کیا، اللہ بہتر تدبیریں کرنے والا ہے، تم ہمارا خون بہا کر خوش نہ ہو اور ہمارے اموال لوٹ کر شاداں نہ ہو، جو تکلیفیں اور مصیبتیں ہم بر آئی ہیں وہ ہماری کتابِ تقدیر میں لکھی تھیں، سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے تاکہ تم اس پر افسوس نہ کرو جو تمہارے ہاتھوں سے چلا گیا اور جو تمہارے ہاتھ آیا اس پر نہ اتراؤ، کہ اللہ کسی غرور و سبکدوشی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا، تم پر اللہ کا عذاب ہو، تم اس کی لعنت اور عذاب کے منتظر رہو کہ جو تم پر نازل ہو چکا ہے، تم پر آسمانی آفتیں آگئی ہیں اور اللہ کے

﴿ تجلیات حسین ﴾

عذاب نے تمہیں گھیر لیا ہے، تم ایک دوسرے کے عذاب کا مزہ چکھو گے، پھر تم نے جو ہم پر قلم کیا ہے اس کے نتیجے میں قیامت کے دن دردناک عذاب میں مبتلا ہو گے، یاد رکھو، ظالوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

تم تباہ ہو جاؤ کیا تم جانتے ہو کہ تم میں سے کس کا ہاتھ ہم پر پڑا ہے، اور تم میں سے کون ہمارے مقابلے میں جنگ کرنے نکلا ہے؟ اور تم کن قدموں سے ہم سے جنگ کرنے کو میدان میں آئے ہو؟ خدا کی قسم تمہارے دل سخت ہو گئے ہیں، تمہارے سینوں میں تنگی آگئی ہے، تمہارے دلوں پر مہر لگ گئی ہیں، تمہارے کانوں اور آنکھوں پر پردے پڑ چکے ہیں، تمہیں شیطان نے بہکا دیا ہے اور تمہیں اپنے دام میں پھنسا لیا ہے، اور اس نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے کہ تم ہدایت کی راہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔

تمہارے لئے تباہی ہو اے اہل کوفہ، تمہیں رسول اللہ سے کیا دشمنی تھی کہ تم نے ان کے بھائی علی بن ابیطالب جو کہ میرے جد ہیں اور ان کی اولاد محترمت رسول سے عناد مول لیا ہے کہ تمہارے ایک منکبر شخص نے ایسا کرنے پر غرور کے ساتھ یہ کہا کہ ہم نے ہندی تلواروں اور نیزوں سے تمہیں اور تمہارے بچوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور تمہاری عورتوں کو ترکی عورتوں کی مانند پابند سلاسل کیا اور کس طرح انہیں پھمکا دیا

(قَدْ قَتَلْنَا عَلَيْكُمْ وَبْنِيهِ بَسِيُوفَ هِنْدِيَّةٍ وَرِمَاحٍ وَسَبِينَا نِسَاءَهُمْ سَبِيٍّ ثَوْبٍ وَنَطَحْنَاهُمْ هَاهُنَا نِطَاحًا)۔

تیرا منہ ٹوٹ جائے اے اس طرح کی گھنڈیا باتیں کرنے والے اور پست فکر شخص، تیرے منہ میں خاک مٹی، تو نے ان لوگوں کو قتل کرنے پر فخر کیا ہے جنہیں اللہ نے پاکیزہ قرار دیا اور انہیں ہر طرح کے رجز و ناپاکی سے پاک کیا جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے تو اپنے غصہ اور غضب کی آگ میں جل کر مر جا جس طرح تیرا باپ مرا ہے کہ ہر شخص اپنے کئے کا صلہ و نتیجہ پائے گا۔

کیا تم اس پر ہمارے ساتھ حد کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نفس و کرم سے عطا فرمایا ہے، اس میں ہمارا کیا قصور ہے کہ ہمارا دریا نے کرم و فضیلت رواں و دواں ہے جبکہ تیرا دریا لہتی جگہ رک گیا ہے کہ اس میں روانی کہ رمق بھی دکھائی نہیں دیتی

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

(احسبتمونا ویلاً لکم علی ما فضلنا اللہ علیکم، فما فتننا ان جاش دهرأ بحوزنا وبحزک ساج لا یواری الذعابصا)

یہ تو اللہ کی عنایت ہے وہ جے پابتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ عظیم عنایت کرنے والا ہے، اور جس کے لئے اللہ نور قرار نہ دے تو اسے کوئی نور نہیں مل سکتا۔ (یہاں پر خطبہ کا ترجمہ ختم ہوا)۔

تاریخ میں جناب فاطمہ کبریٰ کی شادی کے حوالہ سے ہمیں کچھ نہیں ملتا چونکہ آپ کی وفات سنہ ۱۱۰ھ میں واقع ہوئی ہے لہذا بعید ہے کہ اس عمر تک آپ کا عقد نہ ہوا ہو، لہذا احتمال یہ ہے کہ آپ نے اولاد جعفر و عقیل میں سے کسی کے ساتھ عقد فرمایا ہو۔

جب جناب زینب سلام اللہ علیہا مدینہ سے مصر کی جانب روانہ ہوئیں تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے ہمراہ فاطمہ بنت الحسین اور سکینہ بنت الحسین تھیں، امام علی مقام کی حدیث سے یہ احتمال وجود میں آتا ہے کہ جناب زینب کے ساتھ جانے والی بی بی فاطمہ کبریٰ ہوں جو شاید بعد از سنہ ۶۲ھ مدینہ واپس لوٹیں کہ جہاں ان کی وفات واقع ہوئی ہو، اگر اس قول کو قبول کیا جائے تو علی الظاہر آپ کو جنت البقیع میں دفنایا گیا ہوگا۔ واللہ العالم۔

فاطمہ وسطی بنت الحسین بن علی بن ابیطالب بن محمد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب فاطمہ وسطی بنت امام حسین علیہ السلام تقریباً قبل از سنہ ۵۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ملوۃ البلیویۃ القضاۃ تھا، امام حسین علیہ السلام نے بیماری و علالت کی وجہ سے آپ کو زوجہ رسول اللہ جناب ام سلمہ کے پاس مدینہ میں چھوڑا تھا، جبکہ فاطمہ کبریٰ و صغریٰ دونوں کربلا تشریف لائیں تھیں، جناب فاطمہ وسطی کے عقد کے متعلق جناب فاطمہ کبریٰ کی طرح کوئی تذکرہ نہیں ملتا، ممکن ہے کہ آپ نے بھی اولاد جعفر و عقیل میں سے کسی کے ساتھ عقد فرمایا ہو^(۱)، جناب فاطمہ وسطی کی وفات سنہ ۱۲۶ھ میں واقع ہوئی۔

۱۔ معجم انصار الحسین (النساء) جلد سوم، صفحہ ۶۳، سطر ۵۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

فضہ نقویہ:

جناب فضہ تقریباً سنہ ۲۵ قبل از ہجرت متولد ہوئیں، جب آپ رسول گرامی قدر کے پاس تشریف لائیں اور مسلمان ہوئیں تو حضور نے آپ کو آزاد فرمایا لیکن جناب فضہ نے آزادی کے باوجود رسول و آل رسول کی کنیزی میں اپنی زندگی بسر کر دی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ ایک روز جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے رسول گرامی قدر سے کنیز کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا: اے میری بخت مگر میں آپ کو نہ منگوار سے بہتر ایک تسبیح عطا کرتا ہوں کہ جسے اگر آپ ہر نماز کے بعد پڑھیں تو اس میں آپ کے لئے خیر دنیا و ما فیہا ہوگا، جس کے بعد حضور نے اپنی بیٹی کو تسبیح فاطمہ کی تعلیم دی اور فرمایا اے میری دختر آپ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار اللہ الاکبر، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار بحان اللہ پڑھیں اور اسے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھیں۔

ایک اور روایت کے مطابق جب حضور اپنی بیٹی کی خواہش سن کر نبی کے گھر سے باہر تشریف لائے تو آنحضرت پر وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و اما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربک ترجوها فقل لہم قولاً میسوراً (الاسراء آیت ۲۸)

اور اگر تمہیں ان لوگوں سے پہلو تہی کرنی پڑے اس انتظار میں کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت آئے جس کے تم امیدوار ہو تو ان سے نرم انداز میں بات کرو، اس آیت کے نزول کے بعد حضور نے جناب فضہ کو حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی منگواہی کے لئے سنہ ۵ھ میں معین فرمایا۔

ایک اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز حضور نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو ایک ہاتھ سے چمکی پیتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے امام حن علیہ السلام کو دودھ پلاتے ہوئے دیکھا، جب حضور نے احوال پرسی کی تو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے عرض کی:

الحمد لله على نعمائه و اشكره على آلامه اللہ کی نعمتوں پر اس کی حمد ہے اور اس کی عنایت پر اس کا شکر ادا کرتی ہوں، جب آپ نے اس طرح شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیہ ولسوف یعطیک ربک فخرضی (اور عنقریب آپ کا

﴿ تجلیات حسین ﴾

ہر وردگار آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے (نازل فرمائی جس کے کچھ عرصہ بعد حضور نے جناب فضہ کو آپ کی خدمت گزاری کے لئے معین فرمایا، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے جناب فضہ کے ساتھ اس طرح دن تقسیم کئے کہ ایک روز خود بی بی فائدہ داری فرمائیں اور دوسرے دن یہی ذمہ داریاں جناب فضہ کے سپرد ہوتیں۔

جناب فضہ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ خود رسول اسلام نے آپ کا نام فضہ رکھا اور آپ کو مشکلات کے موقع پر اس دعا کے پڑھنے کا حکم فرمایا:

ا واحد ليس كمثله احد، تمت كل احد، و تفنى كل احد، و انت على عرشك واحد، لاتاخذك سنة و لا نوم۔

جناب فضہ نے رسول گرامی قدر کے علاوہ اہلبیت اطہار کی ہر فرد سے علمی استفادہ کیا یہاں تک کہ واقعہ الطعام مسکین و یتیم و اسیر میں آپ نے حسین علیہا السلام کی شفا یابی کے لئے روزے رکھے اور تین روز مسلسل اہلبیت کی پیروی کرتے ہوئے یتیم و مسکین و اسیر کو اپنے حصہ کی روٹیاں عطا کیں۔

آپ نے اہلبیت اطہار سے اس قدر کسب فیض فرمایا کہ پالیس سال تک صرف قرآن مجید کی آیات کے ذریعہ گفتگو کی، مورخ ابو القاسم القسیری لکھتے ہیں کہ جناب فضہ نے قافلہ سے نکلنے کے موقع پر ایک اہلبی مرد سے قرآنی آیات کے ذریعہ یوں گفتگو فرمائی:

اہلبی مرد: آپ کون ہیں؟

جناب فضہ: **وقل سلام فسوف يطمون،** اور سلام کو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (سورہ زخرف آیت ۸۹)۔

اہلبی مرد: سلام ہو آپ پر، آپ اس صحرا میں کیا کر رہی ہیں؟

جناب فضہ: **من يهد الله فمأله من مضل،** بے خدا ہدایت دے اے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے (سورہ زمر آیت ۳۷)۔ یعنی میں قافلہ سے نکل گئی ہوں۔

اہلبی مرد: کیا آپ جنات میں سے ہیں یا انسانوں میں سے؟

جناب فضہ: **يا بني آدم خذوا زينتكم،** اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت زینت کرو (سورہ اعراف آیت ۳۱)۔ یعنی میں انسانوں سے ہوں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ابنہی مرد: آپ کہاں سے تشریف لائیں؟

جواب فضہ: ینادیون من مکانٍ بعید اور ان لوگوں کو بہت دور سے پکارا جائے گا (سورہ فصلت آیت ۴۴)۔ یعنی میں بہت دور سے آئی ہوں۔

ابنہی مرد: کہاں کا قصد رکھتی ہیں؟

جواب فضہ: واللہ علی الناس حج البیت اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا واجب ہے (آل عمران آیت ۹۷)، یعنی میں حج کے لئے جا رہی ہوں۔

ابنہی مرد: آپ قافلہ سے کب جدا ہوئیں؟

جواب فضہ: ولقد خلقنا السموات والأرض وما بینہما فی ستة ایام اور ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات کو چھ دن میں پیدا کیا ہے (سورہ ق آیت ۳۸)۔ یعنی مجھے قافلہ سے پھڑے ہوئے چھ دن ہو گئے ہیں۔

ابنہی مرد: کیا آپ کھانا تناول فرمائیں گی؟

جواب فضہ: وما جئناہم جسدًا لا یأکلون الطعام اور ہم نے ان لوگوں کے لئے بھی کوئی ایسا جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتا ہو (سورہ الانبیاء آیت ۸) یعنی میں کھانا کھانا پاستی ہوں۔

ابنہی مرد: میں نے انہیں کھانا کھلایا اور کما میرے پیچھے جلدی چلیں۔

جواب فضہ: لا یكلف الله نفسًا إلا وسعہا اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (سورہ البقرہ آیت ۲۸۶)۔ یعنی میں اپنے سینے میں تیز چلنے کی کوشش کروں گی۔

ابنہی مرد: کیا میں آپ کے ساتھ ایک سواری پر بیٹھ سکتا ہوں؟

جواب فضہ: لو کان فیہما آلہة إلا اللہ لفسدتا کر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان دونوں برباد ہو جاتے (سورہ انبیاء آیت ۲۲)، یعنی ما محرم کے ساتھ ایک سواری پر بیٹھنا موجب فساد ہو سکتا ہے۔

ابنہی مرد: میں سواری سے اتر آیا اور پھر انہیں سوار کیا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

جباب فضہ: سبحان الذي سخر لنا هذا۔ پاک و بے نیاز ہے وہ خدا جس نے اس سواری کو ہمارے لئے سخر کر دیا ہے۔۔۔ (سورہ زخرف آیت ۱۳)، (دعا لے سفر)۔

دونوں نے سفر شروع کیا یہاں تک کہ قافلے سے جا ملے۔
 اہلبی مرد: کیا قافلہ میں آپ کا کوئی ساتھی ہے؟

جباب فضہ: یا داؤد انا جعلناك خليفة في الأرض اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے (سورہ ص آیت ۲۶)، وما محمد الا رسول اور محمد تو صرف ایک رسول میں (سورہ آل عمران آیت ۱۴۴)، یا یحیی خذ الكتاب بقوة اے یحیی! کتاب کو مضبوطی سے تمام لو (سورہ مریم آیت ۱۲)، یا موسیٰ... انفی انا الله اے موسیٰ ----- بے شک میں ہی وہ اللہ ہوں جو۔۔۔ (سورہ طہ آیات ۱۱-۱۴)۔ یعنی جباب فضہ کے چار فرزندوں کے نام مذکورہ آیات میں موجود ہیں۔

اہلبی مرد: میں نے یہ چار نام پکارے تو چار جوان آئے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟
 جباب فضہ: المال والبنون زينة الحياة الدنيا مال اور اولاد زندگی دنیا کی زینت میں (سورہ کہف آیت ۳۶)، یعنی یہ میرے فرزند ہیں۔

جب بیٹے ماں سے ملنے کے لئے قریب ہوئے تو جباب فضہ نے فرمایا: یا اہل استاجره ان خیر من استاجرت القوى الامین اے بابا! اس کو اجرت پر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا مزدور جے آپ اجرت پر رکھیں وہی ہے جو طاقت ور بھی ہو اور امانت دار بھی (سورہ قصص آیت ۲۶)۔
 یہ سن کر بیٹوں نے مجھے کچھ ہدایا بطور اجرت دیئے۔

جباب فضہ: واللہ بضاعف لمن یشاء اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے اور بڑھا دیتا ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۶۱)، یعنی اجرت میں اضافہ کیا جائے۔

اہلبی مرد: جب بچوں نے ہدایا میں اضافہ کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ غاتون کون ہیں؟

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

تو انہوں نے کہا کہ یہ ہماری مادر گرامی جناب فضہ کنیز حضرت زہراء سلام اللہ علیہا میں جو بیس سال سے قرآنی آیات کے ذریعہ گفتگو کرتی ہیں (بخار الانوار جلد ۴۳ ص ۸۶)۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ عبد اللہ مبارک سے بھی منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں حج کی نیت سے مکہ کی طرف جا رہا تھا کہ میں نے ایک خاتون کو صحرا میں پایا، میں نے انہیں سلام کیا تو اس خاتون نے فرمایا: سلام قولاً من رب رحیم ان کے حق میں ان کے مہمان پروردگار کا قول صرف سلامتی ہوگا (سورہ یس آیت ۵۸)۔ عبد اللہ مبارک: اللہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ اس جگہ کیا کر رہی ہیں؟

خاتون: من یضلل اللہ فلا ہادی لہ جے خدا ہی گمراہی میں چھوڑ دے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے (سورہ اعراف آیت ۱۸۶)۔ یعنی میں قافلے سے بچھڑ گئی۔

عبد اللہ مبارک: آپ کہاں جانے کا قصد رکھتی ہیں؟

خاتون: سبحان الذی اسری بعبدہ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی پاک و پاکیزہ ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا (سورہ اسراء آیت ۱)۔

عبد اللہ مبارک: میں سمجھ گیا کہ انہوں نے حج کر لیا ہے اور اب بیت المقدس جانا چاہتی ہیں، لہذا میں نے پوچھا: آپ کو قافلہ سے بچھڑے ہوئے کتنے دن گزر گئے؟

خاتون: ثلاث لیلای سوینا تم مسلسل تین دنوں تک (سورہ مریم آیت ۱۰)۔ یعنی تین دن ہوئے ہیں۔

عبد اللہ مبارک: کیا آپ کے پاس اس مدت میں کھانے کو کچھ تھا؟

خاتون: و الذی ہو یطعمنی ویسقین وہی کھا دیتا ہے اور وہی پانی پلاتا ہے (سورہ شعراء آیت ۷۹)۔

عبد اللہ مبارک: آپ وضو کس طرح کرتی ہیں جبکہ یہاں پانی کا نام و نشان تک نہیں؟

خاتون: فلم تجدوا ماء فتیمموا صعباً طیباً تو پاک مٹی سے تیمم کر لو (سورہ مائدہ آیت ۶)، یعنی میں وضو کے بدلے تیمم کرتی ہوں۔

عبد اللہ مبارک: میرے پاس کچھ کھانا ہے کیا آپ تناول فرمائیں گی؟

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

قاتون: اتموا الصيام إلى الليل پھر رات تک روزہ کو پورا کرو (سورہ بقرہ آیت ۱۸۷)، یعنی اس وقت میں روزہ سے ہوں۔

مہدائد مبارک: یہ تو ماہ مبارک رمضان نہیں ہے پھر روزے کی کیا وجہ ہے؟
قاتون: فمن تطوع خيرا فهو خير له اور جو اپنی مرضی سے کچھ (زیادہ) بھلائی کرے تو وہ اس کیلئے بہتر ہے (سورہ بقرہ آیت ۱۸۲)۔

مہدائد مبارک: سفر میں کھانا پینا ہم پر جائز کیا گیا ہے۔
قاتون: وأن تصوموا خيرا لكم اور اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے (سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)۔
عبداللہ مبارک: آپ میری طرح گفتگو کیوں نہیں کرتیں؟
قاتون: ما بلفظ من قول إلا لديه رقيب عتيد وہ کوئی لفظ بھی نہیں بولتا مگر یہ کہ اس کے پاس نگران تیار موجود ہوتا ہے (سورہ ق آیت ۱۸)۔

مہدائد مبارک: آپ کا تعلق کس قبیلے سے ہے؟
قاتون: ولا نقف ما ليس لك به علم إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسؤولا اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑو یقیناً کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں تم سے باز پرس کی جائے گی (سورہ اسراء آیت ۳۱)۔

عبداللہ مبارک: میں اپنے سوال سے شرمندہ ہوں مجھے معاف فرمائیں۔
قاتون: قال لا تشریب علیکم اليوم يغفر الله لكم آپ (ع) نے کہا آج تم پر کوئی الزام (اور لعنت طامت) نہیں ہے اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ بردارِ رحم کرنے والا (مہربان) ہے۔ (سورہ یوسف آیت ۹۲)۔
مہدائد مبارک: کیا آپ میرے ماتے پر سوار ہونا چاہیں گی؟

قاتون: قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم اے رسول (ص) آپ مومن مردوں سے کہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (سورہ نور آیت ۳۰)۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

عبداللہ مبارک: میں نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا، وہ سوار ہونا چاہتی تھیں کہ ناقہ آگے بڑھا اور آپ کا لباس پارہ ہو گیا۔
 ناثون: وما اصابکم من مصیبة فہما کسبتہ ایدیکم اور تم تک جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمانی ہے (سورہ شوری آیت ۳۰)۔

عبداللہ مبارک: تھوڑا صبر کریں تاکہ میں ناقہ کو آپ کے لئے روک لوں۔

ناثون: ففہمناھا سنلیمن پھر ہم نے سلیمان علیہ السلام کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا (سورہ انبیاء آیت ۷۹)۔

عبداللہ مبارک: میں نے ان کے لئے ناقہ کو میا کیا یہاں تک کہ وہ سوار ہو گئیں۔

ناثون: سبحان الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون پاک و بے نیاز ہے وہ خدا جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کر دیا ہے ورنہ ہم اس کو قابو میں لاسکتے والے نہیں تھے اور بہر حال ہم اپنے پروردگار ہی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانے والے ہیں (سورہ زخرف آیات ۱۳-۱۴)۔

عبداللہ مبارک: میں نے ناقہ کی رسی کو تھاما اور جھومتے ہوئے چلنے لگا۔

ناثون: واقصد فی مشکیک واغضض من صوتک اور اپنی رفتار میں میانہ روی سے کام لو اور اپنی آواز کو دھیمار کھو (سورہ لقمان آیت ۱۹)۔

عبداللہ مبارک: میں آرام سے چلنے لگا اور ترنم میں شعر پڑھنے لگا۔

ناثون: فافقروا ما تیسر من القرآن جس قدر قرآن ممکن ہو اتنا پڑھ لو (سورہ مزمل آیت ۲۰)۔

عبداللہ مبارک: اللہ نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا ہے۔

ناثون: وما یفخرُ الا اولوا الالہاب اور اس بات کو صاحبانِ عقل کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۶۹)۔

عبداللہ مبارک: کچھ سفر طے کرنے کے بعد میں نے پوچھا کیا آپ شادی شدہ ہیں؟

ناثون: یا ایہا الذین آمنوا لا تسالوا عن اشیاء ان ثبت لکم تمسوکم اے ایمان والو ان چیزوں کے بارے میں

سوال نہ کرو جو تم پر ظاہر ہو جائیں تو تمہیں بری لگیں (سورہ مائدہ آیت ۱۰۱)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

عبداللہ مبارک: میں سفر طے کرتا رہا یہاں تک کہ ہم نے قافلہ کو پالیا، میں نے پوچھا کیا اس قافلہ میں آپ کا کوئی عزیز و رشتہ دار موجود ہے؟

ثاقون: المال والبنون زينة الحياة الدنيا مال اور اولاد زندگانی دنیا کی زینت ہیں (سورہ کھف آیت ۴۶)۔

عبداللہ مبارک: میں سمجھ گیا کہ آپ کے فرزند اس قافلہ میں موجود ہیں لہذا میں نے پوچھا ان کی کیا پہچان ہے؟

ثاقون: وعلائمہم وبالنجم ہم پھندوں اور علامات معین کردیں اور لوگ ستاروں سے بھی راستے دریافت کر لیتے ہیں (سورہ نحل آیت ۱۶)۔

عبداللہ مبارک: آپ کے اس کلام سے میں سمجھ گیا کہ آپ کے متعلقین اس قافلہ کے سرداروں میں سے ہیں لہذا میں نے غاریوں کی طرف جانے سے پہلے ان افراد کے نام دریافت کئے۔

ثاقون: واتخذ الله إبراهيم خلیلا اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے (سورہ نساء آیت ۱۲۵)، وکلم الله موسى تکلیما اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے باتقاعدہ گفتگو کی ہے (سورہ نساء آیت ۱۶۳)، یا یحییٰ خذ الكتاب بقوة اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھام لو (سورہ مریم آیت ۱۲)۔

عبداللہ مبارک: میں نے ابراہیم، موسیٰ، یحییٰ کے نام سے آواز دی تو دیکھا کہ کچھ خوبصورت جوان آگے آئے اور جب انہوں نے اپنی ماں سے ملاقات کی تو انکی ماں نے کہا: فابعثوا احدکم بورقکم هذه الى المدينة فلینظر ائھا ازکی طعاماً فلیاتکم برزق منہ اب تم اپنے سکے دے کر کسی کو شہر کی طرف بھیجو وہ دیکھے کہ کون سا کھانا بہتر ہے اور پھر تمہارے لئے رزق کا سامان فراہم کرے (سورہ کھف آیت ۱۹)، آپ کے ایک فرزند گئے اور انہوں نے کھانا میا کیا، غذا کو دیکھ کر انہوں نے فرمایا: کلوا واشربوا هنونا بما اسلفتم فی الايام الخالية اب آرام سے کھاؤ پیو کہ تم نے گزشتہ دنوں میں ان نعمتوں کا انتظام کیا ہے (سورہ مائدہ آیت ۲۳)۔

عبداللہ مبارک: اب مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے کہا یہ کھانا مجھ پر اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ میں یہ نہ جان لوں کہ یہ بی بی کون ہیں، تب جناب فضلہ کے فرزندوں نے فرمایا یہ ہماری مادر گرامی جناب فضلہ میں جو پالیس سال سے قرآن مجید کی آیات کے ذریعہ گفتگو کر رہی ہیں (زہر الریح ص ۱۸۰، اعیان النساء ص ۵۱۳)۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ان دونوں واقعات سے جناب فاضل کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، پہلی روایت کے مطابق بیس سال اور دوسری روایت کے مطابق پالیس سال تک آپ نے قرآنی آیات کے ذریعہ گفتگو کی، یہ وہ فیض ہے کہ جے یھینا آپ نے اہلبیت کے ساتھ زندگی گزارنے سے حاصل کیا ہے۔

جناب فاضل، رسول گرامی قدر کی وفات کے بعد تمام مقام میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی مددگار ثابت ہوئیں، جب در فاطمہ پر حملہ کیا گیا تب آپ بھی گھر میں موجود تھیں، جناب فاطمہ کو بھی حضرت فاضل سے بڑی قربت تھی یہی وجہ ہے کہ جب بی بی کی شہادت کا وقت قریب ہوا تو آپ نے مولا علی سے فرمایا کہ اے علی بن ابیطالب میری موت کی خبر عورتوں میں صرف ام سلمہ، ام ایمن، اور فاضل کو دی جائے، بی بی کی شہادت کے بعد جناب فاضل مولا علی اور آپ کے تمام فرزندوں اور بیٹیوں کی خدمت میں رہیں، یہاں تک کہ جب حضرت علی اپنے دور حکومت میں مدینہ سے کوفہ تشریف لائے تو جناب فاضل بھی آپ کے ساتھ تھیں جو آپ کے لئے غذا میا فرماتی تھیں، آپ نے حضرت امیر کی اس قدر خدمت کی کہ حضرت علی نے آپ کے لئے دعا یہ جملوں میں فرمایا: اللھم باری لنا فی فضلتنا اے اللہ ہماری فاضل کو ہمارے لئے مبارک قرار دے۔

حضرت علی نے آپ کا عقد الوثعلب الکبشی سے فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو ایک فرزند عطا کیا، الوثعلب کی وفات کے بعد آپ کا عقد الوثعلب الکبشی سے ہوا، آپ کی اولاد کے نام تاریخ میں کچھ اس طرح سے درج ہیں:

۱۔ داؤد، ۲۔ محمد، ۳۔ یحییٰ، ۴۔ موسیٰ، ۵۔ ابراہیم، ۶۔ مسکۃ (بیٹی)۔

اولاد اور شوہر کی ذمہ داریوں کے باوجود جناب فاضل امام حسین اور اہل بیت حرم علیم السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں، جس کے بعد آپ نے اسیری کے ستم سے اور جناب زینب کی خدمت میں رہیں یہاں تک کہ بی بی زینب نے وفات پائی۔

آپ کی وفات سنہ ۶۲ھ کے بعد شہر دمشق میں واقع ہوئی، آج بھی آپ کی قبر اسی شہر میں موجود ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

فہمۃ (اسم مصغر) کنیز امام حسین علیہ السلام:

جناب فہمۃ تقریباً سنہ ۶ھ کو متولد ہوئیں، آپ جناب رباب بنت امریہ القیس کی خدمت میں تھیں اور احتمال ہے کہ آپ جناب رباب کے عقد کے موقع سے آپ کی خدمت میں رہی ہوں، آپ اپنے فرزند قارب کے ساتھ کربلا تشریف لائیں جہاں آپ کے فرزند حملہ اول میں شہید کئے گئے جن پر امام حسن عسکری علیہ السلام نے زیارت ناحیہ میں یوں سلام بھیجا: السلام علی قارب مولیٰ الحسین، جناب فہمۃ نے شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد اسیری کے ستم سے۔

قفیرۃ (اسم مصغر) بنت طلحہ بن عبد اللہ بن ابی قیس الکلبی:

جناب قفیرۃ قبل از سنہ ۷ قبل از ہجرت کو متولد ہوئیں، آپ جناب جعفر طیار کی کنیز تھیں، جب جعفر طیار حبشہ سے مدینہ واپس لوٹے تو آپ نے قفیرۃ کو بدیہ کے طور پر اپنے بھائی حضرت علی کی خدمت میں پیش کیا، جناب امیر نے بھی قفیرۃ کو جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی خدمت کے لئے معین فرمایا، جناب زہراء کی شہادت کے بعد آپ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے گھر منتقل ہوئیں یہاں تک کہ آپ کے ساتھ کربلا تشریف لائیں، جہاں بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام آپ نے اسیری کے ستم سے اور جناب زینب کے ساتھ مدینہ واپس ہوئیں۔

قرام وحب (۱) بنت عبد النزیہ (نہرن قاسط) العدنانیہ:

مقتل میں ایک اور ام وحب کا تذکرہ ملتا ہے جو وحب کی بیٹی تھیں اور تقریباً سنہ ۲۶ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے شوہر اور فرزند کا نام بھی وحب تھا، آپ اور آپ کے فرزند نصرانی تھے جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر اسلام قبول فرمایا، شیخ صدوق (محمد بن علی بن حسین قمی) نقل فرماتے ہیں کہ روز عاشورا جب وحب بن وحب میدان کا زار میں تشریف لے گئے اور ایک عظیم جنگ کے بعد شہرت شہادت نوش فرمایا تو عمر سعد نے آپ کا سر کٹا کر خیام حسینی کی طرف اچھال دیا، یہ دیکھ کر آپ کی مادر گرامی ام وحب نے تلوار اٹھائی اور مقتل کی طرف جانے لگیں اس وقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے ام وحب عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے، واپس چلی آؤ، بیشک تمہارا

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

جناب قر تقریباً سنہ ۲۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے شوہر عبداللہ بن عمیر کلبی، فرزند وہب بن عبداللہ اور ہوبانیہ کوفیہ تھیں، کربلا سے پہلے آپ سب کے سب مسلمان تھے جناب قر، آپ کے شوہر، آپ کے بیٹے اور ہوبکر بلا میں شہید کئے گئے، ام وہب نے اپنے فرزند کی شہادت کے بعد اپنے ہی فرزند کے کئے ہوئے سر کے ذریعہ دشمنوں کو واصل جہنم کیا جس کے بعد شہر کے غلام نے عمود سے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

کبشہ (کاف مفتوح، باء ساکن، حین مفتوح) ام سلیمان:

جناب کبشہ قبل از سنہ ۲۵ھ کو متولد ہوئیں، آپ کو امام حسن علیہ السلام نے ہزار درہم میں خرید کر اپنی زوجہ ام اسحاق کی خدمت کے لئے معین فرمایا تھا، امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد جناب ام اسحاق نے امام حسین علیہ السلام سے عقد فرمایا تو آپ کی یہ کنیز امام حسین علیہ السلام کے گھر منتقل ہوئیں، آپ کے شوہر کا نام ابو رزین مسعود بن مالک کوفی تھا جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلیمان نامی فرزند عطا کیا، امام حسین علیہ السلام نے سلیمان بن ابو رزین کو اپنے قاصد کے طور پر بصرہ کی جانب روانہ کیا جہاں وہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کی ابتداء میں ابن زیاد کے حکم سے شہید کر دیئے گئے۔

جناب کبشہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں اور بعد از معرکہ کربلا اسیری کے ستم سے اور تقریباً سنہ ۹۰ھ میں وفات پا گئیں۔

اور تمہارے فرزند کا مقام جنت میں میرے نانا رسول اللہ کے ساتھ ہے، پھر امام نے آپ کو شہادت کی بھارت دی اور اس طرح آپ نے بھی کربلا میں شہادت پائی، قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ کے فرزند جناب وہب بن وہب کا شہادت کے وقت غیر شادی شدہ تھے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

لیلی بنت ابی مرۃ بن عروۃ بن مسود بن متعب بن مالک بن کعب الثقفی:

جناب لیلی سنہ ۲۰ھ کو مدینہ میں متولد ہوئیں، آپ کے والد لومرۃ جناب مختار بن ابوصبیہ ثقفی کے چچا زاد بھائی تھے، سنہ ۳۵ھ میں امام حسین علیہ السلام نے آپ سے عقد فرمایا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۱ شعبان سنہ ۳۸ھ میں علی اکبر جیسا فرزند عطا فرمایا کہ جو صورت و سیرت میں رسول گرامی قدر سے شہادت رکھتے تھے۔

جناب لیلی کے کربلا حاضر ہونے کے سلسلہ میں موزنین کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے آیت اللہ کرباسی نے اس مقام پر ان تمام مورخین کا تذکرہ کیا ہے کہ جو جناب لیلی کے کربلا حاضر ہونے کو قبول یا رد کرتے ہیں، مصنف نے ان کے اقوال کا بھی تذکرہ کیا ہے جس کے بعد آپ نے نتیجہ گیری فرمائی ہے، ہم اس مقام پر صرف فریقین کے نام اور ان کی کتب کا تذکرہ اور شیخ کرباسی کی رائے کو بیان کرتے ہیں:

درج ذیل کتب میں موزنین نے جناب لیلی کے کربلا میں حاضر ہونے کو یا تو قبول نہیں فرمایا یا پھر اس میں شک و تردید کی ہے:

- ۱۔ مقام زاخر (تألیف: ماج فرہاد بن عباس القاباری: ولادت سنہ ۱۲۳۳ھ وفات سنہ ۱۳۰۵ھ) - ۲۔ لؤلؤ و مریان (تألیف: شیخ حسین بن محمد تقی النوری: ولادت سنہ ۱۲۵۴ھ وفات سنہ ۱۳۲۰ھ) - ۳۔ منتخب التواریخ (تألیف: شیخ محمد ہاشم بن محمد علی الخراسانی: ولادت تقریباً سنہ ۱۳۰۹ھ وفات سنہ ۱۳۵۲ھ) - ۴۔ الکبریٰ الامر (تألیف: شیخ محمد باقر بن حسن البہر جندی: ولادت سنہ ۱۲۷۶ھ وفات سنہ ۱۳۵۲ھ) - ۵۔ منتہی الاعمال (تألیف: شیخ عباس قمی بن محمد رضا: ولادت سنہ ۱۲۹۴ھ وفات سنہ ۱۳۵۹ھ) - ۶۔ نفس المسموم (تألیف: شیخ عباس قمی بن محمد رضا: ولادت سنہ ۱۲۹۴ھ وفات سنہ ۱۳۵۹ھ) - ۷۔ وقائع الایام: (تألیف: شیخ علی بن عبد العظیم الخلیفانی: ولادت سنہ ۱۲۸۲ھ وفات سنہ ۱۳۶۷ھ) - ۸۔ علی الاکبر ابن الشہید (تألیف: سید عبد الرزاق بن محمد المقرم: ولادت سنہ ۱۳۱۶ھ وفات سنہ ۱۳۹۱ھ) - ۹۔ الملحمۃ الحنینیہ (تألیف: شیخ مرتضیٰ بن محمد حسین المطہری: ولادت سنہ ۱۳۳۸ھ وفات سنہ ۱۴۰۰ھ) - ۱۰۔ فرسان الحجاج (تألیف: شیخ ذبیح اللہ بن محمد علی الحلقاتی: ولادت سنہ ۱۳۱۰ھ وفات سنہ ۱۴۰۶ھ) - ۱۱۔ قاموس الرجال (تألیف: شیخ محمد تقی بن کاظم التستری: ولادت سنہ ۱۳۲۰ھ وفات سنہ ۱۴۱۵ھ) -

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

درج ذیل کتب میں موزعین نے جناب لیلیٰ کے کربلا میں ماضی ہونے کو یا قبول فرمایا ہے:

- ۱۔ الاقبال (تألیف: ابن طاووس سید علی بن موسیٰ: ولادت سنہ ۵۸۹ھ وفات سنہ ۶۶۳ھ)۔ ۲۔ نورالعین فی مشہد الحسین (تألیف: شیخ یعقوب بن اسحاق الاسفریہنی: ولادت سنہ ۲۳۰ھ وفات سنہ ۳۱۶ھ)۔ ۳۔ الأغانی (تألیف: علی بن حسین (لو الفرج) الاصفہانی: ولادت سنہ ۲۸۳ھ وفات سنہ ۳۵۶ھ)۔ ۴۔ مناقب آل ابیطالب (تألیف: شیخ محمد بن علی (ابن شہر آشوب) المازندرانی: ولادت سنہ ۳۸۸ھ وفات سنہ ۵۸۸ھ)۔ ۵۔ روضة الشهداء (تألیف: ملا حسین بن علی الکاشانی: ولادت تقریباً سنہ ۸۳۰ھ وفات سنہ ۹۱۰ھ)۔ ۶۔ تمذیب الفوائد الحسینیہ (تألیف: شیخ حسین بن محمد الرازی: ولادت سنہ ---- وفات سنہ ۱۲۱۶ھ)۔ ۷۔ اسرار الشهادة (تألیف: شیخ آقا بن عابدہ الدربندی: ولادت سنہ ۱۲۰۸ھ وفات سنہ ۱۲۸۵ھ)۔ ۸۔ معج الاذعان (تألیف: شیخ حسن بن محمد علی الیربوی: ولادت تقریباً سنہ ۱۱۸۸ھ وفات سنہ ۱۲۳۵ھ)۔ ۹۔ تذکرۃ الشهداء (تألیف: شیخ حبیب اللہ بن علی مدد الکاشانی: ولادت سنہ ۱۲۶۲ھ وفات سنہ ۱۳۰۱ھ)۔ ۱۰۔ ذخیرۃ الدارین (تألیف: سید عبد المجید بن محمد رضا الحسینی: ولادت سنہ ۱۲۸۰ھ وفات سنہ ۱۳۵۶ھ)۔ ۱۱۔ معالی السبطین (تألیف: شیخ محمد مددی بن عبد المادی المازندرانی: ولادت سنہ ۱۲۹۳ھ وفات سنہ ۱۳۸۲ھ)۔ ۱۲۔ اسرار الشهادة (تألیف: شیخ محمد بن محمد مددی الاشرقی: ولادت سنہ ۱۲۹۱ھ وفات سنہ ۱۳۱۵ھ)۔ ۱۳۔ مشہد الحسین (تألیف: شیخ عبد المجید بن حمید المہر: ولادت سنہ ۱۳۳۸ھ وفات سنہ ۱۴۰۹ھ)۔

آیت اللہ محمد صادق الکرکاسی نے فریقین کی کتب میں بیان کئے گئے مطالب پر دقیق تحقیق و بررسی کے بعد یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ جناب لیلیٰ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ کے اکلوتے فرزند علی اکبر اور آپ کے شوہر امام حسین علیہما السلام شہید کئے گئے، جس کے بعد آپ نے اسیری کی مشکلات کو تحمل فرمایا اور قافلے کے ساتھ مدینہ واپس لوٹیں، مدینہ لوٹنے پر آپ اہل گریہ و بکا کرتیں یہاں تک کہ ۴ ربیع الثانی سنہ ۶۳ھ کو مدینہ منورہ میں اس دار فانی کو وداع کر گئیں، ظاہر آپ کو جنت البقیع میں دفنایا گیا ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

لیلی بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربیع بن سلم النخعی الدارمی القیمی:

جناب لیلی بنت مسعود قبل از سنہ ۲۲ھ متولد ہوئیں، آپ کا عقد حضرت علی سے تقریباً سنہ ۳۶ھ کو شہر بصرہ میں ہوا، حضرت علی علیہ السلام سے آپ کو عبد اللہ الاصغر (ولادت: سنہ ۳۷ھ، شہادت: سنہ ۶۱ھ بمقام کربلاء)، لوبکر (ولادت: سنہ ۳۸ھ، شہادت: سنہ ۶۱ھ بمقام کربلاء)، عبید اللہ (ولادت: سنہ ۳۹ھ، شہادت: سنہ ۶۷ھ بمقام مزار) نامی تین فرزند متولد ہوئے۔

حضرت علی کی شہادت کے بعد شعبان سنہ ۴۱ھ میں آپ نے جناب عبد اللہ بن جعفر طیار سے عقد فرمایا جن سے موسیٰ، ہارون، یحییٰ، ام ایما متولد ہوئے، مورخ مازندرانی نے آپ کا تذکرہ کربلا میں حاضر ہونے والی خواتین میں کیا ہے، آپ کی وفات مدینہ میں واقع ہوئی اور قوی احتمال یہ ہے کہ آپ کو جنت البقیع میں دفنایا گیا ہو۔

ملیکہ بنت الاخف بن القیس بن معاویہ بن حسین السہری القیمی:

جناب ملیکہ تقریباً سنہ ۲۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے والد کا نام ضحاک یا صخر اور کنیت ابو محرقہ تھی اور اخف آپ کا لقب تھا، جو رسول گرامی قدر کے صحابی اور اہلبیت اطہار کے چاہنے والوں میں سے تھے۔

جناب ملیکہ کا عقد امام حسن علیہ السلام سے ہوا جن سے لوبکر (ولادت تقریباً سنہ ۴۳ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام کربلاء) اور ام الحسن الوسطی (ولادت سنہ ۴۴ھ) پیدا ہوئے، صاحب کتاب معالی^(۱) نے آپ کا تذکرہ کربلا میں حاضر ہونے والی خواتین کے ذیل میں کیا ہے۔

۱۔ محمد مدنی بن عبد الباقی المازندرانی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ملیکہ المدنیہ:

جناب ملکہ تقریباً سنہ ۵ھ کو متولد ہوئیں، آپ سیدہ رباب بنت امری ء القیس کی کنیز تھیں کہ جو امام حسین علیہ السلام سے عقد کے بعد ان کی خدمت گزاری کے لئے معین کی گئیں، جناب رباب کے ایک اور غلام تھے کہ جن کا نام عقبہ بن سحان تھا، امام حسین علیہ السلام نے آپ کا عقد عقبہ^(۱) سے فرمایا، یہ دونوں کربلا تشریف لائے جہاں جناب ملکہ نے اسیری کے ستم سے، آپ کے شوہر کی شہادت کے متعلق مورخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے آپ کو شہداء میں اور بعض دیگر نے اسرائے کربلا میں شامل کیا ہے۔

میمونہ بنت علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی:

جناب میمونہ بنت علی تقریباً سنہ ۲۱ھ کو متولد ہوئیں، تقریباً سنہ ۳۶ھ میں آپ کا عقد جناب عبداللہ الاکبر بن عقیل الماشی (ولادت: تقریباً سنہ ۲۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام کربلاء) سے ہوا جن سے رقیہ (ولادت: سنہ ۳۷ھ)، عقیل (ولادت: سنہ ۳۸ھ) اور ام کلثوم (ولادت: سنہ ۳۹ھ) پیدا ہوئے۔

آپ دونوں زن و شوہر کربلا میں حاضر ہوئے جبکہ کسی بھی مقتل میں آپ کی اولاد کے حاضر ہونے کا تذکرہ نہیں ملتا، جس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ کربلا سے پہلے آپ کی اولاد انتقال کر گئی ہو، جناب عبداللہ الاکبر بن عقیل کربلا میں شہید ہوئے اور آپ کی زوجہ میمونہ نے سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے ساتھ تمام اسیری کی سختیوں کو تحمل فرمایا۔

میمونہ ام عبداللہ بن یقطر الحمیری:

جناب میمونہ قبل از سنہ ۵ قبل از ہجرت کو متولد ہوئیں، آپ حضرت علی کے گھر کی خادمہ تھیں، ایسی خادمہ کہ جو کنیز نہ تھیں، آپ نے امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے آپ کی خدمت کی، شہادت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے بعد

۱۔ انشاء اللہ آپ کا تذکرہ معمم انصار حسین غیر الماشیین کے ذیل میں کیا جائے گا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

آپ امام حسین علیہ السلام کے گھر منتقل ہوئیں، یہاں تک کہ امام علی مقام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں کہ جہاں آپ نے اسیری کے ستم سے۔

آپ کے عبداللہ نامی ایک فرزند تھے کہ جنہیں جب امام حسین علیہ السلام نے خط دے کر جناب مسلم ابن عقیل کی طرف کوفہ روانہ کیا تھا، مقام قادسیہ پر حصین بن نمیر تمیمی نے آپ کو اسیر کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ روانہ کر دیا جہاں ابن زیاد نے آپ کو حکم دیا کہ قصر سے تمام اہل کوفہ کے سامنے نعوذ باللہ امام حسین علیہ السلام پر سب شتم کریں، جب عبداللہ اونچائی پر پہنچے تو انہوں نے لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا: اے لوگو میں حسین ابن علی کا فرستادہ ہوں، اس ابن مرجانہ کی مخالفت میں حسین ابن علی کی مدد و نصرت کرو، یہ سن کر ابن زیاد سے رہا نہ گیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ کو دار الامارہ سے نیچے پھینک دیا جائے، آپ کو دار الامارہ سے پھینکا گیا، ابھی آپ کے بدن میں رمق حیات باقی تھی کہ عبداللہ بن عمیر اللعنی نے آپ کو ذبح کر دیا۔

نفیہ بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی:

جناب نفیہ سنہ ۲۲ھ کو متولد ہوئیں، آپ کی مادر گرامی کا نام ام شعیب الخزومیہ تھا، آپ کی اور دو سگی بہنیں تھیں کہ جن کا نام زینب صغریٰ (ولادت سنہ ۲۳ھ، جو زوجہ محمد بن عقیل تھیں) رقیہ صغریٰ (ولادت سنہ ۲۴ھ، جو زوجہ مسلم بن عقیل تھیں) تھا۔

جناب نفیہ کا عقد عبداللہ الاوسط بن عقیل سے ہوا جن سے ام عقیل پیدا ہوئیں، آپ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تشریف لائیں اور کربلا کی تمام سختیوں کو تحمل فرمایا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

نفیہ (ام ابی بکر بن حن) المدنیہ:

جناب نفیہ کی ولادت تقریباً سنہ ۲۹ھ میں ہوئی، آپ امام حن علیہ السلام کی کنیز تھیں جن سے ابو بکر نامی فرزند پیدا ہوئے، کربلا میں شہید ہونے والے فرزند ان امام حن علیہ السلام میں ابو بکر کا نام بھی ملتا ہے، جو اپنی مادر گرامی نفیہ کے ساتھ کربلا تشریف لائے تھے۔

ہانیہ الکوفیہ:

جناب ہانیہ تقریباً سنہ ۳۰ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے شوہر وہب بن عبد اللہ بن عمیر الکلبی تھے جن کے والد عبد اللہ اور والدہ قمر بنت عبد المزیہ کربلا میں شہید ہوئے، جناب وہب نے ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کو فہ میں آپ سے عقد فرمایا، یہ تمام خانوادہ آٹھ محرم کو کربلا میں امام حسین علیہ السلام سے جاملے، جہاں خود جناب ہانیہ اور آپ کے شوہر، ساس اور سر شہید کئے گئے۔

یہ تھا ان تمام بیٹیوں کا مختصر سا بیان کہ جن کا تذکرہ آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے کتاب معجم انصار الحسین النساء کی تین جلدوں میں تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے، مصنف نے معجم انصار الحسین میں اس بات کو ثابت فرمایا ہے کہ دین اسلام کے اصول عدالت بر مبنی میں لہذا اللہ کی نظر میں عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا، عبادت و بندگی میں اللہ کے نزدیک یہ دونوں انسانی صنفیں یکساں ہیں، جس کا ثبوت ہمیں کربلا میں حاضر ہونے والی فداکار خواتین سے ملتا ہے، کہ جنہوں نے مردوں کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی قربانی پیش کرنے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی نہ کی اور دین اسلام کی جہاد اور مقصد حسینی کو آنے والی نسلوں تک منتقل فرمایا ہے۔

ہم اس مقام پر غلافہ کے طور پر محترم قائدین کی خدمت میں سات فرستیں پیش کرتے ہیں کہ جن سے کربلا میں حاضر ہونے والی خواتین کی تعداد کو وضاحت کے ساتھ درک کیا جاسکتا ہے، جس کے بعد امام حن اور امام حسین علیہما السلام کی ازواج و اولاد کے دفعے بھی پیش کئے جائیں گے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

(پہلی فرست۔ کربلا میں شہید ہونے والی بیبیاں)

- ۱۔ ام الحمن بنت الحمن الماشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۴۸ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۔ ام الحمین بنت الحمن الماشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۴۹ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۔ مالکہ بنت مسلم الماشمیہ (ولادت سنہ ۵۳ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۔ قمر (ام وہب) بنت عبد المنزیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۔ ہانیہ الکوفیہ (ولادت تقریباً سنہ ۴۰ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔
- ۶۔ ام وہب بنت وہب نصرانی (ولادت تقریباً سنہ ۲۶ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ)۔

(دوسری فرست۔ کربلا سے باہر شہید ہونے والی بی بی)

- ۱۔ رقیہ بنت الحمین الماشمیہ (ولادت سنہ ۵۷ھ، شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام دمشق)۔

(تیسری فرست۔ وہ بی بیوں کے جن کی کربلا میں شہادت آیت اللہ کرباسی کے نزدیک ثابت نہیں)

- ۱۔ ام کلثوم بنت الحمین الماشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۲ھ، شہادت سنہ ۳۳ھ بمقام موصل)۔
- ۲۔ خولہ بنت الحمین الماشمیہ (ولادت ---، شہادت سنہ ۶۱ھ بمقام بعلبک)۔
- ۳۔ زینب بنت الحمین الماشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۱ھ، شہادت قبل از سنہ ۳۵ھ بمقام حلب)۔

(چوتھی فرست۔ وہ بیبیاں کے جن کا کربلا میں ماضی ہونا غیر یقینی ہے)

- ۱۔ اُمّامہ بنت ابی العاص العسیمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۶ قبل از ہجرت، وفات تقریباً سنہ ۳۹ھ)۔
- ۲۔ ام سعید بنت عروہ الشعمیہ (ولادت قبل از سنہ ۵ھ، وفات تقریباً سنہ ۳۵ھ)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۳۔ حمیدہ بنت ابی سعید بن عقیل الماشمی (ولادت --- ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۔ حمیدہ بنت عبدالرحمان الاکبر ابن عقیل الماشمی (ولادت --- ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۔ زینب بنت الحسن الماشمی (ولادت قبل از سنہ ۴۳ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۶۔ عائکہ بنت (سعد بن زید) العدویہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۷ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔

(پانچویں فہرست۔ وہ یہاں کہ جو کربلا میں حاضر ہوئیں اسیر بنائی گئیں)

- ۱۔ ام احمد بن عقیل الماشمی (ولادت قبل از سنہ ۳۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۔ ام اسحاق بنت طلحہ التیمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۰ھ، وفات بعد از سنہ ۹۳ھ)۔
- ۳۔ ام الحسن بنت علی الماشمی (ولادت تقریباً سنہ ۲۱ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۔ ام خدیجہ بنت علی الماشمی (ولادت قبل از سنہ ۲۵ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۔ ام رافع سلمہ القبطیہ (ولادت تقریباً سنہ ۱۰ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۶۔ ام شعیب الخزومیہ (ولادت تقریباً سنہ ۱۰ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۷۔ ام فاطمہ بنت علی الماشمی (ولادت قبل از سنہ ۹ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۸۔ ام قاسم بن محمد الطیار (ولادت قبل از سنہ ۲۳ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۹۔ ام کلثوم الصغری بنت عبداللہ الطیار الماشمی (ولادت تقریباً سنہ ۳۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۰۔ ام کلثوم بنت عباس الماشمی (ولادت تقریباً سنہ ۱۲ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۱۔ ام کلثوم الکبریٰ بنت علی الماشمی (ولادت سنہ ۹ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۲۔ ام محمد بن ابوسعید الماشمی (ولادت قبل از سنہ ۲۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۳۔ برہ بنت النوشجان الفارسیہ (ولادت قبل از سنہ ۲۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۴۔ عمریہ بنت مسعود الخزیمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۶ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۱۵۔ جانہ بنت ابی طالب الماشیہ (ولادت سنہ ۳۸ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۶۔ حمیہ (ام عبد الرحمن بن الحنن) المغربیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۸ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۷۔ حنیہ (ام منج بن سم المدنی)، (ولادت قبل از سنہ ۵ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۱۸۔ حمیدہ بنت مسلم الماشیہ (ولادت سنہ ۴۹ھ، وفات تقریباً سنہ ۱۲۲ھ)۔
- ۱۹۔ خدیجہ بنت علی الماشیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۹ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۰۔ خلیذہ ام عبد اللہ الماشیہ (ولادت قبل از سنہ ۶ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۱۔ الخصاصہ بنت حفصہ الوائلیہ (ولادت تقریباً سنہ ۱۱ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۲۔ الخصاصہ بنت عمرو العنسیہ (ولادت تقریباً سنہ ۱ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۳۔ رباب بنت امریاء القیس الکلبیہ (ولادت سنہ ۶ھ، وفات بعد از سنہ ۶۲ھ)۔
- ۲۴۔ رقیہ الصغریٰ بنت علی الماشیہ (ولادت سنہ ۲۳ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۵۔ رملہ الکبریٰ بنت علی الماشیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۲ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۶۔ رملہ (ام القاسم ابن الحنن) الرومیہ (ولادت قبل از سنہ ۳۱ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۷۔ روضہ (خادمۃ الرسول) المدنیہ (ولادت قبل از سنہ ۵ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۸۔ زینب الصغریٰ بنت علی الماشیہ (ولادت سنہ ۲۳ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۲۹۔ زینب الکبریٰ بنت علی الماشیہ (ولادت تقریباً سنہ ۶ھ، وفات سنہ ۶۲ھ)۔
- ۳۰۔ سکینہ بنت الحسین الماشیہ (ولادت سنہ ۴۲ھ، وفات بعد از سنہ ۱۱۷ھ)۔
- ۳۱۔ سلافہ مریمہ الامام السجاد علیہ السلام (ولادت تقریباً سنہ ۱۴ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۲۔ سلمیٰ ام الراغب القبطیہ (ولادت تقریباً سنہ ۱۰ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۳۔ ہانیہ (ام قاطلہ بنت الحنن) الزنجیہ (ولادت تقریباً سنہ ۵ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۴۔ صفیہ بنت علی الماشیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۱ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۳۵۔ الصباء بنت حباد الثعلبية (ولادت تقریباً سنہ ۳ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۶۔ غزالہ ام عبد اللہ (امہ الامام السجاد) (ولادت تقریباً سنہ ۱۴ھ، وفات بعد از سنہ ۶۵ھ)۔
- ۳۷۔ فاختہ بنت علی الهاشمیہ (ولادت سنہ ۳۳ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۳۸۔ فاطمہ بنت الحسن الهاشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۴۰ھ، وفات تقریباً سنہ ۷۰ھ)۔
- ۳۹۔ فاطمہ الصغریٰ بنت الحسین الهاشمیہ (ولادت سنہ ۵۱ھ، وفات سنہ ۱۱۷ھ)۔
- ۴۰۔ فاطمہ الصغریٰ بنت علی الهاشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۵ھ، وفات تقریباً سنہ ۱۲۵ھ)۔
- ۴۱۔ فاطمہ بنت عقبہ الخزرجیہ (ولادت تقریباً سنہ ۷ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۲۔ فاطمہ الکبریٰ بنت الحسین الهاشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۰ھ، وفات بعد از سنہ ۱۱۰ھ)۔
- ۴۳۔ فضہ (خادمۃ الزہراء) النوبیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۵ قبل از ہجرت، وفات سنہ ۶۲ھ)۔
- ۴۴۔ فکیحہ (امہ الحسین) (ولادت تقریباً سنہ ۶ھ، وفات بعد از سنہ ۶۲ھ)۔
- ۴۵۔ قفیرہ بنت علقمہ الحلالیہ (ولادت تقریباً سنہ ۷ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۶۔ کبیرہ المدنیہ (ولادت قبل از سنہ ۲۵ھ، وفات تقریباً سنہ ۹۰ھ)۔
- ۴۷۔ لیلیٰ بنت ابی مرۃ النخعیہ (ولادت سنہ ۲۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۳ھ)۔
- ۴۸۔ لیلیٰ بنت مسعود النخعیہ (ولادت قبل از سنہ ۲۲ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۴۹۔ ملیکہ بنت الاخف التیمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۰ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۰۔ ملیکہ المدنیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۱۔ میمونہ بنت علی الهاشمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۲۱ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۲۔ میمونہ (ام عبد اللہ بن قطر الحمیری)، (ولادت قبل از سنہ ۱۰ قبل از ہجرت، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۳۔ نفیہ بنت علی الهاشمیہ (ولادت سنہ ۲۲ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔
- ۵۴۔ نفیلہ المدنیہ (ولادت سنہ ۲۹ھ، وفات بعد از سنہ ۶۱ھ)۔

﴿ تجلیات صین ﴾

(محمیٰ فرست۔ وہ بی بیوں جو کربلا میں حاضر نہ ہو سکیں)

- ۱۔ ام سلمہ بنت علی العاصمیہ (ولادت قبل از سنہ ۳۲ھ، وفات تقریباً سنہ ۳۵ھ)۔
- ۲۔ ام کلثوم بنت الحسین العاصمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۲ھ، وفات سنہ ۳۳ھ)۔
- ۳۔ ام کلثوم الصغریٰ بنت علی العاصمیہ (ولادت سنہ ۲۲ھ، وفات قبل از سنہ ۴۰ھ)۔
- ۴۔ جانہ بنت علی العاصمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۹ھ، وفات سنہ ۴۰ھ)۔
- ۵۔ رقیہ الکبریٰ بنت علی العاصمیہ (ولادت سنہ ۱۳ھ، وفات بعد از سنہ ۴۵ھ)۔
- ۶۔ زینب بنت الحسین العاصمیہ (ولادت تقریباً سنہ ۳۱ھ، وفات قبل از سنہ ۴۵ھ)۔
- ۷۔ سلمیٰ بنت حجر الکندیہ (ولادت سنہ ۲۳ھ، وفات بعد از سنہ ۶۴ھ)۔
- ۸۔ شاہ زنان بنت یزید و والد الساسانیہ (ولادت سنہ ۱۱ھ، وفات ۳۳ھ)۔
- ۹۔ فاطمہ الوسطیٰ بنت الحسین العاصمیہ (ولادت قبل از سنہ ۵۰ھ، وفات سنہ ۱۲۶ھ)۔

(ساتویں فرست۔ وہ خواہمیں کہ جن کے اصل وجود میں شک ہے)

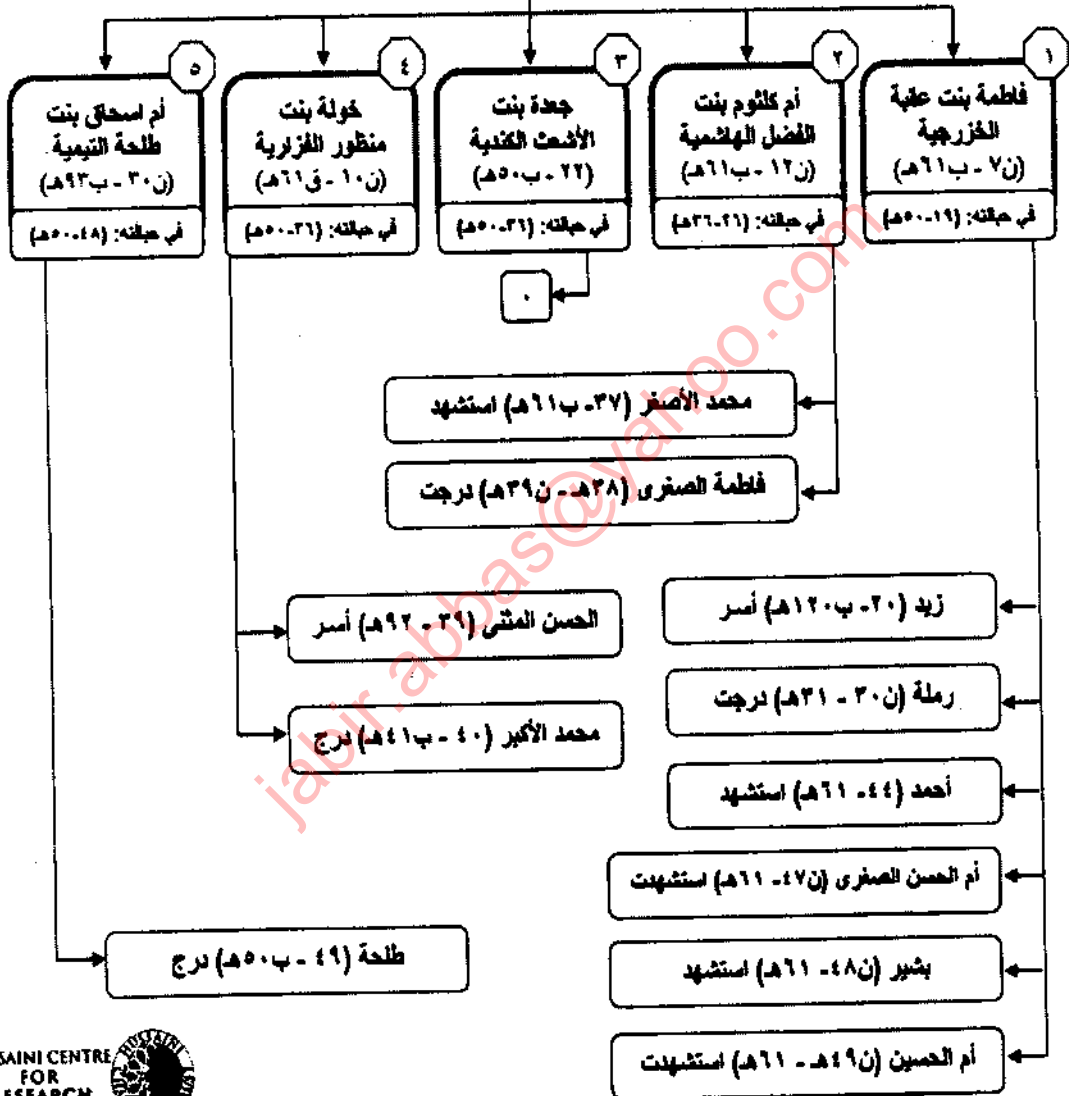
- ۱۔ زبیدہ بنت الحسین العاصمیہ (ولادت ---، وفات ---)۔
- ۲۔ سکینہ بنت علی العاصمیہ (ولادت ---، وفات ---)۔
- ۳۔ حانکہ بنت الحسین العاصمیہ (ولادت ---، وفات ---)۔

تجلیات حسین

ازواج واولاد امام حسن طہ السلام

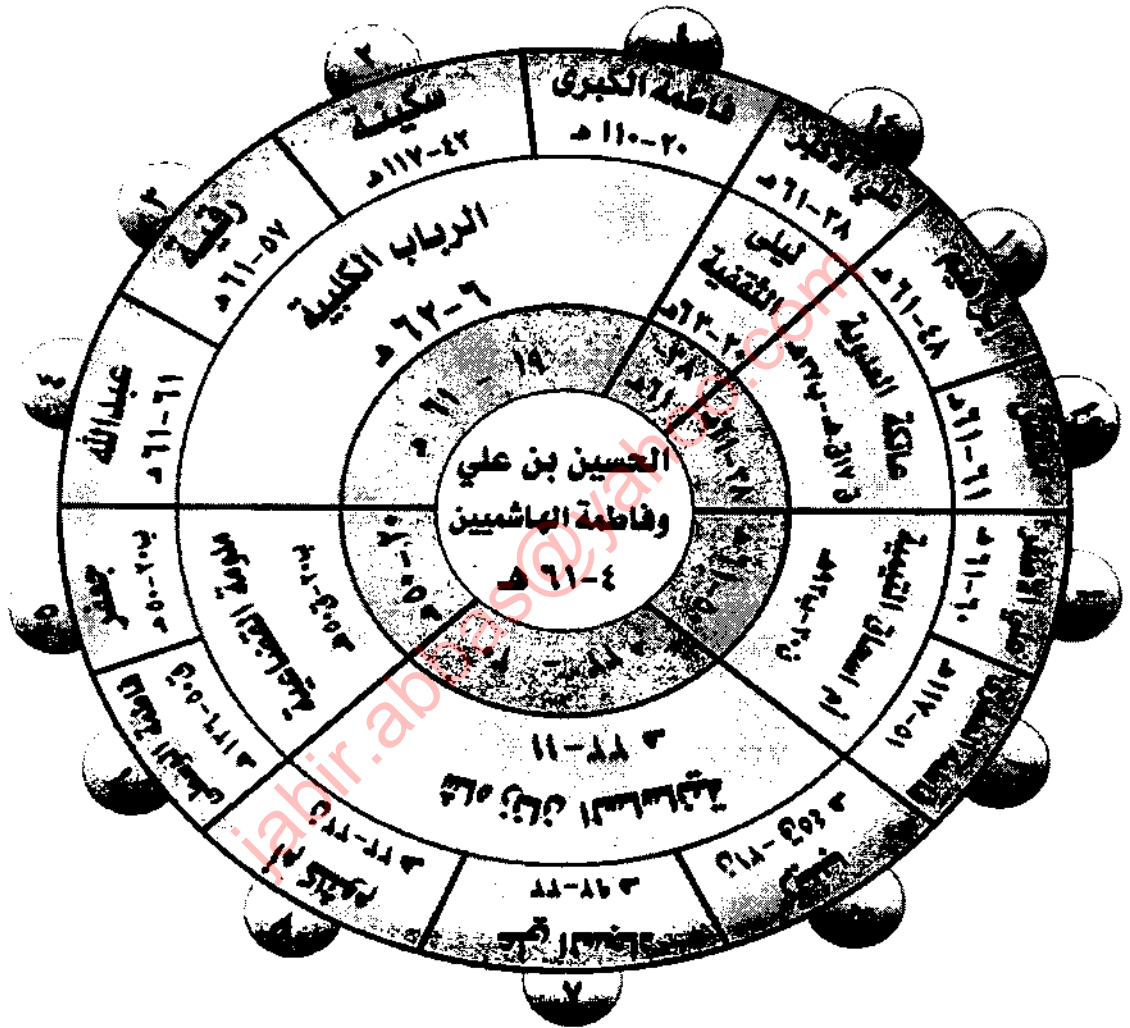
الحسن بن علي الهاشمي

(٣ - ٥٠ هـ)



تجلیات حسین

ازواج واولاد امام حسین طہ السلام



﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'خواب، مشاہدے اور تعبیر' تین سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے جس کی پہلی جلد (جو کہ ۵۲۸ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۱۹۹۹ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۰ء کو زیر طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تکمیل کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

حسینی خولوں کی تعبیر

جس دنیا میں ہم زندگی بسر کرتے ہیں اس میں بعض امور مادیات اور بعض معنویات سے تعلق رکھتے ہیں، مادیات کو ظاہری اور معنویات کو باطنی حواس سے درک کیا جاتا ہے، معنویات سے ماوراء بھی کچھ ایسے امور ہیں کہ جنہیں صرف ایمان کامل کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے جبکہ کچھ امور ایسے بھی ہیں کہ جن کا سمجھنا غفلت کی محدودیت کی وجہ سے ہمارے لئے محال ہے۔

خواب کا تعلق معنویات سے کہ جے باطنی حواس سے درک کیا جاتا ہے جبکہ بعض خولوں کا تعلق ماورائے معنویات سے بھی ہوتا ہے اس صورت میں ان خولوں کے اشارات کا سمجھنا صرف ان کامل الایمان افراد کے لئے ممکن ہے جن پر اللہ تعالیٰ کی عنایت و کرم ہوتا ہے۔

خواب دیکھنے کے لئے انسان ناگزیر ہے کہ وہ سوتے تاکہ خواب دیکھ سکے، یعنی خواب سونے پر موقوف ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سونے کو لمبی نشانیوں میں سے جانا ہے حضرت باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (سورہ روم آیت ۲۳)

یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم دن اور رات میں سوتے ہو۔

سونے کو عربی زبان میں نوم (نون مفتوح، واو میم ساکن) اور سونے کی جگہ کو منام کہتے ہیں لیکن مذکورہ آیت میں منام سے مراد سونا ہے، عربی لغت میں سونے یا نیند کے مراتب کے لئے ۸ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جنہیں فقہ (غ مفتوح، ف ساکن، ق مفتوح)، نفاس (ن مضموم، ع مفتوح، س ساکن)، کری (ک مفتوح، ر مکور، ی ساکن)، سنہ (س مکور، ن مفتوح، ہ ساکن)، غصۃ (غ مفتوح، ف ساکن، و مفتوح)، نوم (نون مفتوح، واو میم ساکن)،

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ساکن (، رقاد) (مضموم، ق مفتوح، الف و دال ساکن)، سبات (س مضموم، ب مفتوح، الف و ت ساکن) کہا جاتا ہے، ان کلمات میں سے لفظ نعاس، سنہ، رقاد اور سبات کا قرآن مجید میں تذکرہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا

اس کے بعد خدا نے ایک گروہ پر سکون نیند طاری کر دی (آل عمران، آیت ۱۵۴)

لاتاخذہ سنۃ ولا نوم

اے نیند آتی ہے نہ اونگھ (بقرہ، آیت ۲۵۵)

و تحسبہم ایقاظا و ہم رقود

اور تم انہیں دیکھو تو خیال کرو کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں (کہف، آیت ۱۸)

و هو الذی جعل لکم اللیل لباسا و النوم سباتا

اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ پوش اور نیند کو (باعث) راحت بنایا (فرقان، آیت ۴۷)۔

نیند کی تعریف:

مذکورہ تمام الفاظ میں سے ہر ایک کی مخصوص تعریف ہے لیکن عام طور سے نیند کو نوم کہا جاتا ہے، اگرچہ خود لفظ نوم کی تعریف بھی مختلف انداز میں کی گئی ہے، فقہائے کرام جب نوم کی تعریف کرتے ہیں تو فرماتے ہیں:

النوم هو الغالب علی القلب و السمع و البصر

نیند وہ ہے کہ جو قلب، کان اور آنکھ پر غالب آجائے، جناب لقمان نے فرمایا:

انما النوم بمنزلة الموت

نیند موت کی طرح ہے، امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فإذا نامت العينان و الأنفان انتقض الوضو

یعنی جب آنکھ اور کان دونوں سو جائیں تو اسے نیند کہتے ہیں اور اس حالت میں داخل ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور

وضو کے ٹوٹنے کی وجہ کو امام رضا علیہ السلام کی اس روایت سے سمجھا جاسکتا ہے کہ جہاں آپ نے فرمایا:

النائم اذا غلب علیہ النوم یفتح کل شیء منہ و استرخی

جب انسان سوتا ہے تو اس کے بدن کے سارے محارج کھل کر سست پڑ جاتے ہیں (علل الشرائع صفحہ ۲۵۷)، جس

کی وجہ سے بے اختیاری طور پر یچوں میں نجاست اور بڑوں میں ریح خارج ہوجاتی ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

نیند کا فلسفہ:

اب ربی بات نیند کے فلسفہ کی تونیند کا مقصد آرام و آسائش کا حصول اور تجدید قوا ہے یعنی دن بھر کی تھکان دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نیند کو ہم پر مقرر فرمایا ہے اور سونا ایک ایسی فطری بات ہے کہ جو تمام جانداروں حتی نباتات و غیرہ میں بھی پائی جاتی ہے، اسی لئے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ما من حی الا وهو ینام خلا للہ وحدہ عز وجل

کوئی ایسی حیات ہی نہیں کہ جو نہ سوتی ہو سوائے خدا کے (سفینۃ البحار جلد ۸ صفحہ ۱۰۱)، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

لا تاخذہ سنۃ ولا نوم (بقرہ، آیت ۲۵۵)

اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، چونکہ انسان نیند میں اپنے امور کی تدبیر نہیں کر سکتا لہذا اگر خدا سو جائے تو عالم تدبیر الہی سے خارج ہو کر تباہ ہو جائے گا، لہذا اللہ کی ذات نہ سوتی ہے اور نہ ہی اونگھتی ہے بلکہ وہ لوگ جو سوتے ہیں ان کے امور کی تدبیر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔

سونے کے اوقات:

حضرت امدیت کا ہم پر یہ لطف و کرم ہے کہ اس نے نیند کے ساتھ ساتھ اس کے وقت کا بھی ہمارے لئے اہتمام فرمایا ہے، اس سلسلہ میں باری تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اللہ الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ و النہار مبصرا (فاطر، آیت ۶۱)

وہ خدا ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور دیکھنے کے لئے دن کو روشن بنایا (تاکہ اس میں کام کرو)، اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا:

و جعلنا نومکم مہباتا، وجعلنا اللیل لیلنا، وجعلنا النہار معاشا (نبا، آیت ۹-۱۱)

اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سامان قرار دیا ہے، اور رات کو پردہ پوش بنایا ہے، اور دن کو وقت معاش قرار دیا ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مذکورہ دونوں آیات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن کو کام کاج کے لئے اور رات کو آرام کے لئے مقرر فرمایا ہے، لہذا روایات کی رو سے سوائے قیلولہ کے دن میں سونا مذموم ہے۔

رسول گرامی قدر سے ایک جامع روایت نقل ہوئی ہے کہ جس میں آپ نے دن میں سونے کے پانچ اوقات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

ان النوم فی النهار علی خمسة اقسام، نوم العیلولہ و نوم القیلولہ و نوم الحیلولہ و نوم الخیلولہ (السنہ والرزق صفحہ ۳۰)

دن میں سونا پانچ قسموں پر مشتمل ہے، عیلولہ، فیلولہ، قیلولہ، حیلولہ، غیلولہ، ہم یہاں اجمال کے ساتھ ان ناموں کے معانی بیان کرتے ہیں:

۱۔ عیلولہ: طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان سونے کو عیلولہ کہتے ہیں کہ جس کے معنی محتاجی کے ہیں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

النوم قبل طلوع الشمس یورث الفقر

یعنی طلوع خورشید سے پہلے سوہانا فقر کا باعث ہے، دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ:

ان النوم قبل طلوع الشمس و قبل صلاة العشاء یورث الفقر و شتات الامر

بیشک طلوع آفتاب اور نماز عشاء سے پہلے سونا فقر کا باعث ہے جس سے انسان کے امور پر آئندہ ہوتے ہیں۔

۲۔ فیلولہ: بعد از طلوع شمس سونے کو فیلولہ کہتے ہیں، جس کی وجہ سے خشکی و ضعف انسان کے بدن پر طاری ہوتا ہے، اسی لئے اطباء نے اس وقت کو کام کاج کے لئے مفید مانا ہے لہذا کام کے وقت سونا مذموم ہے۔

۳۔ قیلولہ: زوال آفتاب سے کچھ دیر پہلے سونے کو قیلولہ کہتے ہیں، قیلولہ ایسا ممدوح عمل ہے کہ جس کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے: القیلولة من الغناء قیلولہ غنی ہونے کا سبب ہے۔

﴿ تجلیاتِ صین ﴾

چونکہ انسان صبح سے اس وقت تک بیدار رہتا ہے لہذا اس وقت سونے کو شریعت اسلام نے پسند فرمایا ہے تاکہ بیداری کے بعد نشاط و شادابی کے ساتھ دن کے بقیہ امور انجام دیئے جاسکیں، اور اس سونے کی مدت آدھے گھنٹہ سے ایک گھنٹہ ہے جو کہ ہر شخص کے لئے مختلف ہو سکتی ہے۔

۴۔ **حلیولہ:** بعد از زوال کی نیند کو حلیولہ کہتے ہیں چونکہ یہ نیند انسان اور نماز کے درمیان مائل ہوتی ہے۔

۵۔ **غلیولہ:** قبل از غروب سونے کو غلیولہ کہتے ہیں جس کی وجہ سے تمکانات اور کسالت محسوس ہوتی ہے۔

مذکورہ پانچ اقسام میں سے صرف قلیولہ مدوح ہے بے دور ماضی کے ڈاکٹرز بھی تجویز کرتے ہیں، اسی لئے امریکہ اور غربی ممالک میں Morning and afternoon shift رکھی جاتی ہے تاکہ دوپہر کے وقت کام کرنے والے قدرے آرام کر سکیں۔

نیند کے مراحل:

نیند کے اوقات کے ساتھ ساتھ نیند کے مراحل بھی بیان کئے گئے ہیں، محققین کا کہنا ہے کہ ہر سونے والا شخص نیند کے ان چھ مراحل سے گزرتا ہے:

۱۔ **تمسیدی مرحلہ:** اس مرحلہ میں شخص ہلکی سی اور غنودگی طاری ہوتی ہے۔

۲۔ **ہلکی نیند:** اس مرحلہ میں نیند اپنے ابتدائی مراحل میں ہوتی ہے۔

۳۔ **معتدل نیند:** اس مرحلہ میں سونے والا شخص نیند کے ابتدائی مراحل سے گزر کر نیند کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔

﴿ تجلیاتِ صین ﴾

۴۔ گہری نیند: اس مرحلہ میں شخص سوچکا ہوتا ہے۔

۵۔ گہری سے گہری ترمیم: اس مرحلہ میں شخص پوری طرح سو جاتا ہے۔

جب کوئی بھی انسان سوتا ہے تو (پہلے مرحلہ کو چھوڑ کر) دوسرے اور تیسرے مرحلے کی مدت ۴۰ منٹ اور چوتھے اور پانچویں مرحلے کی مدت ۵۰ منٹ ہوتی ہے، اس ۹۰ منٹ میں آنکھ میں کسی قسم کی حرکت (کہ جے NREM کہا جاتا ہے) نہیں پائی جاتی۔

۶۔ جس کے بعد چھٹا مرحلہ آتا ہے کہ جو صرف ۱۰ منٹ کے لئے ہوتا ہے اس مرحلہ میں انسان کی آنکھ تیزی سے حرکت کرتی ہے (کہ جے Ren کہتے ہیں)۔ اس دس منٹ میں ذہن کی امواج بھی غیر مرتب ہو جاتی ہیں جس کے فوری بعد انسان پھر سے دوسرے، تیسرے، چوتھے اور پانچویں مراحل طے کرتا ہے، اور یہ مراحل بار بار تکرار ہوتے ہیں، یہاں تک کہ انسان خواب سے بیدار ہو جائے^(۱)۔

کس پہلو سویا جائے؟

سونے کے مراتب کے جاننے کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی جانتا ضروری ہے کہ کس پہلو سویا جائے، اس سلسلہ میں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث قابل غور ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا:

یا علی النوم اربعة: نوم الانبياء علی افقيتهم، و نوم المومنین علی ايمانهم، و نوم الکفار و المنافقين علی ايسارهم، و نوم الشياطين علی وجوههم (بخاری الاثر جلد ۳، صفحہ ۵۵)

^۱۔ نیند کے مراحل کی یہ تحقیق فلوریڈا یونیورسٹی نے پیش کی ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اے علی سونے کے پانچ طریقے ہیں:

- ۱۔ پیٹھ کے بل سونا جو کہ انبیاء کا شعار ہے۔ ۲۔ داہنے پہلو سونا جو کہ مومنین کا طریقہ کار ہے۔ ۳۔ بائیں پہلو سونا جو کہ کفار و منافقین کا کردار ہے۔ ۴۔ پیٹ کے بل سونا جو کہ شیاطین کا انداز ہے۔
- حضور کی اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں پیٹھ کے بل اور داہنے پہلو سونا مدوح ہے، اطباء و ڈاکٹرز بھی اسی طرح سونے کو تجویز کرتے ہیں اور پیٹ کے بل یا بائیں پہلو سونے کو بیماریوں کی وجہ قرار دیتے ہیں۔

خواب کی تعریف

مذکورہ تمام مطالب کا نیند سے تعلق تھا اب آئیے دیکھتے ہیں کہ خواب کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے، اس سے پہلے کہ ہم خواب کے متعلق قرآنی آیات و احادیث کو پیش کریں، تھوڑی سے گفتگو لفظ خواب پر بھی کرتے ہیں۔

خواب کو عربی زبان میں رویا کہا جاتا ہے جو الرأی سے مشتق ہے، اور مصدر الرأی کا تعلق کبھی آنکھ سے کبھی عقل سے اور کبھی روح سے ہوتا ہے، جب آنکھ سے تعلق ہو تو ہم کہتے ہیں

رأيت الكتاب مفتوحا

یعنی میں نے کتاب کو کھلا ہوا دیکھا

جب مصدر الرأی کا تعلق عقل سے ہو تو ہم کہتے ہیں

رأيت الرجل عالما

میں نے اس مرد کو عالم پایا

اور جب اس مصدر کا تعلق روح سے ہو تو ہم کہتے ہیں

رأيت علما اوروفا

ہم نے خواب دیکھا

یہی وجہ ہے کہ جب مصدر الرأی سے مقصود دیکھنا مراد ہو تو لفظ رویت اور جب اس سے مقصود خواب ہو تو رویا اور جب اعتقاد و علم ہو تو اسے رائے کہتے ہیں۔

﴿ تجلیاتِ صہین ﴾

خواب قرآن کی رو سے

کلہ روایا قرآن مجید میں، مقامات پر استعمال ہوا ہے، جبکہ دو اور لفظ یعنی علم اور منام بھی قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں جو لفظ رویا کے مترادف ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے کلام کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

قال يا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک

اے بیٹا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں (صافات، آیت ۱۰۲)

قالوا اضغاث احلام و ما نحن بتأویل الاحلام بعالمین

ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو ایک خواب پریشان ہے اور ہم ایسے خولوں کی تعبیر سے باخبر نہیں ہیں (یوسف، ۴۳)۔

لیکن ان تینوں الفاظ کے معانی میں فرق پایا جاتا ہے، اکثر اوقات رویا سچے اور علم جموئے خولوں کو کہا جاتا ہے اور منام سونے کی جگہ کو کہتے ہیں لیکن یہ لفظ خواب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، ہم اس مقام پر اجمال کے ساتھ ان سات آیات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن میں لفظ رویا یا اس کے معنیات استعمال ہوئے ہیں:

۱۔ قال يا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک

اے بیٹا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں (صافات، آیت ۱۰۲)۔

۲۔ اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رأیت احد عشر کوكبا و الشمس و القمر رأیتهم لی ساجدين، قال یا بنی

لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدان الشیطان ثلاثین عدو مبین

اس وقت کو یاد کرو جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ بابا میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور آفتاب و مانتاب کو

دیکھا ہے اور یہ دیکھا ہے کہ یہ سب میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں یعقوب نے کہا کہ بیٹا خبردار اپنا خواب اپنے

بھائیوں سے بیان نہ کرنا کہ وہ لوگ تمہارے بارے میں الٹی سیدھی تدبیروں میں لگ جائیں گے کہ یقیناً شیطان انسان

کا بڑا کھلا ہوا دشمن ہے (یوسف آیت ۴-۵)۔۔۔

و رفع ابویہ علی العرش و خروا له سجدا و قال یا ابت هذا تأویل رویای من قبل قد جعلها ربی حق

﴿ تجلیات حسین ﴾

اور انہوں نے والدین کو بلند مقام پر تخت پر جگہ دی اور سب لوگ یوسف کے سامنے مجہد میں گر پڑے یوسف نے کہا کہ بابا یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے (یوسف، آیت ۱۰۰)۔

۳۔ و دخل معه السجن فتیان قال احدهما انی ارانى اعصر خمرا و قال الآخر انی ارانى احمل فوق راسی خبزا فكل الطیر منه نفثا يتاوله انا نراک من المحسنین
در قید خانہ میں ان کے ساتھ دو جوان اور داخل ہوئے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے کو شراب پھونکاتے دیکھا ہے اور دوسرے نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں لادے ہوں اور پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں، ذرا اس کی تاویل تو بتاؤ کہ ہماری نظر میں تم نیک کردار معلوم ہوتے ہو (یوسف، آیت ۳۶)۔

۴۔ اذ یریکہم اللہ فی منامک قليلا ولو اراکهم كثيرا لفلستم ولتتزعتم فی الامر و لكن اللہ سلم انہ علیم بذات الصدور
(وہ واقعہ یاد دلائیے) جب آپ کو اللہ نے آپ کے خواب میں ان کافروں (کے لشکر) کو تھوڑا کر کے دکھایا تھا اور اگر (اللہ) آپ کو وہ زیادہ کر کے دکھاتا تو (اے مسلمانو!) تم ہمت ہار جاتے اور تم یقیناً اس (جنگ کے) معاملے میں باہم جھگڑنے لگتے لیکن اللہ نے (مسلمانوں کو بڑی اور باہمی نزاع سے) بچا لیا۔ بیشک وہ سینوں کی (چمچی) باتوں کو خوب جاننے والا ہے (انفال، آیت ۴۳)۔

۵۔ قال الملک انی ارى سبع بقرات سمان بکلھن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و اخر باہسات یا ملا الفتونی فی رؤیای ان کنتم للرؤیا تعبرون
اور پھر ایک دن بادشاہ نے لوگوں سے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات پتلی گائیں کھانے پانی اور سات ہری تازی بالیاں دیکھی ہیں اور سات خشک بالیاں دیکھی ہیں تم سب میرے خواب کے بارے میں رائے دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر کا علم ہو تو (یوسف، آیت ۴۳)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۶۔ لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنين محلقين رؤوسكم و مقصرين لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قريبا
 بیشک خدا نے اپنے رسول کو بالکل سچا خوب دکھلایا تھا کہ خدا نے پاہا تو تم لوگ مسجد الحرام میں امن و سکون کے ساتھ سر کے بال منڈا کر اور تھوڑے سے بال کاٹ کر داخل ہو گے اور تمہیں کسی طرح کا خوف نہ ہوگا تو اسے وہ بھی معلوم تھا جو تمہیں نہیں معلوم تھا تو اس نے (فتح مکہ سے پہلے) ایک قریبی فتح قرار دے دی (فتح، ۲۷)۔

۷۔ و ما جعلنا الرؤيا التي أرىناك الا فتنة للناس و الشجرة المطونة في القرآن و نخوفهم فما يزيدهم الا طغيانا كبيرا
 (اے رسول وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے پروردگار نے لوگوں کو گھیرے میں لے لیا ہے اور جو منظر ہم نے آپ کو دکھایا تھا اس کو اور اس ثمرہ کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، ہم نے لوگوں کیلئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر یہ ڈرانا ان کی سرکشی میں اضافہ ہی کر رہا ہے (الاسراء، آیت ۶۰)۔

خوابِ امادش کی رو سے

یہ تھے وہ سات موارد کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے خواب کا تذکرہ فرمایا ہے، اب آئیے دیکھتے ہیں کہ حضور اور ائمہ اطہار نے اس سلسلہ میں کیا فرمایا ہے، رسول گرامی قدر فرماتے ہیں:
 الرؤيا ثلاث: رؤيا من الله و رؤيا من الملك و رؤيا من الشيطان
 خواب تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ خواب ہے کہ جو اللہ کی طرف سے دوسرا وہ خواب ہے جو ملائکہ کی طرف سے اور تیسرا وہ خواب ہے جو شیطان کی جانب سے ہوتا ہے (تاریخ ابن خلدون جلد ۱ صفحہ ۱۰۳)۔
 ایک اور حدیث شریف میں رسول گرامی قدر فرماتے ہیں:

﴿ تجلیات حین ﴾

الرؤيا على ثلاثة: منها تخويف من الشيطان ليحزن به ابن آدم، ومنها الأمر بحدث به نفسه في النقطة
فيراها في المنام، ومنها جزء من ستة و أربعين جزء من النبوة
خواب تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ جو شیطان کی طرف سے بنی آدم کو پریشان کرنے کے لئے ہوتا ہے، دوسرا
وہ کہ جو انسان روز مرہ کے حالات کے پیش نظر دیکھتا ہے اور تیسرا وہ خواب ہوتا ہے جو اجزائے نبوت میں سے
پھیلائیواں (۴۶) جزو ہے (بخار الانوار جلد ۵۸ صفحہ ۱۹۳)۔

اسی طرح حضور نے فرمایا:

لا نبوة بعدی الا المبشرات قلوا یا رسول اللہ ما المبشرات؟ قال: الرؤيا الصالحة يراها الرجل او تری لہ
(میرے بعد نبوت ختم ہو جائے گی، سوائے مبشرات کے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ تو حضور نے
فرمایا وہ نیک خواب کہ جنہیں میرے بعد شخص دیکھے گا یا اس کے بارے میں دیکھا جائے گا) دار السلام جلد ۱ صفحہ
(۱۶)۔

خواب کی ابتداء

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام خواب کی ابتداء کے متعلق فرماتے ہیں:
ان الاحلام لم تکن فی ما مضی فی اول الخلق، و انما حدثت۔۔۔ فقال: ان الله عز نكره، اراد ان یحتج
علیکم بهذا، هكذا تكون ارواحکم اذا متم، و ان بلیت ابدانکم تصیر الارواح الی عقاب حتی تبعث الابدان۔
ابتداء میں لوگ خواب نہیں دیکھتے تھے لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ حجت قائم کر کے یہ بتلادیا کہ جس
طرح خواب میں تم اپنے آپ کو دیکھتے ہو اسی طرح موت کے بعد تمہاری ارواح وجود میں آئیں گی، جبکہ تمہارے بدن
بوسیدہ ہو جائیں گے لیکن تمہاری ارواح جزاء و سزا پائیں گی (بخار الانوار جلد ۵۸ صفحہ ۱۸۹، کافی جلد ۸ صفحہ ۷۵)۔

پچے اور محموئے خواب

پچے اور محموئے خوابوں کے متعلق امام صادق علیہ السلام ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں:

اما الكاذبة المخلفة فان الرجل يراها في اول ليلة - و اما الصالحة اذا رآها بعد الثلثين من الليل - و ذلك قبل السحر فهي صادقة لا تخلف ان شاء الله الا ان يكون جنبا او يكون على غير طهر او لم يذكر الله عز و جل حقيقة ذكره فانها تخلف و تبطىء على صاحبها

انسان محموئے خواب رات کے ابتدائی حصہ میں دیکھتا ہے۔۔۔ لیکن دو تہائی رات کے بعد دیکھے جانے والا خواب سچا ہوتا ہے۔۔۔ اور دو تہائی رات کے گزرنے سے مراد صبح کے وقت سے کچھ پہلے کا وقت ہے کہ جس میں خواب محموئے نہیں ہوتا، مگر یہ کہ سونے والا شخص مجنب یا ناپاک ہو یا اس نے اس طرح اللہ کا ذکر نہ کیا ہو کہ جو ذکر کرنے کا حق ہے تو اس صورت میں خواب محموئے ہو سکتا ہے یا پھر اس کی تعبیر دیر سے واقع ہوتی ہے (بخاری الانوار جلد ۵۸ ص ۱۹۳، کافی جلد ۸ صفحہ ۹۱)۔

لیکن اگر کوئی شخص خواب میں رسول گرامی قدر یا ائمہ الطہار علیہم السلام کو دیکھے تو گویا اس نے انہی کو دیکھا ہے، رسول گرامی قدر اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

من رآني في المنام فقد رآني فان الشيطان لا يتمثل بي

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا چونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا (دارالسلام جلد ۱ صفحہ ۱۹)، دوسری حدیث میں حضور نے فرمایا:

لا يتمثل بي في النوم ولا اليقظة ولا باحد من اوصيائي الى يوم القيامة

قیامت تک شیطان نہ خواب میں اور نہ ہی بیداری میں، نہ میری اور نہ میرے اوصیاء میں سے کسی کی شکل اختیار کر سکتا ہے (دارالسلام جلد ۱ صفحہ ۵۹)۔

لیکن ایک بات قابل غور ہے کہ خواب میں دیکھے گئے اشارات سے حکم شرعی حاصل نہیں کیا جاسکتا

بالخصوص اس وقت کہ جب وہ خواب حکم شرعی کے مخالفت ہو چونکہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان دين الله تبارك وتعالى اعز من ان يرى في النوم

خدا کے دین کی شان اس سے بڑھ کر ہے کہ اس کی بنیاد ایک خواب پر ہو (بخاری الانوار جلد ۵۸، صفحہ ۲۳۷)۔

خواب کی حقیقت

عام طور سے خواب کی حقیقت کے متعلق دو نظریات پائے جاتے ہیں وہ محققین جو روح کے وجود کی تردید کرتے ہیں وہ خواب کو عقل سے مربوط جانتے ہیں اس نظریہ کو مادی نظریہ کہا جاتا ہے، جبکہ صاحبانِ ایمان خواب کو روح کی طرف نسبت دیتے ہیں جے روحی نظریہ سے جانا جاتا ہے، پہلا گروہ اپنی بات کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے جو دلیل پیش کرتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ خواب میں انسان وہ سب کچھ دیکھتا ہے کہ جو روزِ مرہ کی زندگی میں اس پر گزرتی ہے جبکہ ان کی یہ دلیل کئی اعتبار سے قابل تردید ہے۔

مذکورہ نظریہ کی تردید میں سب سے پہلے یہ کٹا ہوگا کہ خواب کبھی ماضی، کبھی حال اور کبھی مستقبل سے تعلق رکھتا ہے لہذا اگر خواب کا تعلق عقل سے ہو تو اس صورت میں خواب صرف ان چیزوں کے بارے میں آنے پائیں کہ جن کا تعلق ماضی یا حال سے ہے، لیکن بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ جو خواب میں آئندہ رونما ہونے والے واقعات و حادثات کو دیکھ لیتے ہیں کہ جو بالکل اسی طرح پورے ہوتے ہیں، یہاں تک کہ بعض افراد اپنی موت اور مرنے کے مقام یا مرنے کے سبب کو بھی خواب میں دیکھ لیتے ہیں لہذا اگر خواب آئندہ کی خبر دے تو اس کا تعلق عقل سے نہیں ہو سکتا کیونکہ عقل صرف ماضی اور حال کے حالات کے علاوہ مستقبل کے حالات کو درک کرنے سے معذور ہے، لہذا اسلامی اعتبار سے خواب کا تعلق عقل اور روح دونوں سے ہے بس اس فرق کے ساتھ کہ روح خواب دیکھتی ہے اور عقل اس خواب کو یاد رکھتی ہے۔

سونے کی حالت میں روح کے بدن سے جدا ہونے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا:

اللہ یتوفی الانفس فی موتھا و التی لم تمت فی منامھا فیمسک الذی قضی علیھا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمى

اللہ ہی ہے جو روحوں کو موت کے وقت اپنی طرف بلا لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ہیں ان کی روحوں کو بھی نیند کے وقت طلب کر لیتا ہے اور پھر جس کی موت کا فیصلہ کر لیتا ہے اس کی روح کو روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ مدت کے لئے آزاد کر دیتا ہے، اس بات میں صاحبانِ فکر و نظر کے لئے بہت سی نشانیوں پائی جاتی ہیں (زمر، آیت ۴۲)، اس آیت کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ سوتے وقت انسان کی روح بدن سے خارج ہو جاتی ہے اور

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ماضی، حال اور مستقبل میں سفر کرتی ہے جس کی معلومات کا انعکاس انسان کی عقل پر ہوتا ہے اور اس طرح انسانی دماغ میں وہ خواب محفوظ ہو جاتا ہے، امام صادق علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

ان المؤمن اذا نام خرجت من روحه حركة ممدودة صاعدة الى السماء، اما ترى الشمس في السماء في موضعها و ضوؤها و شعاعها في الارض، فكذلك الروح اصلها في البدن و حركتها ممدودة
بیشک جب مومن سوتا ہے تو اس کی روح کی شعائیں آسمان کی طرف حرکت کرتی ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سورج آسمان میں ہے لیکن اسکی روشنی زمین پر، بالکل اسی طرح جب انسان سوتا ہے تو اسکی روح بدن اور اسکی شعائیں آسمانوں میں ہوتی ہے۔

خواب کے بیان کیا جائے؟

خواب کسی ایسے شخص کو بتانا پائے کہ جو عالم، پرہیزگار اور خواب دیکھنے والے کے حالات سے باخبر ہو، اور جب ایسے شخص سے خواب بیان کیا جائے تو اسے خواب کی ساری تفصیل بھی بتانی جائیں، ان تمام شرائط کی طرف کم و بیش حضور نے اشارہ فرمایا ہے، ایک حدیث میں رسول گرامی قدر فرماتے ہیں:

لا تُفصّل رؤیاء الا علی عالم او ناصح اپنے خواب کو سوانے عالم یا نصیحت کرنے والے کے بیان نہ کرو (میزان الحکمة جلد ۲ صفحہ ۱۸)، اسی طرح سے کسی اور حدیث میں حضور نے فرمایا:

الرؤیا لا تُفصّل الا علی مؤمن خلا من الحسد

صرف اس مومن کو اپنا خواب بیان کرو کہ جو دوسروں سے حسد نہیں کرتا (بخاری الانوار جلد ۶، صفحہ ۱۷۳)۔

یہ تھے وہ تمام مطالب کہ جن کا تعلق سونے یا پھر خواب سے تھا اب ہم اس مقام پر حسینی دائرۃ المعارف کی کتاب رؤیا، مشاہدات و تاویل (۵۲۸ ج۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۰۰۰ عیسوی کو چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے) میں موجود ان خولوں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جنہیں امام حسین علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ میں دیکھا تھا، اس کتاب کی پہلے باب میں مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے امام حسین علیہ السلام کے خولوں کو بیان فرمایا ہے، جس کے بعد دوسرے اور تیسرے باب میں ان خولوں کا تذکرہ ہے کہ جنہیں معصومین علیہم السلام یا ان کے علاوہ دیگر افراد

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

نے امام حسین علیہ السلام کے متعلق دیکھا ہے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہر خواب کے آخر میں مصنف نے خواب کی تعبیر کو بھی بیان فرمایا ہے، لہذا ہم اس مقام پر ہر باب میں موجود بعض خوابوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پہلا باب (وہ خواب کہ جو امام حسین علیہ السلام نے دیکھے)

۱۔ بروز جمعہ، ۲۷ رجب سنہ ۶۰ھ کی شام:

ابن اعثم کوئی روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ ابن زبیر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا، ولید ابن عتبہ ولی مدینہ نے ہمیں چند بار قاصد کے ذریعہ بلا بھیجا ہے، کیا آپ کو خبر ہے کہ اس پیغام کے پیچھے کونسا راز پوشیدہ ہے؟ یہ سن کر امام علی مقام نے فرمایا: اے عبد اللہ ابن زبیر کل شام میں نے خواب میں دیکھا کہ معاویہ کا منبر اس کے سر پر الٹ گیا ہے اور اس کے گھر میں آگ جلی رہی ہے جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ خواب اس کی موت کی خبر ہے، یہ سن کر عبد اللہ بن زبیر نے کہا، اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

۲۔ بروز اتوار، ۲۹ رجب المرجب سنہ ۶۰ھ کی صبح:

ابن اعثم کوئی اور دیگر مورخین نقل کرتے ہیں کہ ۲۹ رجب کی صبح کا وقت تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے سر اقدس کو قبر رسول پر رکھا اور آپ کو آٹھ لگ گئی، خواب میں آپ نے حضور کو ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ آتا ہوا دیکھا کہ جو آپ کے چاروں طرف تھے، حضور قریب ہوئے اور آپ نے امام حسین کو سینے سے لگاتے ہوئے آپ کی پیشانی کے بیچ بوسہ لے کر فرمایا: اے میرے محبوب حسین میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب آپ اپنے خون میں نہائیں گے، اور سرزمین کربلا پر میری امت کے ایک گروہ کے سامنے آپ کو ذبح کیا جائے گا، اس حال میں کہ آپ پیاسے ہونگے اور کوئی آپ کو پانی پلانے والا نہ ہوگا، وہ گروہ اپنے اس عل کے ذریعہ میری شفاعت کا خواہاں ہوگا، لیکن اللہ قیامت کے دن انہیں میری شفاعت سے محروم رکھے گا، اور اللہ کے نزدیک ان کے لئے کسی قسم کی پاداش نہ ہوگی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اے میرے چچیتے حسین، بیشک آپ کے بابا، مادر گرامی، اور بھائی سب کے سب میرے ساتھ ہیں اور آپ کی زیارت کے مشاق میں، جنت میں آپ کے لئے عظیم درجات ہیں کہ جن تک آپ شادت کے بعد فائز ہونگے، یہ سکر امام حسین علیہ السلام نے خواب ہی میں حضور سے فرمایا: یا رسول اللہ مجھے دنیا کی طرف لوٹ کر جانے کی تمنا نہیں ہے لہذا اسی خواب سے مجھے اپنے پاس بلا لیجئے، یہ سن کر حضور نے عرض کی: اے حسین! آپ کو خواب سے بیدار ہو کر شادت کے درجہ پر فائز ہونا ہوگا، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ثواب عظیم رکھا ہے، بیشک آپ کے والد و مادر گرامی، بھائی، چچا اور چچا زاد بھائی سب کے سب ایک ساتھ قیامت میں محو ہونگے، یہاں تک کہ وہ سب ایک ساتھ بہشت میں وارد ہونگے، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے خواب کو اہلبیت حرم کے سامنے بیان فرمایا جسے سن کر وہ اس طرح مغموم ہوئے کہ اس دن پوری کائنات میں کوئی اس قدر مغموم نہ ہوا ہوگا۔

۳۔ بروز اتوار ۲۹ رجب المرجب سنہ ۶۰ھ کی شام:

لو محض روایت کرتے ہیں امام حسین علیہ السلام چند لمحوں کے لئے سوئے تھے کہ خواب میں آپ نے نانا رسول اللہ کو دیکھا کہ وہ آپ کو سلام کر کے فرما رہے ہیں کہ اے میرے فرزند آپ کے والد و مادر گرامی اور بھائی سب میرے ساتھ ابدی مقام (دار الجوان) میں ہیں اور آپ کے دیدار کے مشاق میں لہذا جلدی ہماری جانب چلے آؤ اور اے میرے فرزند یہ بھی جان لو کہ جنت میں آپ کے لئے ایک مقام ہے جو نور خدا سے مملو ہے جس مقام پر آپ شادت کے بعد فائز ہونگے، اور عنقریب آپ ہمارے پاس تشریف لانے والے ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۴۔ ۸ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بمقام مکہ، شب منگل:

ابن طاووس^(۱) نقل کرتے ہیں کہ ایک روز محمد بن حنفیہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہجام فرس کو تمام کر فرمایا؟ کیا وجہ ہے کہ آپ سفر کو نکل چلے ہیں؟ امام نے فرمایا: رسول گرامی قدر میرے خواب میں تشریف لائے تھے اور انہوں نے فرمایا:

يا حسين اخرج فلان الله قد شاء ان يراي- كتيلا

اے حسین آپ قیام کریں چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقتول دیکھنا چاہتا ہے، یہ سن کر محمد حنفیہ نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون، پھر محمد حنفیہ نے سوال کیا اگر آپ کے سفر کا مقصد شہادت کا حصول ہے تو پھر شاہ زاد یوں کو ساتھ لے جانے کی کیا وجہ ہے؟ امام نے فرمایا:

ان الله قد شاء ان يراهن مسليا

اللہ تعالیٰ انہیں اسیر دیکھنا چاہتا ہے۔

۵۔ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ، شب ہفتہ:

ابو مخنف روایت کرتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام کو جناب مسلم ابن عقیل کی خبر نہ مل سکی تو آپ بے چین ہوئے اور اس بیقراری کی کیفیت کو اہلبیت حرم سے بیان کرتے ہوئے انہیں حکم دیا کہ وہ امام کے ساتھ مدینے واپس لوٹیں، امام مع چند افراد کے مدینہ میں وارد ہوئے، قبر رسول پر تشریف لے گئے، مانا کے روضہ کی زیارت کی، اس موقع جب آپ پر نیند کا غلبہ ہوا تو آپ نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا کہ حضور نے فرمایا:

يا ولدي العجل الجمل، الوحا الوحا فبائس البنا فنحن مشتاقون اليك

اے میرے فرزند جلد اور شاب کے ساتھ ہماری طرف چلے آؤ کیونکہ ہم سب تمہاری زیارت کے مشتاق ہیں۔

^۱۔ آپ کا نام علی بن موسیٰ بن احمد بن محمد بن محمد بن طاووس الحنفی الحنفی تھا، آپ کی ولادت سنہ ۵۸۹ھ اور وفات سنہ ۶۶۳ھ کو ہوئی۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۶۔ ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بمقام ثعلبیہ، بروز ہفتہ:

ابن طاووس نقل فرماتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام ظہر کے وقت مقام ثعلبیہ پر پہنچے تو کچھ دیر کے لئے آپ کی آنکھ لگ گئی جس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا کہ منادی نے ابھی ابھی ندا دیتے ہوئے کہا:

انتم تسرعون و المنايا تسرع بحکم الی الجنة

آپ لوگ بڑی تیزی سے حرکت کر رہے ہیں اور موت لوگوں کے پیچھے ہے جو آپ سب کو جنت تک پہنچانے میں مشاب زدہ ہے، یہ سنکر جناب علی اکبر نے فرمایا:

یا اہبہ الفلسنہ علی الحق؟

اے بابا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ امام نے فرمایا بیٹا اس خدا کی قسم کہ جس کی جانب تمام انسانیت کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں، یہ سنکر جناب علی اکبر نے فرمایا:

یا اہبہ لا نبالی بالموت

اے بابا پھر ہمیں موت کی پرواہ نہیں ہے، یہ سن کر امام نے دعائیہ جملوں میں فرمایا:

جزاک اللہ یا بنی خیر ما جزا ولدا عن والد

اے بیٹا خدا آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے جو کہ ایک باپ کی جانب سے اس کی اولاد کے لئے ہوتی ہے۔

۷۔ ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بمقام بطن الہب، بروز منگل بوقت شام:

ابن قولیہ^(۱) روایت فرماتے ہیں کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام بمقام بطن الہب (کہ جسے عقبۃ البطن بھی کہتے ہیں) پر پہنچے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا عنقریب مجھے شہید کیا جائے گا، جب اصحاب نے اس گفتار کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

رأیت کلابا تنہشنی اشدھا علی کلب ابقع

^۱۔ آپ کا نام جعفر بن محمد بن جعفر بن موسیٰ بن قولیہ تھا، آپ کی ولادت تیسری صدی ہجری، اور وفات سنہ ۳۶۷ھ کو ہوئی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ کتے مجھ پر حملہ آور ہیں اور ان میں سے ایک کتا کہ جس پر سفید و سیاہ داغ ہیں وہ مجھ پر شدید حملے کر رہا ہے۔

۸۔ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بروز جمعہ بوقت ظہر:

شیخ صدوق^(۱) روایت کرتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام بمقام عذب وارد ہوئے، تو ظہر سے قبل آپ نے قیلوہ فرمایا، خواب سے بیدار ہوتے ہی آپ نے گریہ کیا جب آپ کے فرزند نے پوچھا بابا جان گریہ کا کیا سبب ہے؟ تو آپ نے فرمایا بیٹا یہ وہ وقت کہ جس کا خواب کبھی جھوٹا نہیں ہوتا، میں نے خواب میں سنا کہ ایک منادی کہہ رہا ہے:

انتم تسرعون السیر و المنايا تسرعون بکم الى الجنة
تم تیزی سے سفر کر رہے ہو جبکہ موت تمہیں تیزی سے جنت پہنچانے کی مشاق ہے۔

۹۔ ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ بروز جمعہ بوقت صبح:

شیخ مفید^(۲) بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام قصر بنی مقاتل سے گزرے تو کچھ وقت کے بعد پشت فرس پر آپ پر غنوغی طاری ہوئی، جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا:

انا لله وانا اليه راجعون و الحمد لله رب العالمين
آپ نے اس کلام کی دو یا تین بار تکرار کی، یہ سن کر جناب علی اکبر نے اپنے گھوڑے کو امام کے گھوڑے سے قریب کیا اور فرمایا بابا جان اس کلمہ استرجاع اور حمد باری تعالیٰ کی کیا وجہ تھی؟ تو امام نے فرمایا کہ ابھی ابھی مجھ پر غنوغی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایک سوار میرے سامنے رونما ہوا اور اس نے مجھ سے کہا:

القوم يسرون والمنايا تسير اليهم فطعت انها انفسنا نعت الدنيا

۱۔ آپ کا نام محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بلالیہ القمی تھا، آپ کی ولادت سنہ ۳۰۶ھ اور وفات ۳۸۱ھ کو ہوئی۔

۲۔ آپ کا نام محمد بن محمد بن النعمان العکبری تھا، آپ کی ولادت سنہ ۳۳۸ھ اور وفات سنہ ۴۱۳ھ کو ہوئی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

یہ قوم سفر کر رہی ہے جب کہ ان کی موت بھی ان کے پیچھے پیچھے سفر کر رہی ہے، بیشک یہ ہماری موت کی خبر ہے کہ جو ہمیں دی گئی ہے، یہ سن کر جناب علی اکبر نے فرمایا:

يا اباہ لا اراک الله سوءا، المنا علی الحق

بابا جان خدا آپ کو ہر شر سے محفوظ فرمائے، کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ یہ سن کر امام نے فرمایا:

بلی، و الذی اللہ مرجع العباد

اس خدا کی قسم کہ جس کی طرف ہر ایک بندہ کی بازگشت ہے بیشک ہم حق پر ہیں، یہ سن کر جناب علی اکبر نے فرمایا:

فاقنا لا نبالی ان نموت محقین

چونکہ ہماری موت حق پر ہے لہذا ہمیں موت کی پرواہ نہیں۔

۱۔ ۹ محرم الحرام سنہ ۱۱۱ھ بروز جمعرات، بوقت عصر، بمقام کربلاء مطلق:

شیخ مفید بیان فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام ۹ محرم کو عصر کے وقت اپنے خیمہ کے سامنے تلوار کے سہارے زانو پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے، اتنے میں جناب زینب نے ایک بلند آواز سنی تو خوفزدہ بھائی کے قریب ہوئیں اور پوچھا اے بھائی یہ بلند آواز کیسی تھی؟ امام علیہ السلام نے اپنے سر کو بلند کرتے ہوئے فرمایا: ابھی میں نے خواب میں نانا رسول اللہ کو دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ اے حسین عنقریب آپ ہمارے پاس تشریف لائیں گے۔

۱۱۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۱۱ھ بروز جمعہ، بوقت صبح، بمقام کربلاء مطلق:

ابن شہر آشوب^(۱) بیان فرماتے ہیں کہ روزِ عاشوراء بوقت صبح امام حسین علیہ السلام پر غنودگی طاری ہوئی جس کے بعد آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: میں نے ابھی ابھی اپنے خواب میں دیکھا ہے کہ چند کتوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے جس میں سے سیاہ و سفید رنگ کا کتا بڑی شدت کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہے جس سے اندازہ یہ ہوتا ہے

۱۔ آپ کا نام محمد بن علی بن شہر آشوب السروی تھا، آپ کی ولادت سنہ ۳۸۹ھ اور وفات سنہ ۵۸۸ھ کو ہوئی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

کہ میرا قاتل برص کی بیماری میں مبتلا ہے، پھر میں نے خواب میں نانا رسول اللہ کو ان کے بعض اصحاب کے ساتھ دیکھا، حضور نے مجھ سے فرمایا: اے حسین آپ شہید آل محمد میں، آسمان اعلیٰ و ادنیٰ میں رہنے والے آپ کو شہادت کی بشارت دے رہے ہیں، آج رات آپ ہمارے یہاں افطار کریں گے، لہذا جلد ہمارے پاس چلے آئیں، یہ فرشتہ ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوا ہے یہ آپ کے خون کو سبز بوتل میں جمع کرے گا، امام حسین علیہ السلام نے اس خواب کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ بیشک میری شہادت مجھ سے قریب ہے اور کچھ ہی دیر میں مجھے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے۔

۱۲۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بوقت صبح، بمقام کربلاء معلیٰ:

مورخ طبری^(۱) بیان فرماتے ہیں کہ روز عاشوراء جب جنات امام حسین علیہ السلام کی مدد اور نصرت کے لئے آئے تو آپ نے ان سے فرمایا، میں اپنے نانا رسول اللہ کی مخالفت نہیں کر سکتا چونکہ انہوں نے مجھے جلد از جلد ملحق ہونے کا حکم فرمایا ہے، میں نے کچھ دیر پہلے نانا رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے تھے:

یا حسین ان الله عز وجل قد شاء ان يراك مقتولا، ملطخا بدمائك، مخضباً شبیبك بدمانك، منبوحاً من قفلك، وقد شاء الله ان يري حرمك سلباً على القطب المطايا و انى والله اصبر حتى يحكم الله بامرہ وهو خير الحاكمين

اے حسین، اللہ تعالیٰ آپ کو شہید خون میں غلطاں، اپنے ہی خون میں ڈاڑھی سے خناب شدہ، اور گردن سے ذبح شدہ دیکھنا چاہتا ہے، اور وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ آپ کے اہل حرم اونٹ پر اسیر بنائے جائیں، اور بیشک میں اس مال میں صبر کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرمائے اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے۔
امام عالی مقام نے اس خواب کے بیان سے جنات کی مدد کو رد فرما دیا۔

۱۔ آپ کا نام فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد المسلمی الاسدی تھا، آپ کی ولادت سنہ ۹۷۹ھ اور وفات سنہ ۱۰۸۵ھ کو ہوئی، آپ شیعہ امامی تھے جو نجف اشرف میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں وفات پانگئے، آپ کی تالیفات میں کتاب مجمع البحرین، غریب القرآن، غریب الحديث نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

دوسرا باب (۱۰) خواب کہ بحامام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ میں آپ کے متعلق دیکھے گئے)

۱۔ ماہ صفر سنہ ۳۲ھ

ابن طاووس اور دیگر مورخین نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز ام الفضل زوجہ عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے بدن کا ایک حصہ آپ سے جدا ہو کر میری آنکھوں میں آگیا ہے، رسول گرامی قدر نے فرمایا کہ تمہارا خواب سچا ہے بیشک عنقریب فاطمہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ جن کی رضاعت آپ کے سپرد ہوگی۔

۲۔ ماہ صفر سنہ ۳۲ھ

شیخ صدوق بیان فرماتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک روز جناب ام ایمن کے پردوسی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ کل ساری رات جناب ام ایمن گریہ فرما رہی تھیں، حضور نے یہ سن کر جناب ام ایمن سے ماجرا دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کل رات میں نے بڑا عجیب و غریب خواب دیکھا ہے کہ آپ کے بعض اعضائے بدن میرے گھر میں موجود ہیں، یہ سکر رسول اللہ نے انہیں دعا دی اور فرمایا عنقریب بطن فاطمہ سے حسین نامی فرزند پیدا ہوگا کہ جن کی آپ پرورش فرمائیں گی، جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور ساتویں دن آپ کا حقیقہ کیا گیا اور ام ایمن نے آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے فرمایا: حامل و محمول دونوں کو مبارک ہو اور اے ام ایمن یہی آپ کے خواب کی تعبیر ہے۔

۳۔ دس مہری:

ایک روز ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ زوجہ ابوسفیان عائشہ کے پاس آکر کہنے لگی کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ جسے میں رسول اللہ سے بیان کرنا چاہتی ہوں، عائشہ نے کہا کہ تم اپنا خواب مجھ سے بیان کرو تاکہ میں خود اسے رسول اللہ تک

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

منتقل کروں، ہندہ نے کہا کہ میں نے خواب میں ایک درختیں سورج دیکھا جس کا نور سارے عالم میں پھایا ہوا تھا، پھر اس سورج سے ایک منور پاندہ وجود میں آیا جس کا نور بھی ساری دنیا پر پھایا گیا، پھر اس پاندہ سے دو ستارے نمودار ہوئے جن کی روشنی مشرق و مغرب میں پھیل گئی، پھر میں نے دیکھا کہ رات کی تاریکی کی مانند ایک سیاہ ابر نمودار ہوا جس سے ایک سیاہ رنگ کا سانپ متولد ہوا، جس نے ان دونوں ستاروں کو ڈس کر نگل لیا، اس منظر کو دیکھ کر لوگ گریہ کرنے لگے۔

جب عائشہ نے یہ خواب حضور سے بیان کیا تو آنحضرت کے چہرے کا رنگ بدلا اور آپ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: اے عائشہ اس خواب میں سورج میں، قمر فاطمہ، دو ستارے حسین علیہم السلام ہیں، اور سیاہ ابر سے معاویہ اور سانپ سے مراد یزید بن معاویہ لعنہ اللہ علیہ ہے۔

۴۔ تقریباً سنہ ۱۱ھ:

محمد بن موسیٰ دمیری (ولادت سنہ ۴۲ھ، وفات سنہ ۸۰۸ھ) بیان کرتے ہیں ایک روز امام صادق علیہ السلام سے خواب کی تاویل کی تاخیر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بعض خولوں کی تعبیر پچاس سالوں کے بعد پوری ہوتی ہے، کیونکہ رسول اللہ نے ایک دن خواب دیکھا کہ ایک سیاہ و سفید رنگ کا کتا آپ کے خون کو چاٹ رہا ہے، رسول اللہ نے فرمایا اس خواب سے مراد شمر ذی الجوشن (مبروص) کا میرے فرزند حسین کو شہید کرنا ہے، حضور کا یہ خواب پچاس سال کے بعد سنہ ۶۱ھ میں پورا ہوا۔

۵۔ ۷ شوال سنہ ۳۶ھ:

امام حسین علیہ السلام نقل فرماتے ہیں کہ ہم بابا علی بن ابیطالب اور بھائی حن کے ساتھ صفین کے راستہ میں وارد سرزمین کربلا ہوئے، حضرت امیر نے اپنے سر کو بھائی حن کی آغوش میں رکھا اور کچھ دیر آرام کرنے لگے، بابا خواب سے روتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ میں نے ابھی اس وادی کربلا میں خون کا دریا دیکھا ہے کہ جس میں حسین غرق ہو

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

رہے ہیں وہ مدد کو پکارتے ہیں لیکن کوئی ان کی نصرت نہیں کرتا، پھر امام علی مقام نے امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ اے بیٹا جب یہ واقعہ رونما ہوگا تو آپ کیا کریں گے تو امام حسین نے فرمایا، بابا جان میں اس وقت صرف صبر سے کام لوں گا۔

پھر امام علی مقام نے یہی خواب ابن عباس کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ابن عباس میں نے ابھی کچھ لوگوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا کہ جن کے ہاتھ میں سفید پرچم اور سفید وراق تیز تلواریں تھیں، انہوں نے اپنی تلواروں کے ذریعہ مدد کر بلا کو معین فرمایا، پھر میں نے دیکھا کہ اس مقام کے درختوں کی شاخیں زمین میں گڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے زمین سے تازہ اور بے مد سرخ رنگ کا خون نکل رہا ہے جس میں میرا لال و پارہ بگر حسین غرق ہو رہا ہے، جو لوگوں کو مدد کے لئے پکارتا ہے لیکن کوئی بھی اس کی مدد و نصرت نہیں کرتا، اور وہ جو خوبصورت جوان آسمان سے اترے تھے وہ ندا دیتے ہیں کہ اے آل رسول اس وقت صبر سے کام لیں، گرچہ امت کے شر ترین لوگ آپ کو قتل کر رہے ہیں، لیکن اے حسین یہ جنت آپ کے دیدار کی مشاق ہے، پھر وہ مجھے تعزیت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے ابوالحسن اللہ تعالیٰ اس شہادت کے بدلے آپ کو قیامت میں سرخرو فرمائے وہ دن کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم یقوم الناس لرب العالمین وہ دن کہ جب تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے (مطفئین، آیت ۶)، اے ابن عباس یہ وہی خواب ہے کہ جس کی خبر مجھے صادق و مصدق رسول نے دی تھی کہ میں اس خواب کو اہل بغاوت سے جنگ کے راستے میں دیکھوں گا، بیشک یہ زمین کرب و بلاء ہے کہ جس میں میرا حسین اور میری اولاد سے ۱۷ جوان دفن کئے جائیں گے، یہ زمین آسمانوں میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی طرح مشہور و معروف ہے۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۶۔ ۹ محرم الحرام سنہ ۱۱۱۱ھ بمقام کربلا:

ابن اثیر^(۱) بیان فرماتے ہیں کہ روز عاشوراء جناب حُبنِ یزید ریاحی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی بیان رسول اللہ میں نے کل خواب میں اپنے بابا کو دیکھا، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اے دریا کر رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کا راستہ روکا ہے، جس پر یزید ریاحی نے کہا وائے ہو تجھ پر کہ تو نے رسول کے فرزند کا راستہ روکا۔

اسی طرح کی ایک اور روایت کتب وسیلۃ الدارین صفحہ ۱۲۷ میں وارد ہوئی ہے جس میں مذکورہ بیان کے بعد یزید بن ریاحی نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے اگر تم ابدی عذاب کا مزہ چکھنا چاہتے ہو تو رسول کے فرزند سے جگ کرو لیکن اگر یہ چاہتے ہو کہ حسین کے ہر روز قیامت تمہاری شفاعت کرس اور تم ان کے ساتھ مٹو، تو حسین کی مدد اور نصرت کرو۔

تمہارا باب (وہ خواب کہ جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کے متعلق دیکھے گئے)۔

۱۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۱۱۱ھ بمقام مدینہ:

ابن شہر آشوب بیان کرتے ہیں کہ دس محرم سنہ ۱۱۱۱ھ کو ابن عباس اپنے گھر میں آرام فرما رہے تھے، اتنے میں انہوں نے جناب ام سلمہ کے گھر سے رونے کی آواز سنی اور انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے عبدالمطلب کی بیٹیو میرے ساتھ حسین شہید پر گریہ کرو، کیونکہ ابھی ابھی تمہارے آقا و مولا شہید کر دیئے گئے، جب جناب ام سلمہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس بات کا علم کیسے ہوا تو آپ نے فرمایا ابھی ابھی میں نے رسول اللہ کو اپنے خواب میں دیکھا اس حالت میں کہ آپ کے بال پریشان تھے (بروایت دیگر آپ کی داڑھی اور سر کے بال غبار آلود تھے)، میں نے جب حضور کا یہ حال

^۱۔ آپ کا نام علی بن محمد بن مہدی الکرمی الشیبانی البصری تھا، آپ کی ولادت سنہ ۵۵۵ھ اور وفات سنہ ۶۳۰ھ کو ہوئی۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

دیکھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا میرا بیٹے حسین اور اس کے اہلبیٹ ابھی ابھی شہید کئے گئے ہیں، بروایت بحرانی^(۱) جب جناب ام سلمہ خواب سے بیدار ہوئیں اور انہوں نے اس بوتل کو دیکھا کہ جس میں کربلا کی مٹی تھی تو وہ خون میں تبدیل ہو چکی تھی۔

۲۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بمقام مدینہ:

ماکم نیشاپوری^(۲) بسند ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ روز عاشور جناب ابن عباس گھر میں آرام فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ خواب میں آپ نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال پر کندہ اور غبار آلود ہیں اور آپ کے ساتھ ایک بوتل ہے کہ جس میں خون ہے، میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا یہ حسین اور ان کے اصحاب کا خون ہے۔

۳۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ، بروز جمعہ، بمقام کربلاء:

مورخ خوارزمی بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو ماینا ہے، جس کے دونوں ہاتھ پیر کئے ہوئے ہیں اور وہ اس عالم میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہے کہ رب نجنی من النار اے پروردگار مجھے آگ سے نجات دیدے، جب اس سے پوچھا گیا کہ تیری حالت تو قابلِ رحم ہے پھر تو اللہ سے گروگذا کر آتشِ جہنم سے نجات کیوں مانگ رہا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا شمار امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں ہوتا ہے جب امام حسین علیہ السلام کے بدن سے تمام چیزوں کو غارت کر لیا گیا تو میں نے دیکھا کہ امام کا شلوار اور کمر بند بڑا قیمتی ہے، میں نے چاہا کہ اس کمر بند کو اتار

۱۔ ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل التمیمی، الکفافی، تاریخ وفات، ۱۱۰ھ، آپ کا شمار شہید علماء اہل اسلام سے ہوتا ہے، آپ عمرین میں متولد ہوئے اور آپ نے اسی شہر میں وفات پائی، آپ کی تالیفات میں کتاب اہبات الوصیہ، احتجاج اللہ فیہ، اور کتاب الانصاف شامل ہیں۔

۲۔ آپ کا نام محمد بن عبد اللہ معروف بہ ماکم نیشاپوری تھا، آپ کی ولادت سنہ ۳۲۱ھ اور وفات سنہ ۴۰۵ھ کو ہوئی۔

لوں لہذا بیسے ہی میں نے ہاتھ بڑھایا تو امام نے اپنا داہنا ہاتھ کمر بند پر رکھا، جب میں آپ کے ہاتھ کو ہٹانے لگا تو میں نے اسے کاٹ دیا، اور کمر بند کی طرف پھر سے ہاتھ بڑھایا اس بار امام نے اپنا بائیں بازو کمر بند پر رکھا تاکہ میں کمر بند نہ اتار سکوں لیکن میں نے پرواہ نہ کی اور امام کا بائیں بازو بھی قطع کر دیا، پھر میں نے شلوار اتارنے کی کوشش کی تو ایک زلزلہ رونما ہوا جس کی وجہ سے میں اپنے قصد سے منصرف ہو گیا، اسی وقت مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور عالم خواب میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ بمعہ علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام تشریف لائے ہیں، سب نے باری باری سر حسین کو اٹھایا یہاں تک کہ بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے دل بند کے سر کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

یا بنی قتلوک قتلکم اللہ

اے میرے فرزند جن دشمنوں نے تمہیں شہید کیا ہے اللہ انہیں قتل و غارت کرے، اس وقت امام کے سر سے آواز آئی (اے مادر گرامی) میرے سر کو شہر اور بازوؤں کو اس شخص نے کاٹا، اس وقت جناب فاطمہ نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

قطع اللہ بدیک و رجلک و اعمی اللہ بصرک و انخلک النار اللہ

(اے شخص) اللہ تیرے ہاتھوں اور پیروں کو ہٹا کرے، تیری بینائی تجھ سے چھین لے اور تجھے آتش جہنم کا مزہ چکھائے، جب میں خواب سے بیدار ہوا تو فوراً حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی بددعا میرے حق میں قبول ہوئی، میری بینائی چلی گئی، میرے دونوں ہاتھ میرے بدن سے ہٹا ہو گئے، اور اب آتش جہنم کی بددعا باقی ہے اسی لئے میں اللہ سے دعا مانگ رہا ہوں کہ وہ مجھے بخش دے

۴۔ گیارہ محرم سنہ ۱۱ھ کی شب:

عیوف بنت مالک الاسدیہ کہ جنہیں عیوف تغلبیہ و قضائیہ بھی کہا جاتا ہے^(۱) نے جب اپنے شوہر خلی بن یزید الاصمعی کو ایک مقدس سر کو تنور میں رکھتے ہوئے دیکھا تو سوال کیا کہ یہ سر کس کا ہے؟ خلی نے اس سوال پر جرات کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا: یہ ایک خارجی کا سر ہے کہ جس نے عبید اللہ ابن زیاد پر خروج کیا تھا، جب خلی کی زوجہ نے نام دریافت کیا تو اس نے بتانے سے انکار کر دیا، جب رات ہوئی تو عیوف نے دیکھا کہ ایک نور ہے کہ جو زمین سے آسمان تک ہر جگہ چھایا ہوا ہے، وہ کہتی ہے کہ پیسے ہی میں تنور کے قریب گئی تو میں نے دیکھا کہ اسی سر مبارک سے نور ساطع ہے کہ جسے خلی نے تنور میں رکھا تھا، جس کے قریب قرآن مجید کی تلاوت کی آواز بھی آرہی تھی، آخری آیت جو میں نے سنی وہ آیہ و سبعم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون تھی، میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس مکان پر ملائکہ کی تسبیح و تحلیل کی آواز بلند ہے، میں خلی کے پاس آئی اور سوال کیا اے خلی یہ کس کا سر ہے، اس وقت خلی نے بتلایا کہ یہ سر حسین بن علی کا ہے، یہ سن کر عیوف غش کھا کر زمین پر گر پڑی اور جب غش سے افاقہ ہوا تو آپ نے کہا اے شر ترین مجوس و نصرانی، والے ہو تجھ پر کہ تو نے محمد آل محمد کو ایذا پہنچائی اور اب سر امام حسین کے بدلے ابن زیاد سے الغام لینا چاہتا ہے؟ یہ کہہ کر وہ سر امام حسین کی طرف دوڑی اور سر مبارک کو اٹھا کر بڑے احترام سے آپ کے سر کو گرد و غبار سے صاف کرتے ہوئے کہا کہ اے حسین مظلوم، اللہ لعنت کرے اس شخص پر کہ جس نے آپ کو قتل کیا ہے، اسی گریہ کے عالم میں عیوف پر نیند کا غلبہ ہوا اور آپ نے خواب میں دیکھا کہ گھر کی چھت پھٹی اور ہر جگہ نور سے منور ہوئی اتنے میں ایک سفید ابر وارد ہوا کہ جس میں سے دو بیبیاں باہر تشریف لائیں جنہوں نے سر امام حسین علیہ

۱۔ آپ خلی کی دوسری زوجہ تھیں، خلی کی پہلی زوجہ کا نام نوار بنت مالک بن عقبہ الحضرمیہ یا الرضیہ تھا، بعض روایات کے مطابق خلی سر امام حسین کو پہلے نوار بنت مالک کے گھر لے آیا، جب نوار نے پوچھا یہ کس کا سر ہے تو اس نے کہا یہ حسین بن علی کا سر ہے جس پر اس نے کہا اے خلی خدا تجھے تباہ کرے تو نے اپنے اس عمل سے محمد و آل محمد سے دشمنی مول لی، اب میں تیرے ساتھ نہیں رہ سکتی ۲۔ تنک اب نہ میں تجھے اپنا شوہر سمجھتی ہوں اور نہ ہی میں تیری زوجہ ہوں، یہ کہہ کر نوار نے عمود آہنیں سے خلی کے سر پر مارا جس کے بعد خلی اپنی دوسری زوجہ عیوف کے گھر چلا آیا (الروایہ و مناقب و مشاہدات جلد اول صفحہ ۲۹۲ ماشیہ ۲)۔

السلام کو اٹھایا اور گریہ کرنے لگیں، مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے پوچھا اے بی بی آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اے مومنہ میں خدیجہ اور یہ میری بیٹی فاطمہ زہرا ہیں، ہم تیرے شکر گزار ہیں کہ تو نے میرے فرزند کی خوب ممانوزی کی بیشک تیرا مقام درجہ قدس میں ہمارے ساتھ ہوگا، عیوف کتنی ہے کہ یہ خواب دیکھتے ہی میں بیدار ہوئی، جب صبح ہوئی تو خلی سر امام حسین کو لینے آیا، عیوف نے خلی کو سردینے سے انکار کیا اور فرمایا اے خلی تو مجھے طلاق دے دے، خدا کی قسم میں اور تو ایک ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتے، خلی نے سر سپرد کرنے پر اصرار کیا اور عیوف انکار کرتی رہی جس کے بعد خلی نے اپنی ہی زوجہ کو قتل کر کے سر امام حسین کو حاصل کیا۔

۵۔ تقریباً ۱۳ محرم سنہ ۶۱ھ

حربِ رباح قاضی قاضی فہل کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن رباح قاضی کو نابینا پایا، اس حال میں لوگ اس کے پاس آ رہے تھے اور اس سے نابینائی کا سبب پوچھ رہے تھے، عبد اللہ بن رباح نے کہا کہ میرا شمار کربلاء میں ان دس لوگوں میں تھا کہ جنہوں نے صرف لشکرِ ابن زیاد میں شرکت کی لیکن انہوں نے کربلاء میں نہ کسی پر نیزہ مارا نہ تلوار چلائی اور نہ ہی کسی کی طرف تیر پھینکا، جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو ہم سب گھرواپس ہوئے، میں نے نمازِ عشاء ادا کی اور سو گیا، عالم خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے بڑی سختی کے ساتھ مجھے رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا، میں نے دیکھا کہ حضور صحرا میں تشریف فرما ہیں، آپ کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور ایک فرس پھمایا گیا کہ جس پر مجرموں کو سزا دی جاتی ہے، اور کچھ فرشتے حضور کے سامنے سزا دینے کے لئے تیار کھڑے ہیں، میں نے ان ۹ افراد کو بھی دیکھا کہ جو میرے ساتھ کربلاء میں موجود تھے، ملائکہ جیسے ہی ان پر ضربت لگاتے انہیں آگ اپنے لپیٹ میں لیتی اور وہ مرکز دوبارہ زندہ ہو جاتے، اس طرح سات مرتبہ ملائکہ نے انہیں سزا دی، اس وقت میں حضور کے قریب ہو کر دو زانو بیٹھ گیا اور میں نے آپ کو سلام کیا، حضور نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور کچھ دیر بعد فرمایا: اے دشمنِ خدا تو نے میری ہتکِ حرمت کی، میری عزت کو قتل کیا، اور میرے حق کی رعایت نہیں کی، یہ سکر میں نے حضور سے کہا، یا رسول اللہ گرچہ میں کربلاء میں موجود تھا لیکن میں نے نہ تلوار چلائی نہ نیزہ مارا اور نہ ہی کوئی تیر پھینکا، حضور نے فرمایا

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

تو نے سچ کہا لیکن تو نے دشمنانِ حسین کے لشکر میں شامل ہو کر دشمن کے لشکر کی تعداد بڑھائی، پھر مجھے حضور کے قریب لے جایا گیا جب میں قریب ہوا تو میں نے سامنے ایک طشت دیکھا کہ جس میں امام حسین علیہ السلام کا خون ہے، حضور نے خونِ حسین کو سرمہ کی طرح میری آنکھ میں لگایا، جب میں اس خواب سے بیدار ہوا تو میں نے خود کو نابینا پایا، جس کے بعد مجھے کچھ نہیں دکھائی دیتا۔

۶۔ بعد از ۱۳ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ:

شیخ طوسی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سدی (سین مضموم دال مفتوح و مشدود، یا ساکن) نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم قطران^(۱) پیچتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا میں نے کبھی قطران دیکھا ہی نہیں، میرا قصہ یوں ہے کہ میں عمر سعد کے لشکر میں کیل بچا کرتا تھا کہ جے وہ گھوڑوں کی نعل پر لگانے کے لئے استعمال کرتے تھے، ایک روز میں نے خواب میں رسول اللہ اور علی ابن ابیطالب کو دیکھا کہ وہ شہدائے کربلا کو پانی پلا رہے تھے، میں نے بھی ان سے پانی مانگا، لیکن انہوں نے میری طرف توجہ نہ کی، اس وقت حضور نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا تم نے ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہیں دیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میں لشکر عمر سعد میں صرف کیلیں بچا کرتا تھا، یہ سن کر حضور غضبناک ہوئے اور آپ نے فرمایا، اے قطران پلایا جائے، مجھے پکڑ کر قطران پلایا گیا، جب میں خواب سے بیدار ہوا تو تین دن تک بیت الخلا میں مجھے قطران آتا رہا جس بعد قطران کا خارج ہوا تو بند ہو گیا لیکن ابھی تک اس کی بدبو میرے جسم میں باقی ہے۔

۱۔ قطران ایک ایسا جلدار مادہ ہے جو درختوں سے نکالا جاتا ہے، اس مادہ کے ذریعہ اونٹ کی مالش کی جاتی ہے تاکہ اسے جلد کے امراض سے محفوظ رکھا جاسکے۔

تحلیات حسین

۷-۱۲ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ:

مدائنی^(۱) اور شیخ صدوق یعنی اسناد کے ذریعہ قاسم بن اصیلغ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے بنی دارم سے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا جب میں نے اس سے اس تبدیلی کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے کربلا میں اصحاب امام حسین علیہ السلام سے عباس الاصغر کو شہید کیا جن کا چہرہ منور اور جن کی پیشانی پر سجدہ کا نشان تھا، میں ان کا سر لے کر کوفہ لوٹا، آپ کو شہید کرنے کے بعد مجھے کسی رات چین سے نیند نہ آسکی یہاں تک کہ ایک رات عباس اصغر میرے خواب میں آئے اور مجھے گلے سے پکڑ کر جہنم میں کی طرف کٹاں کٹاں لے گئے اور مجھے صبح تک کے لئے جہنم میں رکھا، جب میں صبح کو خواب سے بیدار ہوا تو میرا چہرہ عذاب جہنم سے سیاہ ہو چکا تھا، قاسم کہتے ہیں کہ اس شخص کی زوجہ نے اپنے شوہر کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ وہ خواب میں ساری رات چلا رہا تھا۔

۸-۶ صفر کی شب سنہ ۶۱ھ:

طرمی نقل فرماتے ہیں کہ جب اسرائیل نے کربلاء کو شام میں وارد کیا گیا، تو اہلبیت حرم صبح و شام گریہ فرماتے تھے، امام حسین علیہ السلام کی رقیہ نامی ایک بیٹی تھیں، جو اکثر حسین کو یاد کر کے گریہ کرتی تھیں، ایک روز جب خواب سے بیدار ہو کر گریہ کرنے لگیں تو اہل حرم نے گریہ کا سبب پوچھا پچی نے کہا کہ ابھی بابا میرے خواب میں تشریف لائے تھے، یہ سن کر تمام اہل حرم بھی گریہ کرنے لگے اور اس گریہ کی آواز یزید تک پہنچی، جس وقت یزید کو خواب کے متعلق خبر دی گئی تو اس نے علم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کے سر کو اس پچی کے پاس بھیجا جائے۔

۱- آپ کا نام علی بن محمد بن عبد اللہ تھا آپ کی ولادت سنہ ۱۲۵ھ اور وفات سنہ ۲۲۵ھ کو ہوئی، آپ کا شمار مورخین و ادباء کرام میں ہوتا ہے، آپ نے دو سو سے زائد کتابیں تالیف فرمائیں جن میں سے کتب خطب النبی، خطب امیر المومنین کتب الفاطمیت کو خاصی شہرت حاصل ہے، مدائنی بصرہ سے تعلق رکھتے تھے، آپ نے بصرہ سے مدائن اور مدائن سے بغداد ہجرت کی اور اسی شہر میں وفات پائی۔

تجلیاتِ حسین

۹۔ ۷ صفر سنہ ۶۱ھ:

ابن طاووس نقل کرتے ہیں کہ جب کاروانِ امام حسین علیہ السلام کو دربارِ یزید میں لایا گیا تو وہ وہاں بیٹھے ہوئے سفیرِ روم نے سرِ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا، جب یزید نے یہ بتلایا کہ یہ حسین نواسہ رسول ہیں، تو اس نصرانی سفیر سے رہا نہ گیا اور اس نے یزید کی ملامت کرتے ہوئے کہا اے یزید تو نے اس حسین کو شہید کر دیا کہ جس کے مانا کا تو کلمہ پڑھتا ہے؟ یزید سے سفیرِ روم کی ملامت برداشت نہ ہوئی لہذا اس نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا، سفیر نے حکم کے سنتے ہی کما میں نے کل رسول اللہ کو اپنے خواب میں دیکھا تھا وہ فرما رہے تھے کہ اے نصرانی تو بہشتی ہے، حضور کے اس کلام سے مجھے حیرت تو ضرور ہوئی تھی لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ حضور مجھے اس خواب کے ذریعہ بشارت دینا چاہتے تھے، یہ کہ اگر اس نصرانی نے کلمہ پڑھا اور دوڑ کر سرِ حسین کو اٹھایا، اسے اپنے سینہ سے لگایا اور امام علی مقام کا بوسہ لینے لگا، اسی عالم میں جلا دے سفیر کے سر کو بدن سے جدا کر دیا۔

۱۰۔ شب ۲۹ ہادی الاول سنہ ۶۵ھ:

جناب سلیمان بن سرد خدای نے اپنی شہادت سے پہلے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہیں کہ جس میں نہریں، درخت اور خوبصورت پرندے ہیں، پھر انہوں نے دیکھا کہ انہیں ایک قصر میں وارد کیا جا رہا ہے، جیسے ہی وہ قصر میں وارد ہوئے انہوں نے ایک محترم بی بی کو دیکھا جو ان سے کہہ رہی تھیں: اے سلیمان اللہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو جزائے خیر دے، بیشک قیامت میں آپ اور جو بھی ہماری محبت میں مارا جائے یا ہم پر گریہ کرے تو ان سب کا مقام ہمارے ساتھ بہشت میں ہوگا، جب سلیمان نے ان بی بی سے نام دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں خدیجہ کبریٰ اور یہ میری بیٹی فاطمہ زہرا اور یہ حنہ و حسین علیہم السلام ہیں یہ سب آپ کو بشارت دے رہے ہیں کہ کل آپ ہماری خدمت میں ہونگے، اے سلیمان اس پانی کو اپنے چہرے اور بدن پر مچھڑک لو اور ہماری طرف آنے میں جلدی کرو۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

سلیمان کہتے ہیں کہ بیسے ہی میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے سرہانے پانی کا برتن دیکھا، جب میں نے وہ پانی اپنے بدن پر مچھڑکا تو سارے بند کے زخم مندمل ہو گئے، یہ دیکھ کر سلیمان نے کہا: لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، علی ولی اللہ، جب آپ کے اصحاب نے بلند آواز میں ان کلمات کے کہنے کا سبب پوچھا تو سلیمان نے پورا خواب اپنے اصحاب سے بیان فرمایا اور انہیں جنت کی بشارت دی۔

۱۱۔ قبل از سنہ ۹۵ھ۔

اسماعیل بن مسلم کہتے ہیں کہ جس وقت میرے بڑے بھائی کی شہادت واقع ہوئی تو میرے دل میں شہادت کی تمنا جاگ اٹھی، ایک روز میں نے مجلس ابو عبد اللہ الحسین میں شرکت کی اور لوگوں کے ساتھ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا اور شہادت کی دعا مانگی، اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ عزائے امام حسین علیہ السلام برپا ہے اور ایک برگ کرسی پر بیٹھے ہوئے گریہ فرما رہے ہیں، میں نے جب اس برگ کے متعلق سوال کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اتنے میں حضور کی مجھ پر نظر پڑی تو آپ نے فرمایا اے اسماعیل کل رات تم نے شہادت کی دعا مانگی، اگر تم مرتبہ شہادت پر فائز ہونا چاہتے ہو تو حسین پر گریہ کرو تا کہ تمہارا شمار بھی شہداء میں کیا جائے، جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ شاید یہ خواب سچ نہ ہو بیسے ہی میری ملاقات امام سجاد علیہ السلام سے ہوئی تو امام نے فرمایا: اے اسماعیل جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے اس میں شک نہ کرو، بیشک جو شخص میرے بابا حسین پر گریہ کرتا ہے اس کا مقام شہداء کے برابر ہے اور اے اسماعیل جو بھی آنکھ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔

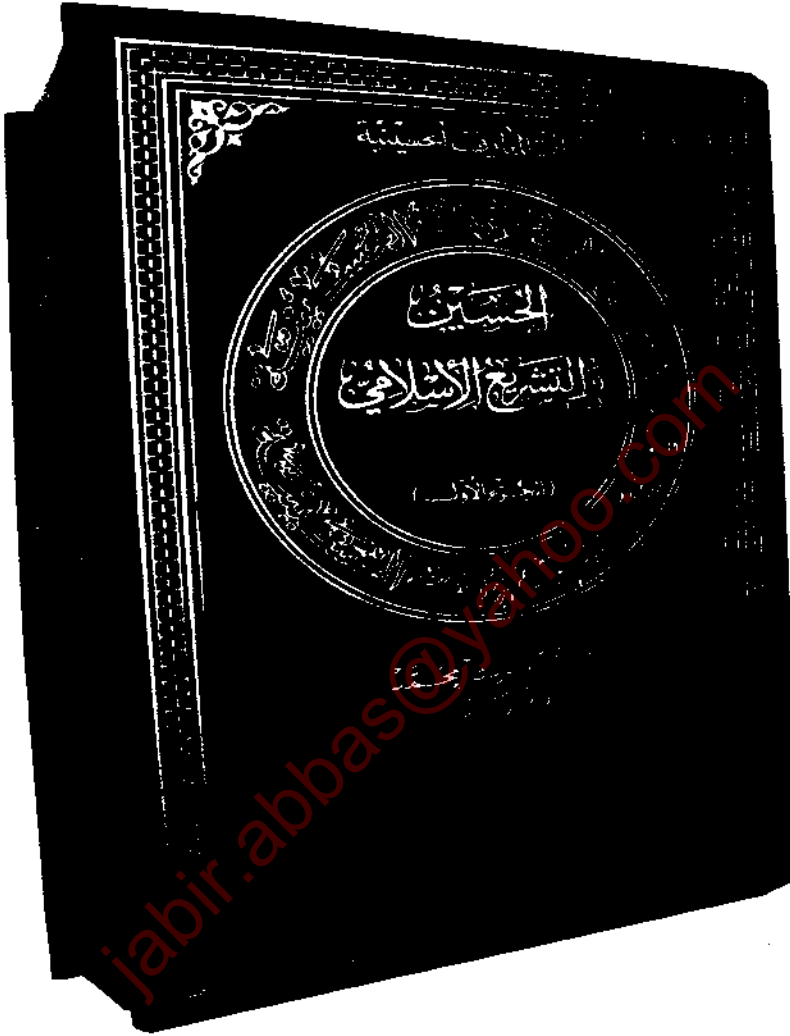
۱۲۔ سنہ ۲۳۶ھ:

شیخ طوسی اپنی اسناد کے ذریعہ ہارون معری سے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز متوکل عباسی نے مجھے اور ابراہیم بن سہل دیزج کو قبر امام حسین علیہ السلام کے منہم اور اس جانب نہر کا رخ موڑنے کا حکم دیا، رات کو میں نے خواب

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

میں رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے اے ہارون معری متوکل نے جو کام تمہیں سونپا ہے اس کے لئے کل درج کے ہمراہ نہ جانا، لیکن جب صبح ہوئی تو میں نے خواب کی پرواہ کئے بغیر درج کا ساتھ دیا اور جو کرنا تھا وہ کیا، جس کے بعد میں نے پھر سے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا، حضور نے فرمایا اے ہارون معری تم نے وہی کیا کہ جس سے میں نے تمہیں روکا تھا یہ کہہ کر رسول اللہ نے مجھے ٹانچ مارا اور میرے منہ پر تھوکا جس کے بعد میرا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

یہ تھے وہ تمام مطالب جو حسینی دائرۃ المعارف کی کتاب الروایا مشاہدات و تاویل کے میں پیش کئے گئے، بیشک خواب کی حقیقت اور تعبیر و تاویل کے بارے میں بنیادی معلومات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے دائرۃ المعارف الحسینیہ کی اس جلد کے مطالعہ سے مقصود حاصل ہو سکتا ہے، مصنف آیت اللہ کرباسی نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق خولوں کے حوالے سے نہایت علمی و معلوماتی بحث کی ہے جس سے خولوں کے بارے میں اصل حقائق واضح ہوتے ہیں۔



کتاب 'امام حسین اور شریعت اسلامی' دس سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے، جس کی پہلی جلد (جو ۵۳۱ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۱۹۹۷ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۰ء کو زیر طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تخصیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

قانون اور زندگی

قانون اور نظم دو ایسے اصول ہیں کہ جن کا انسانی زندگی اور معاشرے کے ساتھ گہرا ربط پایا جاتا ہے، جو زندگی قانون کے مطابق گزاری جائے، اس میں ترقی و پیشرفت چھینی ہوتی ہے، لیکن جس معاشرے میں قانون نہ ہو یا قانون تو پایا جائے لیکن اس پر عمل نہ ہو تو وہ معاشرہ تیزی سے زوال کی طرف گامزن ہو جاتا ہے،

اسی لئے فطرت انسانی نے ابتدائے خلقت سے اس بات کو درک کر لیا کہ زندگی گزارنے کے لئے قانون کا ہونا لازم و ضروری ہے لہذا ہر زمانے میں بشریت نے اپنے دور کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قانون بنائے اور عوام الناس کو ان قوانین پر عمل کرنے کی ہدایات بھی دیں، لیکن چونکہ انسان خطا، نسیان اور سو کا شکار ہے اور وہ بیک وقت بشریت کی تمام مشکلات کو جاننے سے قاصر بھی ہے لہذا اکثر یہ دیکھا گیا کہ کچھ ہی عرصے کے بعد تصویب شدہ قانون میں ترمیم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ قانون بدل دیا جاتا ہے، بعض وقت تو یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی قانون میں کئی مرتبہ ترمیم واقع ہوتی ہے، لہذا اس مقام پر انسانی عقل یہ کہتی ہے کہ کوئی ایسا قانون گزار ہونا چاہئے جو خطا، سواور نسیان سے دور رہ کر ایسے قوانین بنائے جن میں کسی بھی قسم کا نقص نہ ہو اور جن کی وجہ سے کسی پر نہ ظلم ہو اور نہ ہی کسی کا حق ضائع ہو جائے، اگرچہ اس احساس کے ہونے کے باوجود آج بھی تمام قومیں دعوے دار ہیں کہ ہم ہی بہترین قانون گزار ہیں جبکہ ان میں سے ہر ایک یہ خوب جانتا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ حقیقت سے کوسوں دور ہے، لیکن جیسا عجب و نوحہ انہیں اس حقیقت کو قبول کرنے سے روک دیتے ہیں، البتہ جو قومیں انصاف پسند ہیں وہ مختصر تحقیق و بررسی کے بعد اس نتیجے تک پہنچ جاتی ہیں کہ پروردگار کی ذات ہی بہترین قانون گزار ہے چونکہ وہی انسان کا خالق ہونے کے اعتبار سے اسکی تمام ضرورتوں سے باخبر ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

لہذا اصل قانونگذار اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے کہ جس نے انبیاء کو ایسے قوانین (شریعت) کے ساتھ بھیجا کہ جن میں نہ کسی قسم کا نقص پایا جاتا ہے اور نہ ہی ان سے کسی کی حق تلفی ہوتی ہے، مختلف ادوار میں اللہ کی جانب سے شریعت کی شکل میں قوانین آتے رہے اور صاحبانِ شریعت انبیاء نے ان قوانین کو اجرا کیا، یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری قانون کی کتاب یعنی قرآن مجید کے ساتھ ہمارے درمیان تشریف لائے۔

قرآن مجید وہ کتاب ہے جس میں مختصر و مفید انداز میں قیامت تک لئے قوانین موجود ہیں جن کا استخراج اور ان پر عمل کروانا ہر زمانے کے معصوم کا فریضہ ہے، کیونکہ یہی وہ افراد ہیں جو قرآن مجید کو صحیح معنی میں درک کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں "وما نعظم تناويله الا الله و الراسخون فى العلم" (آل عمران: ۷۰) لہذا رسول اسلام سے لے کر حضرت امام مہدی علیہم السلام تک تمام معصومین نے اپنے اپنے دور میں قرآن مجید کے قوانین سے لوگوں کی ضرورتوں کو پورا فرمایا ہے۔

چونکہ قرآن مجید کے قوانین کا ادراک معصومین علیہم السلام کی بیان کردہ احادیث کے بغیر ممکن نہیں، لہذا ہر زمانے میں انکی بیان کردہ احادیث پر برسی و تحقیق کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ ان کے ذریعہ قوانین الہیہ کو صحیح طرح سمجھا جاسکے، اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے آیت اللہ محمد صادق الکرکاسی نے حسینی دائرۃ المعارف کی دس جلدوں کو "الحسین والتشريع الاسلامی" سے مخصوص فرمایا ہے تاکہ امام حسین علیہ السلام کی ان احادیث پر برسی و تحقیق کی جاسکے کہ جن سے اسلامی قوانین اخذ کئے جاتے ہیں۔

"الحسین والتشريع الاسلامی" کی چار جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں جن میں مصنف نے اسلامی شریعت کے مقدمات و متعلقات پر گفتگو کی ہے، اور ہر قسمی جلد کے نصف آخر میں ان فقہی قوانین کو پیش کیا ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کے قول، فعل، اور تقریر سے اخذ کئے ہیں، ہم اس مقام پر جلد اول (جو ۵۳۱ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۰م میں مہمپ کر منظر عام پر آچکی ہے) میں پیش کردہ مقدماتی مباحث سے استفادہ کرتے ہوئے زندگی میں قانون کی

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اہمیت و ضرورت اور افادیت و تاثیر پر روشنی ڈالتے ہیں اور اسلامی قوانین کی تدوین و عملی اجراء کا مرحلہ وار جائزہ لے کر حضرت امام حسینؑ کے ارشادات و فرمودات کے حوالے سے ہونے والے علمی و تحقیقی عمل پر نظر ڈالتے ہیں۔

تشریح اور مشرع:

قانون گذاری کے عمل کو تشریح کہتے ہیں (التشريع هو وضع المنن و المناهج)، اور مختلف تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے شریعت کا اطلاق ان فقہی، اخلاقی اور اعتقادی احکام و قوانین پر ہوتا ہے کہ جنہیں خدا بشر کی سعادت کے لئے وضع کرتا ہے، لہذا اصل مشرع (قانونگذار) خدا کی ذات ہے اور انبیاء کو صاحب شریعت یا محافظ شریعت کہا جاتا ہے، جو انہی قوانین کے ذریعہ لوگوں کو سعادت کی راہ دکھا کر حکومت الہی برقرار کرتے ہیں تاکہ ان قوانین کو مرحلہ ابراہیمؑ پہنچایا سکے۔

تشریح (قانونگذاری) کی تاریخ:

حضرت آدم سے قیامت تک تشریح کے چھ ادوار ہیں:

- ۱۔ نزول آدم سے بعثت نوح تک۔
 - ۲۔ بعثت نوح سے بعثت ابراہیمؑ تک۔
 - ۳۔ بعثت ابراہیمؑ سے بعثت موسیٰؑ تک۔
 - ۴۔ بعثت موسیٰؑ سے میلاد مسیح تک۔
 - ۵۔ میلاد مسیح سے بعثت رسول اسلامؐ تک۔
 - ۶۔ بعثت رسولؐ سے اس جان کے خاتمہ تک۔
- اس آخری مرحلے کے تین ادوار ہیں:

- ۱۔ دور نبوت: یہ دور بعثت نبیؐ سے شروع ہو کر ۲۸/۲/۱۱ھ کو ختم ہوا۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۲۔ دور امامت: یہ دور وفات رسول سے شروع ہو کر فیت کبریٰ ۳۲۹ھ پر ختم ہوا۔
- ۳۔ دور مرجعیت: یہ دور فیت کبریٰ سے شروع ہوا اور ظہور امام زمانہ (ع) تک جاری رہے گا۔

شریعت آدم:

اولین صاحب شریعت جناب آدم تھے جو سنہ ۶۸۸۰ قبل از ہجرت کو پیدا ہوئے اور سنہ ۵۹۵۰ قبل از ہجرت میں وفات پائی، جناب آدم اپنی نسل کے لئے نبی اور رسول تھے، جن پر اللہ نے ۲۱ صحیفوں کو نازل فرمایا۔

شریعت نوح:

دوسرے صاحب شریعت نبی جناب نوح تھے جن کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ان کا نام عبد القادر ذکر کیا ہے تو بعض نے عبد الملک، اور بعض دیگر نے ان کو عبد الاعلیٰ کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔

جناب نوح سنہ ۵۸۲۴ قبل از ہجرت کو پیدا ہوئے اور آپ نے سنہ ۳۳۲۴ قبل از ہجرت میں وفات پائی، جناب نوح نجار تھے اور آپ نے ۹۵۰ سال تک اپنی قوم کو توحید کی طرف دعوت دی تھی جس کا کوئی فائدہ نہ ہوا، اس طرح اللہ نے ان کی قوم کو ۲۰۰ سال کی مہلت دے دی، جناب نوح نے اسی مدت میں کشتی بنائی اور اس مہلت کے اختتام پر مذاب نازل ہوا، طوفان کے بعد آپ نے ۵۰۰ سال زندگی پائی، جناب نوح کے اہلداد پر ۸۰ صحیفے نازل ہوئے جن پر وہ خود عمل کر کے لوگوں کو ان کی تعلیم دیا کرتے تھے، یہ تمام صحیفے سریانی زبان میں نازل ہوئے۔

شریعت ابراہیم (شریعت طیفیہ):

تیسرے صاحب شریعت نبی جناب ابراہیم بن تارخ بن ناحور تھے جو سنہ ۲۲۴۳ قبل از ہجرت کو متولد ہوئے اور سنہ ۲۰۶۸ قبل از ہجرت میں وفات پائی،

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

گرچہ جناب ابراہیمؑ کے پیروکار آج موجود نہیں ہیں لیکن ان کی شریعت یہودی، نصرانی، اور اسلامی شریعتوں کے لئے مرجعیت کی حیثیت رکھتی ہے، خود رسول اسلام کو شریعت ابراہیمی پر عمل کرنے کا حکم ہوا ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے:

ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا (نحل: ۱۲۳)۔

جناب ابراہیمؑ کی شریعت میں دس سنتیں ایسی تھیں جو قیامت تک باقی رہیں گی اور وہ سنتیں یہ ہیں:

- ۱۔ سر کا منڈوانا، ۲۔ مونچھوں کا کاٹنا، ۳۔ داڑھی کا نہ مونڈنا، ۴۔ سواک کرنا، ۵۔ دانتوں میں غلال کرنا، ۶۔ غسل جنابت کرنا، ۷۔ ناخن کاٹنا، ۸۔ شرمگاہ اور بدن سے اضافی بالوں کا کاٹنا، ۹۔ قنہ کرنا، ۱۰۔ پانی سے طہارت لینا۔
- حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ ۱۰ سنتوں کو محکم خدا یعنی شریعت میں شامل فرمایا ہے۔

شریعت موسیٰ (شریعت یہودی):

چوتھے صاحب شریعت نبی جناب موسیٰؑ تھے جو شہر مصر میں سنہ ۱۵۶۸ قبل از ہجرت کو پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۴۲ قبل از ہجرت میں وفات پائی، جناب موسیٰؑ پر عبرانی زبان میں توریت نازل ہوئی، اور آپ کے اوصیاء کی تعداد بارہ تھی جن کے اسامی یہ ہیں:

۱۔ یوشع بن نون بن افرانیم بن یوسف بن یعقوب۔

۲۔ کالب بن یوفا۔

۳۔ حزقیل بن یوری بن الجوز۔

۴۔ اسماعیل بن حزقیل صادق الوعد۔

۵۔ الیاس بن یس بن فخاص بن عیزار بن ہارون بن عمران۔

۶۔ الیمع بن اخطوب بن فخاص بن عیزار۔

۷۔ الیا۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

۸۔ عیسیٰ (ذوالکفل) بن ادریم۔

۹۔ اشوئیل بن ہلی بن ملقمہ بن ماجہ بن عموصا بن النہرن ضون بن ملقمہ المارونی۔

۱۰۔ داود بن ایثار بن عوفید بن یحزبن سلون بن عثوث، بن عیینوزب بن رم بن حضرون بن بارض بن یسوزا۔

۱۱۔ سلیمان بن داود

۱۲۔ زکریا بن برخیا بن نشوا بن نحرایل بن سلون بن ارسوا بن شول بن یعود بن موسیٰ بن عمران۔

گرچہ جناب داود اور سلیمان نبی تھے اور جناب داود پر نور نازل ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ صاحب شریعت نہیں کہلائے اور ان کا شمار نبی ہونے کے ساتھ ساتھ اوصیاء ابراہیم میں ہوتا ہے۔

شریعت عیسیٰ (شریعت نصرانیہ):

پانچویں صاحب شریعت نبی جناب عیسیٰ تھے جو سنہ ۶۳۳ قبل از ہجرت کو متولد ہوئے، آپ پر اللہ نے عبرانی زبان میں انجیل کو نازل فرمایا، اور سنہ ۶۰۹ قبل از ہجرت کو جناب عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے۔

جناب عیسیٰ کے بارہ حواری تھے جو در حقیقت ان کے شاگرد اور ان کے مذہب کی تبلیغ کرنے والے تھے، ان بارہ افراد کے نام یہ ہیں:

۱۔ اندراوس، ۲۔ برتلاوس، ۳۔ بطرس، ۴۔ توما، ۵۔ الفیوز، ۶۔ فلپس، ۷۔ متی، ۸۔ یعقوب الکبیر، ۹۔ یعقوب الصغیر، ۱۰۔ یسوزا، ۱۱۔ یسوزا، ۱۲۔ یوحنا۔

شریعت اسلام (شریعت محمدیہ):

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچویں اور آخری صاحب شریعت نبی ہیں جو شریعت اسلام کے ساتھ ہمارے درمیان تشریف لائے، آپ کی ولادت سنہ ۵۳ قبل از ہجرت کو ہوئی اور آپ نے سنہ ۱۱ ہجری میں وفات پائی، لہٰذا شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مذکورہ تمام شریعتوں کو بیان کرنے کے بعد مصنف نے اسلامی نظام پر بحث کی ہے اور فرمایا کہ اسلامی حکومت بارہ اصولوں پر استوار ہوتی ہے، ہم یہاں ان اصولوں کے نام ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

احترام، عقل، علم، محبت، اتحاد، حریت، عدل، مساوات، نظم، مشورت، اخلاص، دانش و فربہنگ۔

شریعت اسلام کی تاریخ اور اس کی عظمت:

اسلامی قانونگذاری (کہ جے تشریح کہا جاتا ہے) کی اہم رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علی وآلہ وسلم کے مبعوث ہر سات ہونے سے شروع ہوئی، اس دور سے لے کر آج تک قانونگذاری کے دو مرحلے ہیں:

۱۔ اس مرحلہ کو مصروحی کہا جاتا ہے جو ۲۷ رجب سنہ ۱۳ قبل از ہجرت کو شروع ہو کر ۲۸ صفر سنہ ۱۱ ہجری کو رسول اسلام کی رحلت کے ساتھ ختم ہوا، یہ وہ دور تھا کہ جس میں ہر قانون کو وحی الہی سے نسبت دی جاتی تھی چاہے وہ وحی، قرآن یا حدیث قدسی، یا پھر ان احادیث کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو کہ جن کا مضمون تو وحی الہی تھا لیکن الفاظ رسول اسلام کے ہوا کرتے تھے۔

۲۔ اس مرحلے کو عصر امامت کہا جاتا ہے، جو ۱۱ ہجری سے شروع ہوا اور آج تک باقی ہے۔

تشریح کے مصادر:

تمام مسلمان، قرآن و سنت نبوی کو ہر قانون کا مصدر و مرجع مانتے ہیں لیکن جن مصادر میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے وہ ۱۶ مصدر ہیں، اس مقام پر آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے ان مصادر کے تمام جوانب پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے انکی حجیت و عدم حجیت پر بحث کی ہے، اور وہ ۱۶ مصادر یہ ہیں:

- ۱۔ اہلبیت نبی کی سنت، ۲۔ اجماع، ۳۔ عقل، ۴۔ قیاس، ۵۔ فقہاء کی آراء، ۶۔ استحسان، ۷۔ مصالح مرسلہ، ۸۔ ذرائع، ۹۔ عرف، ۱۰۔ گذشتہ شریعتیں، ۱۱۔ مذہب صحابی، ۱۲۔ قرعہ، ۱۳۔ حیل شرعیہ، ۱۴۔ شہرت، ۱۵۔ سیرت، ۱۶۔ اصول

علمیہ۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مصنف نے ان تمام مصادر پر علمی گفتگو کے بعد آخر میں ایک جدول پیش کیا ہے جس کے ذریعہ واضح ہوتا ہے کہ اباضیہ، امامیہ، حنفیہ، حنبلیہ، زیدیہ، شافعیہ اور مالکیہ میں سے کس مذہب کے نزدیک کونسا مصدر قابل قبول اور کونسا مصدر ناقابل قبول ہے۔

مدرسہ حدیث اور مدرسہ رائے:

مختبر اسلام کی وفات سے پہلے اصحاب رسولؐ میں اختلاف پیدا ہوا اور وہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے، پہلے فرقے نے رائے پر یکجہ کیا تو دوسرے فرقے نے حدیث پر، مدرسہ رائے کے بانی عمر ابن خطاب اور مدرسہ حدیث کے بانی علی ابن ابیطالب (ع) تھے۔

یہ دو فکری مدارس اس وقت وجود میں آئے جب رسولؐ اسلام نے فرمایا:

اَنْتَوْنِیْ بِکِتَابِ لَکُمْ کِتَابًا لَا تَحْضَلُوْا بَعْدَہُ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۲۲، صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۹ باب کتاب العلم)، تب عمر بن الخطاب نے کہا ان النبی لیہجر حسبنا کتاب اللہ

تاریخ اسلام میں سب سے پہلے حدیث رسولؐ کی مخالفت میں شخصی رائے عمر ابن الخطاب نے پیش کی اور حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ بلند کیا جس کے بعد انھوں نے احادیث نبویؐ کی اس قدر مخالفت کی کہ ابوبکرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تمام مسلمانوں کو حدیث نبویؐ کے بدلنے کا حکم دے دیا، اور دوسری طرف احکام الہی میں اپنی رائے سے حکم دینے لگے ایک مقام پر وہ ارث بد کے باب میں فرماتے ہیں:

اَقْضِیْ فِی الْجَدِّ بِرَأْیِیْ وَاَقُولُ فِیْہِ بِرَأْیِیْ

یعنی ارث بد میں میں اپنی رائے اور اپنے قول سے حکم کروں گا (الاحکام فی اصول الاحکام للآدمی: جلد ۳، صفحہ ۸۱۔) اسی طرح ابوبکرؓ نے کلالہ کے ارث کے بارے میں کہا:

اَقُولُ فِیْہَا بِرَأْیِیْ فَاَنْ یَّکُنْ صَوَابًا فَمِنْ اللّٰہِ، وَاَنْ یَّکُنْ خَطَا فَمِنْیْ وَاَنْ یَّکُنْ الشَّیْطَانُ، وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ بَرِیْنَانِ مِنْہُ اس امر سے متعلق میں اپنی رائے سے کام لوں گا جو اگر صحیح ہوئی تو اللہ کی جانب سے اور اگر غلط ہوئی تو میری اور شیطان کے جانب سے قرار پائے گی (روضۃ الناظر: ۱۳۸)

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

مذکورہ اقوال اور تاریخ کی ہر سی سے واضح ہو جاتا ہے کہ مذہب رائے کے بانی اور اس کو پروان چڑھانے والے عمرو لوبکر تھے اور پھر عثمان اور بنی امیہ نے اپنے دور میں اس مذہب کو تقویت دی۔

علی بن ابیطالب (ع) نے مدرسہ حدیث کی بنیاد رکھی اور آپ نے ساری زندگی احادیث رسول کو بیان فرمایا اور انہی احادیث کے ذریعہ اپنی خلافت و امامت کو ثابت کیا، اسی طرح حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے احادیث رسول کی روشنی میں خطبہ فدک اور دیگر خطبات و احتجاجات فرمائے، لہذا آج بھی علماء شیعہ اپنے تمام فتاویٰ میں قرآن مجید کے بعد احادیث معصومین علیہم السلام کو ہر قانون کا مصدر و مرجع قرار دیتے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'امام حسین اور شریعت اسلامی' دس سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے، جس کی دوسری جلد (جو ۳۱۳ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۱۹۹۷ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۵ء کو زیر طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تخصیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

حقیقی اسلام اور مختلف فرقے

رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جہاں اسلام میں مختلف فرقے وجود میں آئے، اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ بھی ہوتا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

لنفتقن امتی علی ثلاث و سبعین فرقة

بیشک میری امت کے تتر فرقے ہونگے (معجم الکبیر: جلد ۱۸، ص ۱۰۷)، رسول اسلام کی یہ حدیثیں کوئی پوری ہوئی اور مسلمانوں کے درمیان تتر فرقے وجود میں آئے جن میں سے بعض کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

رسول اسلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ تمام فرقے ہلاک ہوں گے اور ان میں سے صرف ایک فرقہ نجات پائے گا، لہذا ہر دور میں مسلمانوں کے تمام فرقوں نے خود کو نجات یافتہ سمجھا، جبکہ آنحضرت کی حدیث کے مطابق صرف ایک ہی فرقہ نجات پانے والا ہے، البتہ ایسا نہیں ہے کہ اس ناجی فرقے کی حضور نے پہچان نہ کروائی ہو، اگر حدیث ثقلین کا سارا لیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ کونسا فرقہ نجات پانے والا ہے، رسول اسلام نے فرمایا:

انی تلک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض (تفسیر برہان: ۹/۱)

میں تمہارے درمیان ثقلین (قرآن و اہلبیت) چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم ان دونوں کا دامن تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ناجی فرقہ وہی ہے جو قرآن و اہلبیت کے ساتھ ہو۔

حدیث ثقلین کو اکثر مسلمان قبول کرتے ہیں، بس اس فرق کے ساتھ کہ عامہ مسلمین ازواج رسول کو اہلبیت میں داخل کرتے ہیں اور اہل تشیع صرف پیغمبر کو اہلبیت کا مصداق قرار دیتے ہیں، اب دیکھنا یہ ہوگا کہ آیا ازواج رسول بھی اہلبیت میں شامل ہیں یا نہیں؟

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اس بات کی وضاحت کے لئے یہ ہانا ضروری ہے کہ جس طرح قرآن کی آیات میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا اسی طرح اہلبیت کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہئے، تاکہ دونوں کو ٹھہلین کہا جاسکے، اور ان سے ہدایت حاصل کی جاسکے، قرآن مجید کی آیات میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے لہذا قرآن کو ٹھل کما گیا، اب ہمیں ان افراد کو اہلبیت میں شامل کرنا ہے جن میں کسی قسم کا اختلاف نہ پایا جائے، اور جب ہم نے ایسے افراد کی تلاش کی تو ہمیں صرف پختن نظر آئے جن میں قرآن کی طرح کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا ہے، لہذا ہم نے انہیں افراد کو اہلبیت کا مصداق مانا۔

لیکن اگر جناب عائشہ کو اہلبیت میں کہ جہاں حضرت علی (ع) بھی موجود ہیں شامل کیا جائے تو آگے چل کر تاریخ میں ان کے درمیان جنگ چل جائے گی اختلاف نظر آتا ہے، جبکہ حدیث ٹھہلین کی روشنی میں مفروض یہ ہے کہ اہلبیت میں وہی افراد شامل ہوں گے کہ جن میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہو لہذا جناب عائشہ مولا علی سے اختلاف کرنے کی وجہ سے اہلبیت میں داخل نہیں ہو سکتیں۔

ماہی فرقہ کی تلاش ایک اہم اور مشکل امر ہے لہذا اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے دائرۃ المعارف الحسینی کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے 'الحسین والتشریع الاسلامی' کی جلد دوم (۳۶۴ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۵ میلادی میں چھپ کر منظر عام پر آئی ہے) میں اسلام میں پیدا ہونے والے تمام اہم فرقوں پر روشنی ڈالی ہے، جس میں ان فرقوں کے وجود میں آنے کی تاریخ، انکی پیشرفت، اور ان کے اعتقادات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جلد اول کی طرح کتاب الحسین والتشریع الاسلامی کی دوسری جلد میں بھی مصنف نے امام حسین (ع) اور اسلامی تشریع (قانونگذاری) کے مقدماتی مباحث پر گفتگو کی ہے، مصنف نے جلد اول میں آدم سے خاتم تک تشریع کی تاریخ کو بیان فرمایا تھا اور اس جلد میں رسول اسلام کے بعد وجود میں آنے والے سات فرقوں اور انکی تشریع کے مہانی کو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں، یہ فرقہ وہ ہیں کہ جن کے پیروکار اور حکومتیں آج بھی موجود ہیں، اور وہ سات فرقے یہ ہیں:

۱۔ فرقہ امامیہ - ۲۔ فرقہ زیدیہ، ۳۔ فرقہ اباضیہ، ۴۔ فرقہ حنفیہ، ۵۔ فرقہ مالکیہ، ۶۔ فرقہ شافعیہ، ۷۔ فرقہ حنبلیہ۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ہم اس مقام پر مذکورہ فرقوں کے بانی، ان کے اعتقادات اور فقہی مباحی پر اجلی روشنی ڈالتے ہیں:

فرقہ امامیہ:

وہ افراد جو امام معصوم کی پیروی کرتے ہیں انہیں امامی کہا جاتا ہے، یہاں امام سے مراد اثنا عشرانہ میں جن میں سے سب سے پہلے امام حضرت علی (ع) اور آخری امام حضرت مدی (ع) ہیں، چونکہ شیعہ فرقوں میں زیدی اور اسماعیلی بھی پائے جاتے ہیں لہذا ہر امامی کو شیعہ کہا جاتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر شیعہ امامی ہو (یہاں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے)، فرقہ امامیہ کو فرقہ جعفری بھی کہتے ہیں۔

لفظ شیعہ رسول اسلام کے دور میں رائج تھا، چونکہ رسول اسلام نے فرمایا تھا:
 علی و شیعہ ہم الفانزون يوم القيامة

اور اوائل میں ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی کو شیعہ علی کہا جاتا تھا۔

امامیہ مذہب کے ماننے والے مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتے ہیں:

- ۱۔ خدا کا حادل ہونا، ۲۔ رسول اور ائمہ کا معصوم ہونا، ۳۔ خلافت کا منصوص من اللہ ہونا، ۴۔ علم معصومین کا لدنی ہونا، ۵۔ مطلقاً خدا کی رویت کا محال ہونا، ۶۔ قرآن مجید کا مخلوق ہونا۔

امامیہ مذہب کے فقہی مباحی یہ ہیں:

- ۱۔ قرآن، ۲۔ سنت (حدیث معصومین علیہم السلام)، ۳۔ اجماع، ۴۔ عقل۔

فرقہ زیدیہ:

یہ فرقہ زید بن علی بن حسین (ع) سے منسوب ہے، جناب زید سنہ ۶۶ھ کو پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۱ھ کو وفات پائی، آپ نے امامت امام باقر و امام صادق علیہما السلام کو نافذ کرنے کے لئے ہشام بن عبد الملک پر فوج کیا اور اس امر میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے، جناب زید کی قربانی کو امام صادق علیہ السلام نے سراہتے ہوئے فرمایا:

انما دعا الى الرضا من آل محمد، و لو ظفر لوفى بما دعا اليه

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

بے شک انہوں نے لوگوں کو آلِ محمد کی طرف دعوت دی اور اگر وہ کامیاب ہوتے تو ان کا مطلوب حاصل ہو جاتا۔
 زید بن علی کے فقہی مہانی: قرآن، سنت رسولؐ والہبیت تھے لیکن ان کے پیروکار رای، قیاس، استحسان،
 مصالح مرسلہ، استصحاب کو بھی ان مہانی میں شامل کرتے ہیں۔

فرقہ اباضیہ:

اس فرقے کی نسبت عبد اللہ ابن اباض کی طرف دی جاتی ہے جو سنہ ۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۸۶ ہجری میں
 وفات پائی، عبد اللہ ابن اباض کے ماننے والوں کو اباضی کہتے ہیں، یہ فرقہ خوارج کے فرقوں میں سے ایک ہے اگرچہ
 اس فرقے کے ماننے والے اس بات کو قبول نہیں کرتے، لیکن اکثر مورخین نے فرقہ اباضی کو خارجی فرقہ قرار دیا
 ہے۔

فرقہ اباضیہ کے چند اعتقادات یہ ہیں:

تقیہ کا صرف قول میں جائز ہونا، اطاعت گزار سے دوستی اور گناہگار سے برائت کا اظہار کرنا، قیامت کے دن خدا کی
 رحمت کا ممکن نہ ہونا، مرتکب گناہ کبیرہ کا کافر ہونا، وہ امامت جو وصیت کے ذریعہ ہو اس کا باطل ہونا۔
 اس فرقے کے فقہی مہانی سات ہیں:

- ۱۔ قرآن، ۲۔ سنت، ۳۔ قیاس، ۴۔ استحسان، ۵۔ مصالح مرسلہ، ۶۔ صحابی کا قول، ۷۔ استدلال۔
- دورِ حاضر میں اس فرقے کے پیروکار عمان، لیبیا، جزائر، تونس، حضرموت، یمن، اور مصر میں پائے جاتے ہیں۔

فرقہ خفیہ:

اس فرقے کے بانی نعمان بن ثابت تھے جو سنہ ۸۰ھ کو پیدا ہوئے اور سنہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی، لومظیفہ انکی کنیت تھی
 اور آپ کو اہلسنت امام اعظم بھی کہتے ہیں، اس مذہب کے پیروکار کو خفی کہا جاتا ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

لاؤنیز معقد تھے کہ ایمان میں درجات نہیں ہوتے بلکہ سب کا ایمان ایک ہی مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور خدا ہی انسان سے نیکی و برائی کروا ہے۔

اس فرقے کے فقہی مبانی ۸ ہیں:

۱۔ کتاب، ۲۔ سنت، ۳۔ قیاس، ۴۔ استحسان، ۵۔ اقوال اصحاب، ۶۔ اجماع، ۷۔ عرف، ۸۔ حیل شرمیہ۔

فرقہ مالکی:

یہ مذہب مالک بن انس سے منسوب ہے جو سنہ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۷۹ھ میں وفات پائی، اس مذہب کے پیروکار کو مالکی کہتے ہیں۔

مالک بن انس ریت خدا کے قائل تھے اور آپ کے فقہی مبانی ۸ ہیں:

۱۔ قرآن، ۲۔ سنت، ۳۔ اجماع (اجماع فقہائے مدینہ)، ۴۔ قیاس (رائے)، ۵۔ استحسان، ۶۔ عرف، ۷۔ مصالح مرسلہ، ۸۔ سد ذرائع۔

فرقہ شافعی:

اس مذہب کو محمد ابن ادریس شافعی سے نسبت موصول ہے جو سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۰۴ھ میں وفات پائی، اس مذہب کے پیروکار کو شافعی کہتے ہیں، محمد ابن ادریس معقد تھے کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اور خدا قیامت میں دکھائی دے گا، ان کے فقہی مبانی چار ہیں:

۱۔ قرآن، ۲۔ سنت، ۳۔ اجماع، ۴۔ قیاس۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

فرقہ منہلیہ:

یہ فرقہ احمد بن محمد بن حنبل کی طرف منسوب ہے، جنہیں امام احمد بن حنبل بھی کہا جاتا ہے اور جو ان کا پیروکار ہے اسے منہلی کہتے ہیں۔

احمد بن حنبل سنہ ۱۶۲ ہجری کو بغداد میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۴۱ ھ میں وفات پائی۔

منہلی فرقے کے اہم اعتقادات یہ ہیں:

۱۔ قیامت کے دن خدا کا دکھائی دینا، ۲۔ پیغمبر اسلام کا خدا کو دیکھنا، ۳۔ قرآن کا مخلوق نہ ہونا، رسول کا شفیع قرار پانا۔ اس فرقے کے فقہی مباحی، ہیں:

۱۔ کتاب، ۲۔ سنت، ۳۔ فتاویٰ صحابی، ۴۔ حدیث مرسل و ضعیف، ۵۔ قیاس، ۶۔ مصالح مرسلہ، ۷۔ سد ذرائع۔

دائرة المعارف الحنفیہ کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے مذکورہ تمام فرقوں کے معتبر یا غیر معتبر ہونے پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد ایک محققانہ جدول پیش کیا ہے جس کے ذریعہ کسی بھی مسئلہ میں ان فرقوں میں موجود اختلاف آراء کو بخوبی درک کیا جاسکتا ہے۔ اس علمی کاوش کے بعد مصنف نے ادوار تشریع کے ایک اہم دور یعنی دور مرجعیت فقہا شیعہ پر روشنی ڈالی ہے۔

فقہاء کی مرجعیت:

جس طرح رسول اسلام نے بعد میں آنے والے خلفاء کا تعین فرمایا تھا بالکل اسی طرح امام مدنی (ع) نے بھی غیبت کبریٰ سے پہلے اپنے جانشینوں سے فرمایا:

و اما الحوادث الواقعة فارجعوا فیہا الی رواة حدیثنا فتعلم حجتی علیکم و انا حجة الله علیہم (وسائل الشیعة جلد ۲ ص ۱۳۰)

یعنی ہمارے زمانہ غیبت میں نئے پیش آنے والے مسائل میں راویان حدیث کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ ہماری طرف سے تم پر حجت ہیں اور ہم اللہ کی طرف ان پر حجت ہیں، لہذا فرقہ امامیہ کے پیروکار غیبت کبریٰ میں راویان حدیث

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

(حسین فقیہ و مرجع تقلید بھی کہا جاتا ہے) کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ وہ مسائل مستحدثہ میں قرآن، حدیث، عقل اور اجماع کی روشنی میں احکام کا تعین کر سکیں۔

چونکہ مرجعیت ایک اہم منصب ہے لہذا اہل تشیع ہر فقیہ کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ وہ فقیہ لائق تقلید ہوتا ہے جو صفات حسنہ اور علوم مختلفہ میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہو لہذا ہر جامع الشرائط فقیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مندرجہ ذیل صفات کا متحمل ہو:

۱۔ ماحل ہو، ۲۔ ذہین ہو، ۳۔ فراموش کار نہ ہو، ۴۔ نیک عقیدہ رکھتا ہو، ۵۔ اجتہاد کی کامل استعداد و صلاحیت رکھتا ہو، ۶۔ متوازن شخصیت و کردار کا مالک ہو، ۷۔ عادل ہو، ۸۔ دلیل کا تابع ہو، ۹۔ دنیوی و دینی امور کو اچھی طرح چلانے کی قابلیت رکھتا ہو۔

علمی اعتبار سے ایک فقیہ کا مندرجہ ذیل علوم پر مہارت رکھنا بیحد ضروری ہے۔

۱۔ علم لغت عربی، ۲۔ علم صرف، ۳۔ علم نحو، ۴۔ علم بلاغت، ۵۔ علوم قرآن، ۶۔ علوم حدیث، ۷۔ علم کلام، ۸۔ علم اصول فقہ، ۹۔ علم فقہ، ۱۰۔ علوم اجتماعی۔

فقیہ کی ولایت:

جو فقیہ مذکورہ تمام صفات اور علوم میں اعلیٰ درجے پر فائز ہو وہ مومنین پر ولایت رکھتا ہے لہذا اس مقام پر مصنف آیت اللہ محمد صادق آلکرباسی نے ولایت فقیہ پر مفصل و مدلل بحث فرمائی ہے، ہم اس مقام پر اجمال کے ساتھ اس بحث پر روشنی ڈالتے ہیں:

ولایت اور اسکی اقسام:

لغت میں ولایت اس تصرف کے حق کو کہتے ہیں جو کسی شئی یا شخص یا دونوں پر ہوتا ہے (ہو حق التصرف المملکوی علی شئہ او شخص او معا)۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اور اصطلاح شرع میں موجودات پر شرعی تصرف یا تسلط کو ولایت کہتے ہیں، چاہے وہ موجودات انسان ہوں یا غیر انسان، ایک فرد ہو یا پورا اجتماع (ہو حق التصرف و الاستیلاء الشرعی علی الموجودات سواء کأن انفساً او غیرہ، فرداً کأن اور مجتمعاً)۔

ولایت کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

ولایت تکوینیہ ذاتیہ:

وہ ذاتی اور مطلق حق کہ جس کی بنیاد پر خداوند عالم کائنات اور مخلوقات کو خلق فرماتا ہے اور ان میں تصرف کرتا ہے۔

ولایت تکوینیہ تکریمیہ:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کو کائنات اور مخلوقات پر تصرف کا حق عطا فرمایا ہے لہذا اس ولایت کو ولایت تکوینیہ تکریمیہ کہتے ہیں، جس کے ذریعہ وہ معجزات اور کرامات بھی انجام دیتے ہیں۔

ولایت تشرعیہ ذاتیہ:

قانقنگذاری کا ذاتی حق خدا کو ماحصل ہے لہذا اس امر میں ذاتِ احدیت کی ولایت کو ولایت تشرعیہ ذاتیہ کہتے ہیں۔

ولایت تشرعیہ تکریمیہ:

رسول اسلام اور ائمہ الجلیت علیہم السلام بالعرض تشریع کا حق رکھتے ہیں یعنی انہیں تشریع کا حق خدا نے عطا فرمایا ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

اس بات میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے کہ ہر جامع الشرائط فقہیہ کو ولایت ماحصل ہے۔ لیکن اس کے دائرہ اختیارات میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، لہذا مصنف نے اس مقام پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل گفتگو کے بعد اپنی رائے کو پیش فرمایا ہے، ولایت کی مزید مندرجہ ذیل اقسام پر توجہ کرنے سے آیت اللہ محمد صادق کرباسی کی علمی و تحقیقی کاوش سے آگاہی ماحصل ہوتی ہے کہ انھوں نے کس قدر محنت کے ساتھ موضوع سے مربوط جہات کو آشکار کیا، اور اسی کے ضمن میں مصنف کی رائے بھی واضح ہو جاتی ہے:

ولایت مطلقہ:

وہ ولایت جس میں اختیارات کا دائرہ بدون قید و شرط ہو۔

ولایت مقیدہ:

وہ ولایت جو برخلاف ولایت مطلقہ، مقید ہو۔

ولایت عامہ:

وہ ولایت جو تمام جامع الشرائط افراد میں پائی جاتی ہے۔

ولایت خاصہ:

وہ ولایت جو خاص افراد میں پائی جاتی ہے جیسے باپ کی ولایت اولاد پر۔

مذکورہ بالا تہمات کے پیش نظر آیت اللہ محمد صادق الکرباسی کے نزدیک معصومین علیہم السلام کی ولایت، ولایت عامہ مطلقہ ہے اور تمام جامع الشرائط فقہاء کو ولایت عامہ غیر مطلقہ ماحصل ہے۔

﴿ تجلیاتِ صین ﴾

ولایت فقیہ اور ولایت شوری:

تمام لسانی، اقتصادی اور سیاسی امور میں جامع شرائط فقہاء کو مومنین پر ولایت ماحصل ہے چونکہ امام ممدی علیہ السلام نے فرمایا:

و اما الحوادث الواقعة فارجعوا فیها الی رواة حدیثنا فانهم حجتی علیکم و انا حجة الله علیهم (وسائل الشیخہ جلد ۲ ص ۱۲۰)

لہذا اگر دور غیبت میں کسی بھی ملک میں شیعی حکومت برقرار ہو جائے تو تمام مومنین پر واجب ہوگا کہ وہ دینی امور کی طرح حکومتی امور میں بھی جامع شرائط فقہاء کی پیروی کریں چونکہ مذکورہ حدیث کی روشنی میں معصوم نے فقہاء کرام کو دن و دنیا میں ہم پر حجت قرار دیا ہے۔

لیکن سوال یہ پیش آتا ہے کہ کسی بھی حکومت کو چلانے کے لئے آیا ایک فقیہ کافی ہے؟ یا پھر جامع شرائط فقہاء کی کمیٹی ہو، اس امر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے لہذا آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے ولایت فقیہ اور ولایت شورائے فقہاء پر تفصیلی بحث فرمائی ہے، ہم یہاں اختصار سے اس بحث کو پیش کرتے ہیں:

آیت اللہ خمینی فرماتے ہیں کہ غیبت امام ممدی (ع) میں جو فقیہ عادل، شجاع، مدیر، مدبر، حالات زمانہ سے باخبر ہو اور جسے سب پہچانتے ہوں اور اسکی قیادت کو بھی قبول کرتے ہوں وہ مومنین پر ولایت رکھتا ہے لیکن اگر کسی ایک فرد میں یہ تمام شرائط نہ پائی جائیں تو جامع شرائط فقہاء کو ولایت ماحصل ہوگی (قانون جمہوری اسلامی ایران: ص ۲۲ مادہ خامسہ) ^(۱)

آیت اللہ محمد شیرازی کا نظریہ اس نظریہ سے بالکل برعکس ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ تمام جامع شرائط فقہاء کو ولایت ماحصل ہے لہذا کسی بھی حکومت کو چلانے کے لئے سب سے پہلے شورائے فقہاء کو ولایت ماحصل ہوگی لیکن اگر جامع شرائط فقیہ ایک ہی ہو تو وہ ملی فقیہ قرار پائے گا۔

۱۔ ہم نے بھی اسی رائے کو اختیار کیا ہے (میرزا محمد خواد شہر)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

مصنف آیت اللہ الکرباسی نے ایک طولانی بحث کے بعد فرمایا کہ قیادت اور ولایت شورائے فقہاء کو موصول ہے، لیکن اگر جامع الشرائط فقہیہ ایک ہی ہو تو اسے قیادت موصول ہوگی لیکن ان دونوں صورتوں میں فقہیہ یا فقہاء کے لئے لازم و ضروری ہے کہ وہ اجتماعی، سیاسی، اقتصادی، اور دیگر حکومتی امور میں اہل معرفت اور اہل تخصص سے مشورہ کریں۔

تشریح اسلام کی پیشرفت:

مصنف نے اس عنوان کے تحت تشریح اسلام کی پیشرفت پر روشنی ڈالتے ہوئے ان تمام شہروں کے بارے میں تفصیلی گفتگو فرمائی ہے کہ جن کو تشریح اسلام کی پیشرفت میں علمی مراکز ہونے کی حیثیت موصول ہے، کتاب 'الحسین و التشریح الاسلامی' جلد دوم میں صرف پہلے علمی مرکز یعنی مدینہ منورہ پر گفتگو کی گئی ہے اور بقیہ مراکز علمیہ کے تذکرہ کو جلد سوم پر موقوف کیا گیا ہے۔

مدینہ منورہ:

سب سے پہلا علمی مرکز مدینہ منورہ تھا جہاں خود رسول اسلام نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع فرمایا اور آپ کی درسگاہ سے بی شمار شاگردوں نے تربیت پائی، رسول اسلام کی وفات کے بعد بھی اسی شہر کو علمی مرکزیت موصول رہی، اس دور میں بھی تعلیم و تربیت کے سلسلہ کو باب مدینہ العلم علی بن ابیطالب (ع) نے جاری رکھا، لیکن مولا علی (ع) کے دور حکومت میں یہ علمی مرکز مدینہ سے کوفہ منتقل ہوا اور پھر شہادت امیر المومنین کے بعد امام حسن (ع) کے دور میں مدینہ منورہ کو دوبارہ علمی مرکزیت موصول ہوئی، امام حسن (ع) نے اپنے دور میں بی شمار شاگرد تربیت فرمائے، جن کی تعداد ۴۵ تھی، آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے ان تمام شاگردوں کی سوانح حیات پر مفصل روشنی ڈالی ہے، قارئین مزید اطلاعات کے لئے کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com



کتاب 'امام حسین اور شریعت اسلامی' دس سے زائد ہلدوں پر مشتمل ہے، جس کی تیسری جلد (جو ۶۳۸ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۱۹۹۷ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۷ء کو زیر طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تکمیل کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیاتِ سین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

دینی مراکز اور تعلیمی درسگاہوں کی تاریخ

انسان جب اس جان میں قدم رکھتا ہے تو وہ دنیا کے حالات سے بے خبر ہوتا ہے، اس کی مثال بالکل اس سفید کاغذ کی سی ہوتی ہے کہ جس پر کچھ بھی نہیں لکھا گیا ہے، یا پھر اس پودے کی سی ہوتی ہے کہ جسے جس طرف گھمایا جائے وہ جاتا ہے، لہذا ہر نو مولود بچہ ماں کی شفقت اور باپ کی محبت سے مانوس ہو کر بہت ساری چیزوں کو انھیں دے دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ماں کی گود کو پہلی درسگاہ کہا گیا ہے، جہاں سے انسان کو سب سے پہلی تربیت حاصل ہے، یہی کامیاب افراد اس دنیا میں گزرے ہیں اگر انکی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ان کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

بل اسلام نے فرمایا:

كل مولود يولد على فطرة الاسلام حتى يحكون ابواه يهودانه و ينصرانه (سفیرہ البحار جلد ۳، ص ۳۸۳)

ہر نو مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں، رسول اسلام کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نو مولود کی سعادت اور شقاوت کے ذمہ دار اس کے والدین ہیں، لہذا والدین کے لئے ابتدائی درسگاہ کی اصلاح کرنا بچہ ضروری ہے تاکہ آگے چل کر ایک معلم اسی مضبوط بنیاد پر ایک بلند عمارت کو تعمیر کر سکے، بسا اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے انسان کو ابتدائی تعلیم تو اچھی ملتی ہے لیکن ایک نامناسب درسگاہ میں شمولیت کی وجہ سے اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں، لہذا اس مقام پر والدین کی ذمہ داریاں دوچند ہوں جاتی ہیں، اور ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس درسگاہ میں بھیجیں کہ جس میں وہ ہدایت کی راہ پر گامزن رہ سکیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

در سگاہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دائرۃ المعارف الحسینی کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے کتاب الحسین والتشریع الاسلامی کی جلد سوم (جو ۶۳۸ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۷ میلادی میں چھپ کر منظر عام پر آئی ہے) میں ان تمام شہروں پر مفصل روشنی ڈالی ہے کہ جنہیں تاریخ اسلام میں دینی علوم کا مرکز ہونے کا شرف حاصل رہا ہے، ہم اس مقام پر ان علمی مراکز پر اجمال کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں:

مدینہ منورہ:

سب سے پہلا علمی مرکز مدینہ منورہ تھا جہاں خود رسول اسلام نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع فرمایا اور آپ کی در سگاہ سے بیسٹار شاگردوں نے تربیت پائی، رسول اسلام کی وفات کے بعد خلفاء کے دور میں بھی اسی شہر کو علمی مرکزیت حاصل رہی، اس دور میں تعلیم و تربیت کے سلسلہ کو باب مدینۃ العلم علی بن ابیطالب (ع) نے جاری رکھا، لیکن مولا علی (ع) کے دور حکومت میں یہ علمی مرکز مدینہ سے کوفہ منتقل ہوا اور شہادت امیر المومنین کے بعد امام حسن (ع) کے دور میں مدینہ منورہ کو دوبارہ علمی مرکزیت حاصل ہوئی، امام حسن (ع) نے اپنے دور میں ۴۵ خاص شاگرد تربیت فرمائے، آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے ان تمام شاگردوں کی سوانح حیات پر مفصل روشنی ڈالی ہے، قارئین مزید اطلاعات کے لئے کتاب الحسین والتشریع الاسلامی کہ جلد دوم صفحہ ۳۲۲ کی طرف رجوع فرمائیں۔

امام حسن (ع) کے ساتھ ساتھ امام حسین (ع) نے بھی مدینہ میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا، اور یہ دور سنہ ۴۰ سے شروع ہو کر سنہ ۶۰ ھ پر ختم ہوا، امام حسین (ع) کی شہادت کے بعد امام مجاہد (ع) نے سنہ ۶۱ ھ سے سنہ ۹۵ ھ تک اسی شہر میں لوگوں کو علوم آل محمد سے مستفیض فرمایا، اس عرصہ دراز میں ۱۸۰ سے زائد شاگردوں نے آپ سے کسب فیض کیا جن میں جابر بن عبد اللہ انصاری، ابان بن تغلب البکری، ثابت بن دینار الثمالی، زید بن علی بن الحسین الماشی، سعید بن جبیر الکوفی، سعید بن مسیب الخرمی، محمد بن مسلم بن عبد اللہ الزہری کو نمایاں حیثیت حاصل ہے، امام مجاہد علیہ السلام کے ارشادات کو آپ کے اصحاب نے جمع فرمایا جو صحیفۂ مجاہدین، مناجات خمس عشرہ، رسالۃ الحقوق، کتاب علی بن حسین کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

امام باقر و امام صادق علیہما السلام کا دور سنہ ۹۵ھ سے شروع ہو کر سنہ ۱۲۸ھ پر ختم ہوا، جس میں اموی حکومت ضعیف ہوتی گئی یہاں تک کہ منقرض ہو گئی اس دور میں امام باقر و صادق (ع) نے مکتب اہلبیت کی خوب ترویج کی، آپ دونوں اماموں سے بیسٹار افراد ہر مند ہوئے جن میں سے زرارہ، برید، ابو بصیر، محمد بن مسلم، جابر بن یزید جعفری کو خاصی اہمیت حاصل ہے، صرف جابر جعفری نے امام باقر سے ۹۰ ہزار روایات کو نقل کیا ہے، امام صادق (ع) کے بعد امام علی نقی (ع) تک مدینہ منورہ کو علمی مرکزیت حاصل رہی۔

مکہ مکرمہ:

گرچہ رسول اسلام کی ولادت اور بعثت مکہ مکرمہ میں واقع ہوئی، لیکن ہجرت رسول کی وجہ سے اس شہر کو علمی مرکزیت حاصل نہ ہو سکی، مولا علی (ع) کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن عباس اکثر مکہ مکرمہ میں زندگی بسر کرتے تھے لہذا اس دور میں آپ نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا، عبداللہ ابن عباس مکہ مکرمہ میں ایک دن درس فقہ، دوسرے دن درس تائیل، تیسرے دن درس عزوات، چوتھے دن درس شعر، اور پانچویں دن عرب کے واقعات کو بیان فرماتے تھے، واقعہ حرہ کے بعد اصحاب و تابعین مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آ گئے اور اس طرح مکہ مکرمہ ایک مدت تک کے لئے علمی مرکز بنا رہا۔

کوفہ:

مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جگہ جگہ کے بعد سنہ ۳۱ھ میں کوفہ کو اپنی حکومت کا دار الخلافہ قرار دیا، جس کے بعد بیسٹار اصحاب کوفہ منتقل ہوئے، اور اس شہر کو علمی مرکزیت حاصل ہوئی۔

رسول اسلام کی وفات کے بعد ماکان وقت نے حدیث رسول کے نقل کرنے پر پابندی عائد کی تھی، لیکن مولا امیر المومنین نے اپنے دور میں صحابہ کو نقل حدیث کی اجازت فرمائی، اس دور میں جہاں مولا علی (ع) مشغول تعلیم و تربیت تھے وہیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی کوفہ کی عورتوں کو تفسیر قرآن اور شرعی احکام کی تعلیم دیتی تھیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

کربلاء مغل:

سنہ ۶۶ھ میں جب روضہ امام حسین علیہ السلام آمادہ ہوا تو اس دور کے فقہاء نے آہستہ آہستہ اس شہر میں قیام کرنا شروع کیا اور جس وقت امام صادق (ع) کا دور آیا تو آپ کثرت سے کربلا تشریف لے جانے لگے اور وہاں تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے، آج بھی مرقد امام حسین (ع) سے قریب ایک مقام ہے کہ جے مقام امام صادق سے یاد کیا جاتا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی تقریباً سنہ ۱۵۹ھ کو کربلا تشریف لائے اور کچھ مدت کے لئے آپ نے بین الحرمین کے مقام بقیع السادة میں قیام فرمایا، آپ کے اطراف بھی شیعہ جمع ہوئے اس طرح امام کاظم (ع) بھی اس مقام پر اپنے اصحاب کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے۔

کربلا میں سب سے پہلا مدرسہ سنہ ۳۶۹ھ میں سلطان عضد الدولہ نے تاسیس کیا، جس کے بعد مدارس کی تاسیس ہوتی رہی اور آج تک امام حسین علیہ السلام کے سایہ میں علماء علوم دینیہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔

بغداد (کاظمیہ مشرف):

بغداد میں شیعوں کی تاریخ اس شہر کے وجود میں آنے کے ساتھ شروع ہوتی ہے، اس شہر کا محلہ کرخ شیعیت کا مرکز تھا، جس میں بزرگان شیعہ زندگی بسر کرتے تھے، اس شہر میں مختلف مذاہب کے علماء نے بھی زندگی کی، جن میں اہل سنت کے امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔

سنہ ۲۰۴ھ میں جب مامون عباسی نے طوس سے بغداد کی طرف ہجرت کی تو سب سے پہلے سیاسی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے امام بخاری (ع) کو مدینہ سے بغداد آنے کی دعوت دی جس کے بعد اس دور کے اکثر فقہاء کو بھی بغداد میں جمع کیا گیا تاکہ طوس میں پیش آنے والے مناظروں کی صورت حال بغداد میں بھی برقرار رہ سکے۔

تجلیاتِ حسین

جب بغداد کے علماء (جو امام جواد (ع) کی کمسنی کو دیکھتے ہوئے انہیں علم حاصل کرنے کی تجویز پیش کر رہے تھے) امام کے علم و کمال سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے آپ سے کب علم کی خواہش کا اظہار کیا، جب تک امام جواد (ع) بغداد میں تشریف فرما تھے آپ نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔

امام مدی (ع) کے نواب اربعہ بھی بغداد میں امام کی طرف سے نیابت کے فرائض انجام دیتے تھے اور آپ میں سے ہر ایک نے اسی شہر میں وفات پائی، جن کی قبریں آج بھی بغداد میں موجود ہیں۔

شہر بغداد میں محمد بن یحیٰی، محمد بن محمد المنفید (شیخ مفید)، سید مرتضیٰ، سید رضی، محمد بن حسن طوسی (شیخ طوسی) اور دیگر جید علماء شیعہ نے تبلیغِ علوم آلِ محمد میں اپنی تمام زندگی کو صرف کیا ہے۔

نجف اشرف:

شہر نجف مولا امیر المومنین علی بن ابیطالب کے وجودِ اقدس سے آباد ہوا، گرچہ حضرت علی (ع) اس شہر میں سنہ ۴۰ھ کو دفن ہوئے، لیکن کوفہ میں خوارج و دشمنانِ اہلبیت کی وجہ سے ۱۲۰ سال تک آپ کی قبر مبارک پوشیدہ رہی، اور سنہ ۱۷۰ھ میں ظاہر ہوئی، جس کے بعد مجاہدِ اہلبیت اس شہر میں جمع ہوتے گئے اور یہ شہر آباد ہو گیا۔

شہر نجف وہ بابرکت شہر ہے کہ جہاں بی شمار علماء نے علوم حاصل کئے، سب سے پہلے محمد بن حسن الطوسی (شیخ طوسی، شیخ الطائفہ) نے سنہ ۲۵۰ھ میں اس شہر میں سکونت اختیار کی، جس کے بعد یہ شہر علمی مرکز میں تبدیل ہو گیا۔

اس مقام پر محققِ زمان آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے ان تمام فقہاء و مراجع کرام کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا ہے کہ جنہوں نے نجف میں حوزہِ حامیِ علمیہ کو وجود بخشا اور جنہیں حوزہ کی زعامت بھی حاصل تھی، ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان علماءِ اعلام کے نام پیش کرتے ہیں:

محمد بن حسن الطوسی، حسن بن محمد بن حسن الطوسی، محمد بن حسن بن محمد بن حسن الطوسی، علی بن حسین الکرکی، احمد بن محمد اردبیلی (مقدس اردبیلی)، محمد مدی بن مرتضیٰ بحر العلوم، جعفر بن خضر الجعفی، موسیٰ بن جعفر کاشف الغطاء، علی بن جعفر کاشف الغطاء، حسن بن جعفر کاشف الغطاء، محمد حسن بن باقر النجفی، مرتضیٰ بن محمد امین الانصاری (شیخ انصاری)،

سامراء المشرفة:

۱۰

علماء مذہب امامیہ نے قرن ہشتم ہجری سے سوریا کے شہر دمشق کو علمی مرکز قرار دیا، اگرچہ قرن سوم و چہارم ہجری سے اس شہر میں شیعہ کی تعداد بڑھتی گئی لیکن ہر دور میں امامیہ مذہب کے پیروکار اس شہر میں تختیوں اور سخت دباؤ میں رہے، اور شہید اول (صاحب کتاب المعتمدین) کی شہادت بھی اسی شہر میں واقع ہوئی، لہذا اس شہر میں امامیہ مذہب کے علمی مراکز کو زیادہ پیشرفت حاصل نہ ہو سکی، آج بھی شام میں صرف ۱۲ جتنی مدارس پائے جاتے ہیں۔

تحلیات حسین

طلب:

شہر ملب میں حرانین کے پہلے شیعہ بادشاہ یعنی سیف الدولہ نے مقام راس الحسین اور مقام جناب محن (امام حسین (ع) کے سقط شدہ فرزند) کو سنہ ۳۵۱ھ میں تعمیر کروایا، قرن سوم سے قرن ششم ہجری تک اس شہر میں بزرگ علماء شیعہ وجود میں آئے جن کے اسامی ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

علی بن محمد التنوخی، حسین بن احمد السبعی، حسن بن علی الحرانی، علی بن عبد الملک الحلبی، تقی بن نعم الحلبی، ثابت بن اسلم الحلبی، حمزہ بن عبد العزیز الدبلی، عبد الرحمن بن احمد النیشاپوری، محمد بن یحییٰ الحمص، حید بن حسن الحلبی، یو اب بن حسن الحلبی، کردی علی الفارسی، محمد بن حسن الحلبی، حسین بن عقیل بن الحنفی، حسین بن احمد بن عیاش، اسد بن علی الغسانی، محمد بن عبد الملک جرادة، حمزہ بن علی الحسینی، محمد بن علی المازندرانی، اسد بن ایوب الحلبی، حسن بن حسین الحلبی، علی بن منصور الحلبی، محمد بن علی الحلبی۔

طرابلس:

طرابلس (جولیان میں واقع ہے) میں امامیہ مذہب کے فقیہ حسن بن عمار نے دولت عاریہ مستقر کی جو سنہ ۳۶۲ھ میں شروع ہو کر سنہ ۵۰۲ھ میں ختم ہوئی اس دور میں پیشمار علمی مراکز وجود میں آئے، اور امین الدولہ، حسین بن بشر الطرابلسی، اسعد طرابلسی روح جیسے فقہاء کو اسی شہر سے نسبت حاصل ہے۔

جبل عامل:

جبل عامل (جو جنوب لبنان میں واقع ہے) سے علماء شیعہ کی ایک کثیر تعداد وجود میں آئی جن میں محقق اول علی بن عبد العالی المیسی، محقق دوم علی بن حسین بن علی الکرکی العالی، شید اول محمد بن مکی العالی، شید ثانی زین الدین بن علی العالی، حسین بن عبد الصمد بن محمد العالی (پدر شیخ ہسانی)، محمد بن حسین بن عبد الصمد (شیخ ہسانی)، شیخ محمد بن حسن الحر العالی (صاحب کتاب وسائل)، محمد جواد بن محمد العالی (صاحب کتاب المفتاح) جیسے بزرگ علماء شامل ہیں،

﴿ تجلیات حسین ﴾

کتاب الحسین والتشريع الاسلامی کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکاظمی نے جبل عامل کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ قدس و بعلبک، مصر، تونس، فاس (مراکو کا پایتخت)، قرطبہ (اسپین کا شہر) میں وجود میں آنے والے اسلامی مراکز پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ایران:

ملک ایران میں رسول اسلام کے دور میں اسلام وارد ہوا، آنحضرت کے برگ صحابی سلمان فارسی کا اسی ملک سے تعلق تھا، سنہ ۲۳ھ سے اس سرزمین پر اسلام تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا، یہ وہ سرزمین ہے کہ جس کے مختلف شہروں سے بی شمار جید علماء وجود میں آئے، اہلسنت کے ائمہ اربعہ میں سے بعض اور صحاح ستہ اور کتب اربعہ کے تمام مصنفین کا تعلق اسی ملک سے ہے، ہم یہاں اختصار کے ساتھ ایران کے ان اہم شہروں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جنہیں تشریع اسلام کی تاریخ میں علمی مرکز ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

شہر ری:

ری ایران کا بہت قدیم شہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو رازی کہا گیا چونکہ اس شہر کا دوسرا نام راز تھا، اس شہر میں اسلام سنہ ۲۳ھ میں وارد ہوا، بنی امیہ و بنی عباس کے قلم سے بچنے کے لئے بہت سارے سادات کرام نے ایران کی طرف ہجرت کی جن میں عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام بھی شامل ہیں جو سنہ ۲۵۰ھ کو شہر ری میں وارد ہوئے اور تقریباً سنہ ۲۵۳ھ میں وفات پائی، آپ فقیہ و محدث زمانہ تھے، آپ نے امام جواد و امام ہادی علیہما السلام سے روایات نقل کی ہیں، اس شہر سے بی شمار علماء اعلام وجود میں آئے جن میں علی بن ابراہیم (اعلان) الرازی، محمد بن عقیل الکلمینی، محمد بن یعقوب الکلمینی، احمد بن فارس الرازی، عبد الجبار بن عبداللہ الرازی، حسین بن علی الرازی، محمد بن محمد الرازی شامل ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

قم المقدسہ:

جب حجاج بن یوسف الثقفی نے مہمان اہلبیت کا قتل عام کیا تو خاندان اہلبیت اور دوستانہ ارکان اہلبیت کی کثیر تعداد قم میں وارد ہوئی، ائمہ علیہم السلام کے بزرگ اصحاب اور علماء شیعہ نے اسی شہر میں قیام کیا جن میں زکریا بن ادریس (امام صادق)، امام کاظم، امام رضا علیہم السلام کے صحابی، آدم بن اسحاق بن آدم القمی، علی بن ابراہیم القمی، علی بن حسین بن موسیٰ بن بلویہ القمی، جعفر بن محمد بن موسیٰ بن قولیہ القمی شامل ہیں، لہذا ابتداء سے شہر قم میں موالیان اہلبیت کی کثیر تعداد پائی جاتی تھی یہاں تک کہ معصومہ قم ہمشیرہ امام رضا علیہ السلام کو بھی اسی شہر میں دفن کیا گیا۔

سنہ ۱۳۳۰ھ میں عبدالکریم الحائری نے اس شہر کو دوبارہ علمی مرکزیت عطا کی۔ جس کے بعد فقہاء و مراجع کرام کی ایک کثیر تعداد اس شہر سے وجود میں آئے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انقلاب ایران کا سیلاب ہوا اور آج بھی شہر قم کو مذہب امامیہ کا علمی مرکز مانا جاتا ہے۔

آج اس شہر میں بہت زیادہ دینی مراکز پائے جاتے ہیں جن کی تعداد ۵۶ سے زیادہ ہے لہذا ہم اس مقام پر گیارہ قدیم مدارس کو انکی تاریخ تاسیس کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

- ۱۔ مدرسہ فیضیہ: سنہ تعمیر ۹۳۳ھ، ۲۔ مدرسہ دارالشفاء: سنہ تعمیر ۱۰۵۵ھ، ۳۔ مدرسہ مونیہ: سنہ تعمیر ۱۱۱۳ھ، ۴۔ مدرسہ خان:
- سنہ تعمیر ۱۱۲۳ھ، ۵۔ مدرسہ جمائیک: سنہ تعمیر قبل ۱۱۴۹ھ، ۶۔ مدرسہ رضویہ: سنہ تعمیر ۱۲۰۰ھ، ۷۔ مدرسہ والدہ الشاہ: سنہ تعمیر تقریباً ۱۲۶۴ھ، ۸۔ مدرسہ حاجی: سنہ تعمیر ۱۲۷۳ھ، ۹۔ مدرسہ حجتیہ صفری: سنہ تعمیر ۱۳۶۳ھ، ۱۰۔ مدرسہ حجتیہ کبری: سنہ تعمیر ۱۳۶۶ھ، ۱۱۔ مدرسہ الحاج صادق: سنہ تعمیر قبل از ۱۲۹۷ھ۔

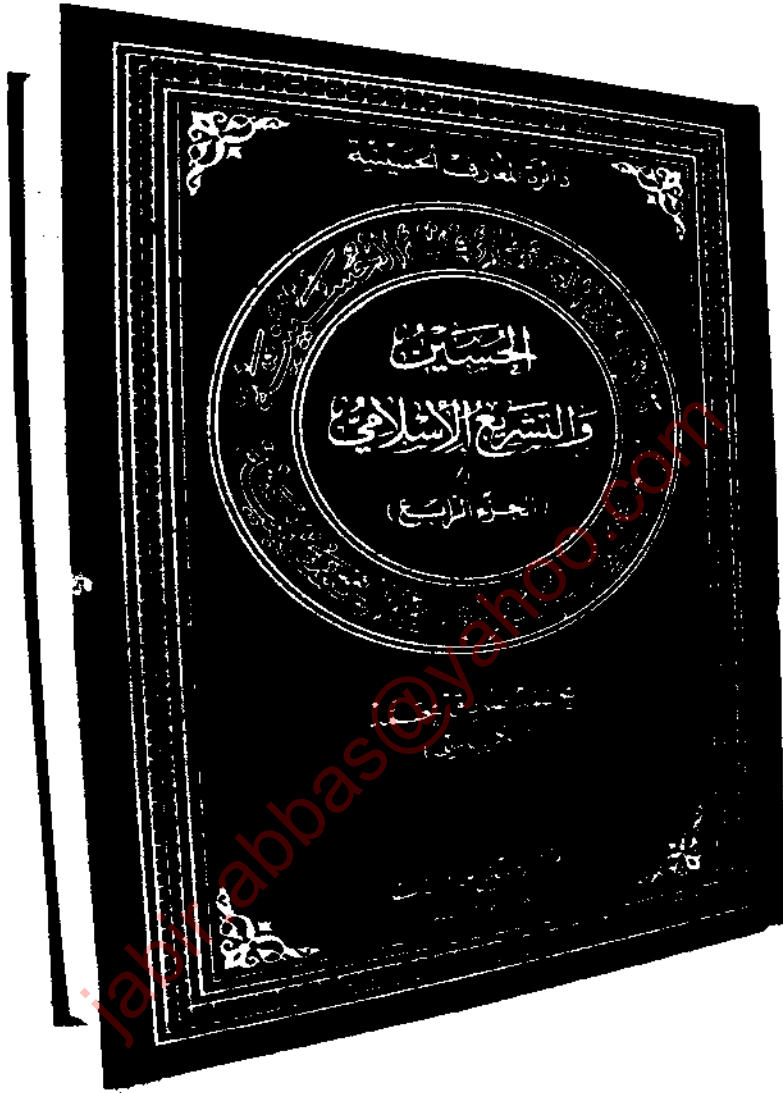
ان مدارس علمیہ کے بعد بہت سارے دیگر مدارس بھی وجود میں آئے ہیں جن کے اسامی یہ ہیں:

مدرسہ آملی، مدرسہ شہید حسن شیرازی، مدرسہ اصفہانی، مدرسہ وندی، مدرسہ امام امیر المومنین، مدرسہ امام باقر، مدرسہ امام حسین، مدرسہ امام صادق، مدرسہ امام عسکری، مدرسہ امام مہدی، مدرسہ امام موسیٰ ابن جعفر، مدرسہ امام ہادی، مدرسہ شہید صدر، مدرسہ بعثت، مدرسہ جابر بن حیان، مدرسہ جامعہ الزہراء، مدرسہ جعفریہ، مدرسہ حسینیہ، مدرسہ حقانی، مدرسہ دار الزہراء،

تجلیات حسین

مدرسۃ الرسالۃ، مدرسۃ رسولِ اعظم، مدرسۃ السقیۃ، مدرسۃ السعادۃ، مدرسۃ شہدین، مدرسۃ صدوق، مدرسۃ علوی، مدرسۃ غدیریہ، مدرسۃ فاطمیہ، مدرسۃ کرمانیہ، مدرسۃ گلپانگانی، مدرسۃ مدیرۃ العلم، مدرسۃ مرعشی، مدرسۃ معصومیہ، مدرسۃ محمد الدراسات الاسلامیہ، مدرسۃ المعهد العالمی، مدرسۃ مکتب توحید، مکتب المعصومۃ، مدرسۃ مدینیہ، مدرسۃ نائینی، مدرسۃ وحیدیہ، مدرسۃ امام مہدی المنتظر، مدرسۃ امام رضا، مدرسۃ الزہراء، مدرسۃ امام خمینی، دائرۃ المعارف الحسینیہ کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے اس مقام پر قزوين، اصفهان، خراسان اور نیشاپور کے علمی مراکز پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے، جس کے بعد انھوں نے ہندوستان، پاکستان، افغانستان میں موجود علمی مراکز کو بھی بیان فرمایا ہے۔

بیشک دینی مراکز کی تاسیس اور تعلیمی درسگاہوں کی اہمیت ایک ایسا موضوع ہے جس پر بہت کم ارباب تحقیق نے توجہ کی، اگرچہ تاریخ نویسی میں اہل علم حضرات نے اپنی توانیاں بروئے کار لا کر مختلف موضوعات پر دائرۃ المعارف مرتب کئے لیکن جو کام دائرۃ المعارف الحسینیہ میں علمی و تحقیقی انداز میں ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس طرح کے اہم موضوعات پر ہر حوالہ سے تحقیق کا کام کیا جانے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے معلومات یکجا ہوں اور حالات کے ہر لمحہ تبدیل ہونے والی صورت کے ساتھ ساتھ علمی حلقوں میں ترقی اور تکامل کی راہیں ہموار ہو سکیں اور دینی و تعلیمی مراکز کی اہمیت و اگاہی سے آگاہی کا حصول ہو سکے۔



کتاب 'امام حسین اور شریعت اسلامی' دس سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے، جس کی پرتھی جلد (جو ۴۸۵ صفحات پر مشتمل ہے) سنہ ۱۹۹۷ء میں لکھی گئی اور سنہ ۲۰۰۸ء کو زیور طبع سے آراستہ ہوئی، قارئین کرام اس کتاب میں موجود مطالب کی تخصیص کو آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

jabir.abbas@yahoo.com

اجتاد کا پس منظر: ایک علمی حوالہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے قرآن مجید کو نازل فرمایا، جس میں عصرِ پیغمبر سے روزِ قیامت تک ضابطہ عمل موجود ہے

و لا رطب و لا یابس الا فی کتب مبین (سورہ الانعام: ۵۹) لیکن ان قوانین کا پورا علم صرف معصومین علیہم السلام کو موصول ہے کیونکہ خدا کے بعد ہی وہ افراد ہیں کہ انہیں قرآن مجید کے باطن کو سمجھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے
و ما یعلم تاویلہ الا اللہ و الراسخون فی العلم (سورہ آل عمران: ۷)، اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر شی کا علم بھی انہیں افراد کو عطا فرمایا ہے

و کل شی احصیناہ فی امام مبین (سورہ یس: ۱۲)

لہذا آنحضرتؐ کے دور سے امامِ مدنی علیہ السلام کی غیبتِ کبریٰ تک جتنے بھی مسائل پیش آئے ان سب کا جواب معصومین علیہم السلام نے روایات کے ذریعہ عطا فرمایا، لیکن سنہ ۳۲۹ھ میں جب امامِ مدنی علیہ السلام نے غیبتِ کبریٰ اختیار فرمائی اور معصوم کا مستقیم فیض منقطع ہوا اور جدید مسائل بھی پیش آنے لگے جن کا حکم نہ تو قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ نظر آیا اور نہ ہی حدیث میں، تو اس مقام پر امامِ مدنی کے نائبان عام (کہ جنکی طرف رجوع کرنے کا حکم خود امامِ مدنی علیہ السلام نے یہ کہہ کر دیا کہ

واما الحوائث الواقعة فارجعوا فیہا الی رواۃ حدیثنا فانہم حجتی علیکم و انا حجة اللہ علیہم

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

یعنی میرے بعد واقع ہونے والے مسائل میں ہماری روایات نقل کرنے والوں کی طرف رجوع کر دو چونکہ وہ تم پر میری جانب سے حجت میں اور میں ان پر اللہ کی حجت ہوں۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۱۴۰) نے علم اصول^(۱) کا سارا لیا تاکہ ان اصول کے ذریعہ حکم شرعی تک رسائی ہو سکے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علم اصول کی ایجاد ائمہ عظیم السلام نے فرمائی، اور اپنے اصحاب سے یہ چاہا کہ وہ ان کے بیان کردہ اصول میں سے فروع پیدا کریں، جیسا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انما علمنا ان تلقی الیوم الاصول و علیکم ان تفرعوا

ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم تم پر اصول کو التاء کریں اور تمہارا فریضہ یہ ہے کہ تم ان اصول سے فروعات کو پیدا کرو (وسائل الشیعہ کتاب قضا، حدیث ۵)، اسی طرح کا مضمون ہمیں امام رضا علیہ السلام کی روایت میں بھی نظر آتا ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا:

علینا القاء الاصول و علیکم التفريع (وسائل الشیعہ کتاب قضا، حدیث ۵۲)

لہذا یہ کہا جائے گا کہ موجودہ علم اصول، ائمہ عظیم السلام کے بیان کردہ اصول کی فرع ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علم اصول، اجتہاد^(۲) اور قرآن و اقوال ائمہ کی روشنی میں فتویٰ^(۳) دینا ائمہ عظیم السلام کی دور میں بھی رائج تھا، امام باقر علیہ السلام نے اپنے صحابی ابان بن تغلب سے فرمایا:

اجلس فی مسجد المدینة وافت الناس فانی احب ان یری فی شیعتی مثلك اے ابان مسجد النبوی میں بیٹھو اور فتویٰ دو، کیونکہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے شیعوں میں تمہارے جیسے افراد پائے جائیں (ربال نجاشی: ۱۰)، ائمہ عظیم السلام نے ابان کی طرح کئی شاگرد تربیت فرمائے جو قرآن و احادیث کی روشنی میں فتویٰ دیا کرتے تھے یہی وجہ

علم اصول: ان قواعد کا علم کہ جن کے ذریعہ حکم شرعی کشف کیا جاتا ہے، علم اصول میں موجودہ تمام قواعد قرآن اور معصومین عظیم السلام کے ارشادات سے ماخوذ ہیں۔

^۲۔ اجتہاد وہ علمی بہ وجہ کہ جس کے نتیجے میں حکم شرعی تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

^۳۔ فتویٰ: قرآن، حدیث، عقل اور اجماع کی روشنی میں فقہ کی رائے کو فتویٰ کہتے ہیں۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کبریٰ کے بعد اجتہاد کو تیزی کے ساتھ فروغ حاصل ہوا، آج بھی فقہاء کرام فتویٰ دے کر امام باقر علیہ السلام کی خواہش اور اپنی شرعی ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ اجتہاد کو برقرار رکھتے ہوئے آیت اللہ محمد صادق الکرہاسی نے 'الحسین والتشریع الاسلامی' کی جلد چہام (۲۸۵ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۸ میلادی میں چھپ کر منظر عام پر آئی ہے) میں امام حسین علیہ السلام کی ان روایات پر اجتہادی بحث فرمائی ہے کہ جن کا تعلق باب طہارت سے ہے، اگرچہ ابواب فقہ میں تمام فقہاء کرام ائمہ علیہم السلام کی روایات کا سہارا لیتے ہیں لیکن مصنف نے اس کتاب میں ایک منفرد انداز اختیار کیا کہ جنہیں انہوں نے تمام ابواب فقہ میں صرف امام حسین (ع) کی احادیث کے ذریعہ استنباط فرمایا ہے۔

جس طرح 'الحسین والتشریع الاسلامی' کی گزشتہ تین جلدوں میں مقاماتی مباحث پر گفتگو کی گئی اسی طرح مصنف نے اس مقام پر بھی چند مقاماتی مباحث کو پیش فرمایا ہے کہ جن کی طرف ہم اجمال کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں۔

علماء کے لئے مروجہ القاب:

ہر قوم اپنے مذہب کے علماء کا احترام اور ان کی قدر دانی کرتے ہوئے انہیں مختلف القاب سے نوازتی ہے لیکن جس قدر دین اسلام نے علم اور عالم کو اہمیت دی ہے شاید ہی کسی مذہب نے دی ہو، کیونکہ دین اسلام وہ دین ہے کہ جو گوارے سے محدود تک تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے، اس دین میں عالم کی دور رکعت نماز باطل کی ستر رکعت نماز کے سے بہتر ہے، لہذا تاریخ تشریع میں علماء کو کبھی فقہی، علامہ، حجت الاسلام کہا گیا تو کبھی فاضل، آیت اللہ اور امام جیسے القاب سے نوازا گیا۔

دائرة المعارف الحسینیہ کے مصنف آیت اللہ محمد صادق کرہاسی نے اس مقام پر تشریع اسلامی میں علماء کے لئے مروجہ القاب کی تشریح کی کہ جن میں سے ہر ایک کی تعریف کو ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

فقہ:

لغت میں فقہ فہم کو کہتے ہیں، لہذا جو شخص فہم ہو اسے فقہ کہا جاتا ہے اور اسکی جمع فقہاء ہے، اصطلاح میں فقہ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس میں فہمی دینے کی صلاحیت پائی جاتی ہو، امام صادق علیہ السلام نے یہ لفظ اپنے صحابی ابان بن تغلب کے لئے ان کی وفات کے بعد استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

اما والله لقد اوجع قلبي موت ابان، وكن قارنا من وجوه القراء، فقيها لغويا، سمع من العرب، و حكمهم

خدا کی قسم ابان کی موت نے مجھے رنجیدہ کر دیا ہے، بیشک وہ قاریان قرآن میں سے تھے، وہ ایسے فقہ و ادیب تھے کہ جنہوں نے ادباء عرب سے علم حاصل کیا اور ہمہ وقت اس کی ترویج میں مشغول و مصروف رہے (معجم رجال حدیث جلد اول صفحہ ۱۴۴)۔

علامہ:

علامہ عالم کا اسم مبالغہ ہے یعنی وہ شخص جو دینی علوم میں اعلیٰ مراتب پر فائز ہو۔

حجت:

لغت میں دلیل و برہان کو حجت کہتے ہیں، اور تشریح میں حجت اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کا قول فعل اور تقریر لوگوں کے لئے حجت ہو، لہذا یہ لفظ معصومین علیہم السلام کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ہم انہیں حجت اللہ کہتے ہیں۔

عالم:

علم دین جاننے والے کو عالم کہتے ہیں، امام صادق علیہ السلام نے عالم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: یعنی بالعلماء من صدق فعله قوله، و من لم يصدق فعله قوله فليس بعالم

﴿ تجلیات حسین ﴾

جس شخص کا قول اس کے فعل سے مطابقت کرے اسے عالم کہتے ہیں (الکافی جلد اول صفحہ ۳۱۔) عالم بہت عظیم رتبہ ہے اس مرتبے کی عظمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا:

انما یخشى الله من عباده العلماء (فاطر ۲۸۔)

یعنی علماء ہی اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔

فاضل:

جو شخص اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے رذائل اور نقائص سے دوری اختیار کرے اسے فاضل کہتے ہیں۔

امام:

اس کلمہ کا اطلاق امام معصوم پر ہوتا ہے، اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ درجہ امامت درجہ نبوت سے بلند تر ہے چونکہ جناب ابراہیم جب نبی تھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

انی جاعلک للناس اماما (سورہ بقرہ: ۱۲۴)

بیٹک میں تمہیں لوگوں کا امام بنا رہا ہوں

لیکن قرن دوم ہجری کے بعد یہ کلمہ غیروں نے بھی استعمال کیا اور سب سے پہلے لاؤسفہ کو انکی وفات کے بعد امام کہا گیا۔

آیت اللہ:

اس لقب سے امام باقر علیہ السلام نے اپنے جد امجد حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

لسلام علیک یا آية الله العظمی (بحار الانوار جلد ۹ ص ۳۷۳)

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

سلطان فارسی نے بھی مولا علی علیہ السلام کو اسی لقب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:
یا امیر المومنین انت والله الآیة الله العظمیٰ (بحار الانوار جلد نمبر ۲، صفحہ ۳۰)۔

بیشک مذکورہ تمام القاب کے حقیقی ہقدار معصومین علیہم السلام ہی میں، لیکن علماء کو ان القاب سے اعزاز اور نیابت نوازا جاتا ہے، لہذا ایک عالم دین کے لئے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان القاب کو اپنے لئے استعمال کرنے پر مصر ہو کیونکہ خود جو افراد ان القاب کے ہقدار تھے انہوں نے اس بات میں شرف محسوس کیا کہ لوگ انہیں اللہ کا عبد کہیں، اسی لئے ہم کلمہ شہادت میں و اشہد ان محمدا عبده و رسولہ کہتے ہیں۔

لواب فقہ کی ایجاد:

علم فقہ میں لواب کی ایجاد رسول اسلام کے دور سے ہوئی، سب سے پہلے آنحضرت (ص) کے صحابی علی بن ابی رافع نے حضرت علی علیہ السلام کی امامت کو باب وضو، باب صلوٰۃ کے ذیل میں جمع کیا، جب محمد بن یعقوب بن اسحاق (معروف بہ شیخ کلینی متوفی سنہ ۳۲۹ھ) کا دور آیا تو آپ نے لواب فقہ کو اصول دین اور فروع دین کے ذیل میں تقسیم فرمایا، اسی دور میں علی بن حسین (پدر شیخ صدوق متوفی سنہ ۳۲۹ھ) نے اپنے فرزند محمد (شیخ صدوق) کے لئے کتاب شرائع لکھی کہ جس میں سند روایت کو ترک کیا دیا گیا جس کے بعد کتاب فقہ میں اسناد کا تذکرہ کلی طور پر متروک قرار پایا، محقق علی (متوفی سنہ ۶۷۶ھ) نے لواب فقہ کو عبادات، معاملات، ایقاعات، احکام (جیسے دیت و حدود کے احکام) پر تقسیم فرمایا اور آیت اللہ محمد باقر سبزواری (متوفی سنہ ۱۰۹۰ھ) نے سب سے پہلی توضیح المسائل لکھی جس کے بعد ان کی کتاب پر بعد میں آنے والے علماء نے اپنی رائے (فقہی) کے مطابق ماضیہ لگائے، زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دو اور مشہور کتابیں بنام نخبہ (مصنف آیت اللہ محمد ابراہیم الکرباسی متوفی سنہ ۱۲۶۱ھ) اور عروۃ الوثقی (مصنف آیت اللہ سید کاظم یردوی متوفی ۱۳۳۷ھ) وجود میں آئیں کہ جن پر بھی بے شمار مراجع کرام نے ماضیہ لگائے، محسن بن محمدی الحکیم (جو سنہ ۱۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۳۹۰ میں وفات پائی) نے مناج الصالحین لکھی کہ جس کے بعد آج تک مراجع کرام اسی اسلوب پر فقہی کتابیں لکھتے ہیں۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

کتاب طہارت:

آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے کتاب 'الحسین والتشریع الاسلامی' کی جلد اول سے جلد چہارم کے نصف اول تک مقدماتی مباحث پر مٹھگو کی اور اس مقام سے مصنف نے اصل موضوع یعنی امام حسین اور قانونگذاری کا آغاز کرتے ہوئے باب طہارت میں احکام تہلی، احکام استنجا، احکام بول الصبی، احکام استحام، احکام وضو، احکام تکفین میت میں سے ہر ایک کے متعلق امام حسین علیہ السلام سے منسوب تمام احادیث پر استنباطی و اجتہادی بحث فرمائی ہے، ہم یہاں احکام تہلی سے متعلق امام حسین علیہ السلام کی ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہوئے اس میں موجود تمام جواب کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ کسی بھی مسئلہ تک رسائی کے لئے ایک مجتہد کے لئے کس قدر جہد و جہد درکار ہے:

مسئل الحسین بن علی ما حد الغلط؟ قال لا تستقبل القبلة و تستبرها، ولا تستقبل الريح ولا تستبرها
(نہایہ الاحکام جلد اول صفحہ ۸۲)

جب کسی شخص نے امام حسین علیہ السلام سے رفع حاجت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا رفع حاجت کے موقع پر رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ، رو بہ ہوا یا پشت بہ ہوا مت بیٹھو۔

اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد مصنف نے سب سے پہلے سند حدیث پر تحقیق و بررسی کی جس کے بعد حدیث سے ماخوذ فقہاء کے اقوال کو ان کے دلائل کے ساتھ بیان فرمایا، امام حسین علیہ السلام کی مذکورہ حدیث میں دو مسئلے پائے جاتے ہیں، پہلا مسئلہ استقبال و استبرار قبلہ کے بارے میں ہے اور دوسرا مسئلہ استقبال و استبرار ریح سے متعلق ہے، لہذا سب سے پہلے ہم مسئلہ استقبال و استبرار قبلہ میں موجودہ فقہاء کے صرف چار مشہور اقوال بیان کرتے ہیں:

۱۔ بیٹاب اور پٹھانہ کرتے وقت، کھلے میدان یا بند مکان میں رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنا حرام ہے (اکثر فقہاء امامیہ نے اس حکم پر اتفاق کیا ہے)

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

۲۔ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت صرف کھلے میدان میں رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنا حرام ہے (مالکی، شافعی، حنبلی اس حکم پر اتفاق کرتے ہیں)

۳۔ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت، کھلے میدان یا بند مکان میں رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنا مکروہ ہے (شیخ مفید، مقدس اردبیلی اور محمد بن علی حلی اس حکم پر اتفاق کرتے ہیں)

۴۔ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت، صرف کھلے میدان میں رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنا حرام ہے لیکن بند مکان میں یہ عمل مکروہ ہے (بعض علماء نے اس حکم پر اتفاق ہے)

چونکہ حدیث شریف میں موجودہ ممانعت سے کراہت اور حرمت دونوں معافی افذ کئے جاسکتے ہیں، لہذا اکثر علماء کرام نے سیاق و سباق اور دیگر روایٰ اولہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ مسئلہ میں حرمت کا فتویٰ جاری کیا، آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے مذکورہ تمام آراء اور ان کے دلائل پر تفصیلی فقہ و بررسی کے بعد پہلی رائے کو پسند فرمایا، چونکہ مصنف کے نزدیک روایات کے مطابق غائہ کعبہ اللہ تعالیٰ کی عظیم آیات میں سے ایک ہے، اور قبلہ رخ یا پشت بہ قبلہ ہو کر رفع حاجت کرنا اس مبارک مکان کی توہین کرنے کے برابر ہے۔

مصنف نے امام حسین (ع) کی اس حدیث شریف کے پہلے حصے سے مندرجہ ذیل نتائج افذ کئے ہیں:

۱۔ حالت اختیار میں رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ رفع حاجت کرنا حرام ہے۔

۲۔ مذکورہ حکم پیشاب اور پاخانہ دونوں پر لاگو ہوتا ہے۔

۳۔ استبراء اور طہارت کے موقع پر اگر پیشاب اور پاخانہ خارج ہوتا ہو تو رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنا حرام ہے۔

۴۔ علی الظاہر مذکورہ حکم کا اطلاق صرف غائہ کعبہ پر ہوتا ہے نہ کہ قبلہ اول (بیت المقدس) پر۔

۵۔ مکلف کو حالت اضطرار میں اختیار ہے، چاہے رو بہ قبلہ ہو کر رفع حاجت کرے یا برعکس، لیکن اگر عرف میں ان میں سے کوئی ایک زیادہ قبیح ہو تو اس جہت کا ترک کرنا ضروری ہے۔

۶۔ استقبال واسم بار کا حکم صرف عورتین (شرمگاہ) سے نہیں بلکہ مقادیم (یعنی پورے بدن کے خاص حصوں) سے تعلق رکھتا ہے۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

۷۔ اگر آپریشن کی وجہ سے پیشاب اور پائخانہ کا مخرج موقتاً بدن کے کسی اور حصے میں قرار پائے تو مذکورہ حکم علی الظاہر لاگو نہیں ہوگا، لیکن اگر پیشاب اور پائخانہ کے مخرج کو کسی بیماری کی وجہ سے آپریشن کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے بدل دیا جائے تو اس موقع پر ہدیدہ مخرج کو رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ قرار دے کر رفع حاجت کرنا جائز نہ ہوگا۔

۸۔ جس شخص کو کسی مقام پر سمت قبلہ کا علم نہ ہو تو باب صلوٰۃ میں جو شناخت قبلہ کا طریقہ بتلایا گیا ہے اس پر عمل کرے، اور اس طرف رفع حاجت نہ کرے کہ جس طرف قبلہ کے ہونے کا احتمال ہو، لیکن اگر تفحص کے بعد جہت قبلہ کا تعین نہ ہو سکے تو کسی بھی جہت میں رفع حاجت کرنا جائز ہے۔

۹۔ اطفال اور مجنون افراد کے رفع حاجت کے وقت ان کے اولیاء پر لازم ہے کہ وہ مذکورہ حکم کا پورا خیال رکھیں۔

مصنف آیت اللہ کرباسی نے مذکورہ نتائج کے اخذ کرنے کے بعد حدیث شریف کے دوسرے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ استقبال و استدبار ریح میں جمہور فقہاء نے کراہت کا حکم دیا ہے لیکن ان کے درمیان اس سلسلہ میں چار نظریات پائے جاتے ہیں، اور وہ نظریات یہ ہے:

- ۱۔ صرف پیشاب کرتے وقت رو بہ ہوا بیٹھنا مکروہ ہے۔
- ۲۔ پیشاب و پائخانہ کرتے وقت رو بہ ہوا بیٹھنا مکروہ ہے۔
- ۳۔ پیشاب و پائخانہ کرنے وقت رو بہ ہوا یا پشت بہ ہوا بیٹھنا مکروہ ہے۔
- ۴۔ صرف پیشاب کرتے وقت رو بہ ہوا یا پشت بہ ہوا بیٹھنا مکروہ ہے۔

مصنف نے اس مسئلہ میں بھی مذکورہ بالا نظریات پر فقہ و بررسی کے بعد استقبال و استدبار ریح کی کراہت کو صرف پیشاب سے متعلق جان کر چھوٹی رائے کو اختیار فرمایا ہے، چونکہ اس حکم کی مانعت کی وجہ نجاست کا بدن یا لباس پر سرایت نہ کرنا ہے لہذا اس حکمت کا تعلق پیشاب ہی سے ہو سکتا ہے۔

آیت اللہ محمد صادق کرباسی نے باب طہارت کے بھیہ عنوانات کے تحت امام حسین علیہ السلام کی احادیث پر اسی روش کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور امام علیہ السلام کے فرمودات سے بے شمار علمی و تحقیقی نتائج اخذ

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

فرماتے ہیں، مصنف کے اس عمل سے واضح ہو جاتا ہے کہ بیشک امام حسین علیہ السلام رسول اسلام کی اس حدیث شریف کا مصداق ہیں کہ جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا:

ان الحسین مصباح ہدی و سفینۃ نجاۃ و امام خیر و یمن و عز و فخر و بحر علم و نخر، الحسین منی و انا من الحسین

یقیناً امام حسین علیہ السلام ہدایت کا چراغ، کشتی نجات، ایسے امام کہ جو صاحب خیر و برکت، صاحب عزت و افتخار اور دریائے علم و سرمایہ ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

تجلیاتِ حسین

حسینی دائرۃ المعارف کی مطبوعہ جلدیں

- ۱۔ الحسین الکَرِیم فی القرآن العظیم (الجزء الاول)، حسین کریم قرآن عظیم کی روشنی میں (جلد اول)۔
- ۲۔ الحسین فی السيرة (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سنت کی روشنی میں (جلد دوم)۔
- ۳۔ السيرة الحسينية (الجزء الاول)، سیرت امام حسین علیہ السلام (جلد اول)۔
- ۴۔ السيرة الحسينية (الجزء الثاني)، سیرت امام حسین علیہ السلام (جلد دوم)۔
- ۵۔ الصحیفة الحسينية الكاملة (الجزء الاول)، حسینی صحیفہ کاملہ (جلد اول)۔
- ۶۔ الصحیفة الحسينية الكاملة (الجزء الثاني)، حسینی صحیفہ کاملہ (جلد دوم)۔
- ۷۔ الحسین والتشريع الاسلامی (الجزء الاول)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد اول)۔
- ۸۔ الحسین والتشريع الاسلامی (الجزء الثاني)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد دوم)۔
- ۹۔ الحسین والتشريع الاسلامی (الجزء الثالث)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد سوم)۔
- ۱۰۔ الحسین والتشريع الاسلامی (الجزء الرابع)، امام حسین اور شریعت اسلامی (جلد چہارم)۔
- ۱۱۔ العامل السياسي لفضيلة الحسين (الجزء الاول)، قیام امام حسین علیہ السلام کے سیاسی عوامل (جلد اول)۔
- ۱۲۔ معجم انصار الحسين (العاشرین)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد اول)۔
- ۱۳۔ معجم انصار الحسين (العاشرین)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد دوم)۔
- ۱۴۔ معجم انصار الحسين (العاشرین)، امام حسین علیہ السلام کے ہاشمی انصار (جلد سوم)۔
- ۱۵۔ معجم انصار الحسين (غير العاشرین)، امام حسین علیہ السلام کے غیر ہاشمی انصار (جلد اول)۔
- ۱۶۔ معجم انصار الحسين (النساء)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد اول)۔
- ۱۷۔ معجم انصار الحسين (النساء)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد دوم)۔
- ۱۸۔ معجم انصار الحسين (النساء)، امام حسین علیہ السلام کی مددگار خواتین (جلد سوم)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

۱۹۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء الاول) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد اول)۔

۲۰۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء الثانی) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد دوم)۔

۲۱۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء الثالث) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد سوم)۔

۲۲۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء الرابع) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد چارم)۔

۲۳۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء الخامس) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد پنجم)۔

۲۴۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء السادس) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد ششم)۔

۲۵۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء السابع) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد ہفتم)۔

۲۶۔ تاریخ المراقبہ۔۔ الحسین و اہل بیتہ و انصارہ (الجزء الثامن) امام حسین، اہلبیت اور انصار کے مزارات کی تاریخ (جلد ہشتم)۔

۲۷۔ دیوان الامام الحسین (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کا دیوان (جلد اول)۔

۲۸۔ الدغل لی الشعر الحسینی (الجزء الاول)، حسینی اشعار کا مقدمہ و تمسید (جلد اول)۔

۲۹۔ الدغل لی الشعر الحسینی (الجزء الثانی)، حسینی اشعار کا مقدمہ و تمسید (جلد دوم)۔

۳۰۔ الدغل لی الشعر الاردوی (الجزء الاول)، اردو اشعار کا مقدمہ و تمسید (جلد اول)۔

﴿ تجلیاتِ حسین ﴾

- ۳۱۔ دیوان الشعر الاردو (الجزء الاول)، اردو اشعار کا دیوان (جلد اول)۔
- ۳۲۔ المدخل الى الشعر الفارسی (الجزء الاول)، فارسی اشعار کا مقدمہ و تسمیہ (جلد اول)۔
- ۳۳۔ المدخل الى الشعر الفارسی (الجزء الثاني)، فارسی اشعار کا مقدمہ و تسمیہ (جلد دوم)۔
- ۳۴۔ دیوان الشعر الفارسی (الجزء الاول)، فارسی اشعار کا دیوان (جلد اول)۔
- ۳۵۔ دیوان القرن الاول (الحسين في الشعر العربي القريض، الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق پہلی صدی کا عربی دیوان (جلد اول)۔
- ۳۶۔ دیوان القرن الاول (الحسين في الشعر العربي القريض، الجزء الثاني)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق پہلی صدی کا عربی دیوان (جلد دوم)۔
- ۳۷۔ دیوان القرن الثاني (الحسين في الشعر العربي القريض)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق دوسری صدی کا عربی دیوان۔
- ۳۸۔ دیوان القرن الثالث (الحسين في الشعر العربي القريض)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق تیسری صدی کا عربی دیوان۔
- ۳۹۔ دیوان القرن الرابع (الحسين في الشعر العربي القريض، الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق چوتھی صدی کا عربی دیوان، (جلد اول)۔
- ۴۰۔ دیوان القرن الرابع (الحسين في الشعر العربي القريض، الجزء الثاني)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق چوتھی صدی کا عربی دیوان، (جلد دوم)۔
- ۴۱۔ دیوان القرن الخامس (الحسين في الشعر العربي القريض)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق پانچویں صدی کا عربی دیوان۔
- ۴۲۔ دیوان القرن السادس (الحسين في الشعر العربي القريض)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق چھٹی صدی کا عربی دیوان۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۴۳۔ دیوان القرن السابع (الحمین فی الشعر العربی القریض)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق ساتویں صدی کا عربی دیوان۔
- ۴۴۔ دیوان القرن الثامن (الحمین فی الشعر العربی القریض)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق آٹھویں صدی کا عربی دیوان۔
- ۴۵۔ دیوان القرن التاسع (الحمین فی الشعر العربی القریض)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق نویں صدی کا عربی دیوان۔
- ۴۶۔ دیوان القرن العاشر (الحمین فی الشعر العربی القریض، الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق دسویں صدی کا عربی دیوان (جلد اول)۔
- ۴۷۔ دیوان القرن العاشر (الحمین فی الشعر العربی القریض، الجزء الثاني)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق دسویں صدی کا عربی دیوان (جلد دوم)۔
- ۴۸۔ دیوان القرن الحادی عشر (الحمین فی الشعر العربی القریض، الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق گیارہویں صدی کا عربی دیوان (جلد اول)۔
- ۴۹۔ دیوان القرن الحادی عشر (الحمین فی الشعر العربی القریض، الجزء الثاني)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق گیارہویں صدی کا عربی دیوان (جلد دوم)۔
- ۵۰۔ دیوان القرن الثاني عشر (الحمین فی الشعر العربی القریض، الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق بارہویں صدی کا عربی دیوان (جلد اول)۔
- ۵۱۔ دیوان القرن الثاني عشر (الحمین فی الشعر العربی القریض، الجزء الثاني)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق بارہویں صدی کا عربی دیوان (جلد دوم)۔
- ۵۲۔ دیوان القرن الثاني عشر (الحمین فی الشعر العربی القریض، الجزء الثالث)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق بارہویں صدی کا عربی دیوان (جلد سوم)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۵۳۔ دیوان القرن الثالث عشر (الحسین فی الشعر العربی القریض، الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق تیرہویں صدی کا عربی دیوان (جلد اول)۔
- ۵۴۔ دیوان القرن الثالث عشر (الحسین فی الشعر العربی القریض، الجزء الثاني)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق تیرہویں صدی کا عربی دیوان (جلد دوم)۔
- ۵۵۔ دیوان القرن الثالث عشر (الحسین فی الشعر العربی القریض، الجزء الثالث)، امام حسین علیہ السلام سے متعلق تیرہویں صدی کا عربی دیوان (جلد سوم)۔
- ۵۶۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء الاول)، دیوان لؤذیہ جلد اول۔
- ۵۷۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء الثاني)، دیوان لؤذیہ جلد دوم۔
- ۵۸۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء الثالث)، دیوان لؤذیہ جلد سوم۔
- ۵۹۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء الرابع)، دیوان لؤذیہ جلد چہارم۔
- ۶۰۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء الخامس)، دیوان لؤذیہ جلد پنجم۔
- ۶۱۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء السادس)، دیوان لؤذیہ جلد ششم۔
- ۶۲۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء السابع)، دیوان لؤذیہ جلد ہفتم۔
- ۶۳۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء الثامن)، دیوان لؤذیہ جلد ہشتم۔
- ۶۴۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء التاسع)، دیوان لؤذیہ جلد نهم۔
- ۶۵۔ دیوان الأبوذیہ (الجزء العاشر)، دیوان لؤذیہ جلد دہم۔
- ۶۶۔ دیوان السریح، دیوان سربح۔
- ۶۷۔ دیوان الموالم (الزمیری)، دیوان موالم زمیری۔
- ۶۸۔ دیوان التمنیس (الجزء الاول)، دیوان تمنیس (جلد اول)۔
- ۶۹۔ اضواء علی مدیحہ الحسین (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کے شہر (کربلاء) کا تعارف۔

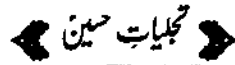
﴿ تجلیات حسین ﴾

- ۷۰۔ الروایا مشاهدات و تآویل (الجزء الاول)، خواب، مشاہدے اور تعبیر (جلد اول)۔
- ۷۱۔ معجم المصنفات الحسینیة (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کے متعلق تالیف شدہ کتب کی فہرست، (جلد اول)۔
- ۷۲۔ معجم المصنفات الحسینیة (الجزء الثاني)، امام حسین علیہ السلام کے متعلق تالیف شدہ کتب کی فہرست، (جلد دوم)۔
- ۷۳۔ معجم المصنفات الحسینیة (الجزء الثالث)، امام حسین علیہ السلام کے متعلق تالیف شدہ کتب کی فہرست، (جلد سوم)۔
- ۷۴۔ معجم خطباء المنبر الحسینی (الجزء الاول)، حسینی منبر کے خطباء کی فہرست (جلد اول)۔
- ۷۵۔ معجم خطباء المنبر الحسینی (الجزء الثاني)، حسینی منبر کے خطباء کی فہرست (جلد دوم)۔
- ۷۶۔ معجم الشعراء الناطقین فی الحسین (الجزء الاول)، حسینی شعراء کی فہرست (جلد اول)۔
- ۷۷۔ معجم الشعراء الناطقین فی الحسین (الجزء الثاني)، حسینی شعراء کی فہرست (جلد دوم)۔
- ۷۸۔ معجم الشعراء الناطقین فی الحسین (الجزء الثالث)، حسینی شعراء کی فہرست (جلد سوم)۔
- ۷۹۔ معجم المشارب الحسینیة (الجزء الاول)، حسینی اداروں کی فہرست (جلد اول)۔
- ۸۰۔ دیوان الشعر الانگلیزی (الجزء الاول)، انگریزی اشعار کا دیوان (جلد اول)۔
- ۸۱۔ المدخل لی الشعر پشتو، پشتو اشعار کا مقدمہ و تمہید۔
- ۸۲۔ دیوان الشعر پشتو (الجزء الاول)، پشتو اشعار کا دیوان (جلد اول)۔
- ۸۳۔ قالوانی الحسین (الجزء الاول)، امام حسین علیہ السلام کے متعلق مختلف اقوام و ملل کے بزرگان کا بیان، (جلد اول)
- ۸۴۔ معجم المقالات الحسینیة (الجزء الاول)، حسینی مقالات کی فہرست، (جلد اول)۔
- ۸۵۔ معجم المقالات الحسینیة (الجزء الثاني)، حسینی مقالات کی فہرست، (جلد دوم)۔

﴿ تجلیات حسین ﴾

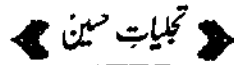
۸۶۔ معجم المقالات الحسینیة (الجزء الثالث)، حسینی مقالات کی فہرست، (جلد سوم)۔

jabir.abbas@yahoo.com



<u>HUSSAINI CENTRE FOR RESEARCH</u> حسینی تحقیقاتی مرکز - لندن	
<u>Hussaini Charitable Trust</u> <u>(Registered Charity NO. 1106596)</u>	
<u>Address:</u>	<u>45 Peter Avenue</u> <u>London UK</u> <u>NW10 2DD</u>

<u>Tel:</u>	<u>0044 208 451 3055</u>
<u>Fax:</u>	<u>0044 208 451 5899</u>
<u>Website:</u>	<u>www.hcht.org</u> <u>www.hussaini-encyclopedia.com</u>
Email (Urdu & English, Hindi): <u>mirza.hcht@hotmail.co.uk</u>	
Email (Arabi & Farsi): <u>markaz121@hotmail.com</u>	
Email (Azari, Turkish & French): <u>aboali.hcht@hotmail.co.uk</u>	
<u>Youtube:</u> <u>youtube.com/user/thehussainiencyclope</u>	
<u>Wikipedia:</u> <u>wikipedia.org/wiki/The_Hussaini_Encyclopedia</u>	
<u>Twitter:</u> <u>twitter.com/hcht45</u>	
<u>Facebook:</u> <u>HussainiEncyclope</u>	
قارئین کرام عربی زبان میں حسینی دائرۃ المعارف کی طبع شدہ جلدوں کا مطالعہ Google Books & Google Play پر فرما سکتے ہیں۔	



بینک کی تفصیلات

HSBC	
Account Name:	The Hussaini Charitable Trust
Sort Code:	40-07-27
Account No:	61452029
IBAN:	GB20MIDL40072761452029
BIC:	MIDLGB2143G
Bank Address:	91 High Road, NW10 2TA, London, UK

Name of Author	Mirza Mohammed Jawad
Email:	<u>mmjawad2000000@yahoo.com</u>
Web:	<u>www.al-jawad.org</u>
Phone:	0044 786 229 6910
Facebook	http://www.facebook.com/mjawadshabbir